﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 19 | جمعۃ المبارک 26/اکتوبر 2012ء | 10/ذوالحجہ 1433 ہجری قمری ❁ 26/اخاء 1391 ہجری شمسی | شمارہ 43

جمعہ کی تاریخ

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ پہلا جمعہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے علاوہ پڑھا گیا وہ بحرین کے علاقہ جوثی کی مسجد میں ہوا۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب الجمعہ فی القریٰ حدیث نمبر 843)

ایک عقلمند عورت وہی ہے جو یہ سوچے کہ میں نے اپنا گھریلو چین اور سکون کس طرح پانا ہے؟ اپنے گھر کو جنت نظیر کس طرح بنانا ہے۔ اگر دنیا کی طرف نظر رہے تو یہ سکون کبھی حاصل نہیں ہوسکتا۔ حقیقی سکون خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے سے ہی حاصل ہوسکتا ہے۔

اپنی آزادی کو اُن حدود کے اندر رکھیں جو خدا تعالیٰ نے آپ کے لئے مقرر کی ہیں۔ اگر آزادی یہاں کے معاشرے کی بے حجابی کا نام ہے تو یقیناً ایک احمدی بچی آزاد نہیں ہے اور نہ ہی اسے ایسی آزادی کے پیچھے جانا چاہئے۔

پردے کا مقصد دوسروں کی توجہ اپنے سے ہٹانا ہے۔ یہ احساس دلانا ہے کہ ہم حیادار ہیں لیکن اگر برقعوں پر گوٹے کناری لگے ہوئے ہوں اور توجہ دلانے والے الفاظ لکھے ہوئے ہوں تو یہ پردہ نہیں ہے، نہ ایسے برقعوں کا کوئی فائدہ ہے۔

جس وسعت سے عورتوں کے ذریعے عورتوں میں تبلیغ ہونی چاہئے، وہ نہیں ہوتی۔ جہاں مردوں کو تبلیغ کے میدان میں پہلے سے بڑھ کر کودنے کی ضرورت ہے وہاں عورتوں کو بھی اپنی صلاحیتوں کو اس میدان میں استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا تقاضا ہے کہ احمدیت کے ساتھ مضبوط تعلق پیدا کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو یہاں پہنچائیں۔ ہر گھر تک پہنچائیں، ہر شخص تک پہنچائیں۔ یہ عورتوں کا بھی فرض ہے اور مردوں کا بھی فرض ہے۔

اُن لوگوں کی قربانیوں کو بھول نہ جائیں جنہوں نے اپنی جانوں کی قربانی دے کر احمدیت کی آبیاری کی ہے۔ آج تک یہ قربانیاں ہو رہی ہیں جو یہاں آپ کے آنے کا ذریعہ بن رہی ہیں اور آپ کے یہاں رہنے کا ذریعہ بن رہی ہیں۔

(احمدیت کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کرنے والی خواتین کی قربانیوں کا تذکرہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب فرمودہ 2 جون 2012ء برموقع جلسہ سالانہ جرمنی بمقام کالسروئے (جرمنی)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بہت سی جگہ فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ ہر عمل کرنے والے کے عمل کی جزا دیتا ہے اور اس میں کسی کی تخصیص نہیں رکھی، مخصوص نہیں کیا کہ فلاں کو ملے گی یا فلاں کو نہیں ملے گی۔ بعض آیات میں خاص طور پر بیان فرمایا ہے کہ عمل کرنے والے چاہے مرد ہوں یا عورت، جو بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنے اعمال بجا لائے گا، اپنی حالتوں میں تبدیلی پیدا کرے گا، اپنے عبادتوں کے معیار بلند کرے گا۔ دین کی خاطر اپنی قربانیوں کے معیار بلند کرے گا، دوسرے اعمالِ صالحہ بجا لائے گا تو یقیناً خدا تعالیٰ کے حضور وہ جزا پائے گا۔ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے کہ گناہوں کی سزا تو دونوں، عورتوں اور مردوں، کو اُن کے غلط اعمال کی وجہ سے دیتا ہے یا دے اور نیکی کی جزا باوجود اس کے کہ عورتیں نیک اعمال بجا لا رہی ہیں، اُتنی نہ دے جتنی مردوں کو دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسی ارشاد کا نتیجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ عورتوں نے حقوق بجالانے کی طرف بھی توجہ دی، اپنی عبادتوں کے حق بھی ادا کئے اور دوسرے نیک اعمال بجا لانے کی طرف بھی توجہ دی۔ حتی المقدور جتنی کوشش ہوسکتی تھی، کی۔ دین کی خاطر قربانیاں بھی دیں۔ اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے اپنی جان کے نذرانے بھی پیش کئے۔

چند مہینے پہلے میں نے آپ کے اجتماع پر آپ کو یہ توجہ دلائی تھی، اُس میں گو اتنی حاضری نہیں تھی، کہ یہاں آ کر رہنے والی، اس معاشرے میں آ کر رہنے والی ہر عورت ہمیشہ یہ یاد رکھے کہ اُس کی کیا تعلیم ہے اور اپنی اصل تعلیم کو بھول نہ جائیں۔ اسی طرح بچیاں دنیا کی چمک اور رونقوں کو ہی سب کچھ نہ سمجھیں بلکہ یہ دیکھیں کہ وہ کون ہیں، اُن کے مقاصد کیا ہیں اور اُن کے عہد کیا ہیں۔ کیا عہد وہ کر رہی ہیں۔ ایک احمدی مسلمان عورت اور لڑکی معاشرے میں انقلاب لانے کے لئے پیدا کی گئی ہے، نہ کہ معاشرے کی رونقوں کا حصہ بننے کے لئے۔ عورت نے یہ نہیں دیکھنا کہ مرد کیا کرتے ہیں بلکہ انہوں نے یہ دیکھنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک احمدی عورت کو بھی یہ ارشاد ہے کہ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (سورۃ آل عمران:111) تم سب سے بہتر جماعت ہو جسے لوگوں کے فائدہ کے لئے بنایا گیا ہے۔ تم نیکی کی ہدایت کرتی ہو اور بدی سے روکتی ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتی ہو۔

بعض کے دل میں شاید یہ خیال آ جائے کہ چند مہینے پہلے بھی ہمیں اس حوالے سے نصیحت کی تھی اور آج پھر اُسی کو دہرا رہے ہیں۔ (میرا خیال ہے کہ مَیں نے یہی بات کی تھی)، تو میرا جواب یہ ہے کہ اگر آپ سب مجھے یہ یقین دہانی کروا دیں کہ اجتماع پر کی گئی تمام باتوں کی ہر عورت نے سو فیصد تعمیل کر لی ہے تو پھر کسی اور بات کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ اسلام کی تعلیم کا محور ہی یہ ہے کہ مسلمان خیرِ اُمّت ہیں جن کا کام نیکیوں کی تلقین کرنا ہے اور برائیوں سے روکنا ہے اور اللہ تعالیٰ پر اپنے کامل ایمان کا اظہار کرنا ہے۔ جب انسان میں کامل ایمان پیدا ہو جائے تو پھر نیکیاں اُس کا اوڑھنا بچھونا ہو جاتی ہیں جن کا اظہار اُس کے ہر عمل سے ہو رہا ہوتا ہے اور جب اپنے عمل اُس معیار کے ہوں جہاں نیکیاں نظر آ رہی ہوں اور صرف نیکیاں نظر آ رہی ہوں، تبھی ہم دوسرے کو نیکیوں کی تلقین کرنے کا حق رکھ سکتے ہیں۔ تبھی ہم حقدار ٹھہرتے ہیں کہ دوسرے کو بھی نیکیوں کی تلقین کریں۔ اگر ہمارے عمل اُس کے مطابق نہ ہوں تو دوسروں کو نیکیوں کی ہم کیا تلقین کریں گے۔ ان ملکوں میں رہتے ہوئے بعض کے نیکیوں کے معیار شاید بدل گئے ہوں یا بعض کے بدل جاتے ہیں، لیکن ہم نے نیکیوں کے معیار وہ رکھنے ہیں جن کی خدا تعالیٰ نے ہمیں تلقین کی ہے، ہمیں ارشاد فرمایا ہے۔ تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق اُس کے فضل کے حاصل کرنے والے بن سکتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا (النساء:125) اور جو لوگ خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں، مومن ہونے کی حالت میں نیک کام کریں گے تو وہ جنت میں داخل ہوں گے اور اُن پر کھجور کی گٹھلی کے سوراخ کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

پس ’’وَھُوَ مُؤْمِنٌ‘‘ کہہ کر اور پہلے آیت جو مَیں نے پڑھی ہے اس میں ’’تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ‘‘ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لازمی قرار دے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق ہی نیک اعمال کو نیک اعمال قرار دیا ہے۔ اگر اُس تعلیم سے پرے ہٹ کر کوئی عمل ہیں، جتنی مرضی نیکیاں ہوں وہ نیک عمل صالح نہیں ہو سکتے۔ انسانوں کی تعریف کے مطابق نہیں ہوتے یہ۔ پس ہر احمدی عورت اور مرد کا کام ہے کہ ایمان کے اس معیار کو حاصل کرتے ہوئے اُن نیک اعمال کی تلاش کرے جو خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نیک اعمال کر کے اللہ تعالیٰ کی جنت کا وارث یا اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا جن لوگوں کو بتایا ہے اُن کی ایک بہت بڑی نشانی یہ ہے کہ ’’اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ‘‘ کہ وہ سب سے زیادہ اللہ ہی سے محبت کرتے ہیں۔ اب یہ بات دیکھنے کے لئے سب سے پہلے تو ہمیں اپنے دلوں کو ٹٹولنے کی ضرورت ہے، اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہمارے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت تمام دنیاوی محبتوں کے مقابلے میں غالب ہے؟ اگر ہے تو یقیناً ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں کے وارث بننے والے ہیں۔ اور نہ صرف یہ کہ مرنے کے بعد ان جنتوں کے وارث بنیں گے، بلکہ یہ دنیا بھی اُن کے لئے جنت بنا دی جائے گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانِ (الرحمن:47) کہ جو اپنے رب کی شان سے ڈرتا ہے اُس کے لئے دو جنتیں ہیں، دنیا میں بھی اور اخروی بھی۔ اپنے ربّ کی شان سے ڈرنا اسی لئے ہے کہ خدا تعالیٰ سے محبت ہے، دل میں تقویٰ ہے۔ محبوب کا خوف اُس کی سزا کے ڈر سے نہیں ہوتا۔ بلکہ اس لئے ہوتا ہے کہ اُس کی ناراضگی اُس سے دور کر دے گی۔ اور یہ ایک سچا محبت کرنے والا کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔ جب دنیاوی محبتوں میں یہ حال ہے تو خدا تعالیٰ کی محبت میں کس قدر احتیاط کی ضرورت ہے۔ دنیاوی محبتیں تو بسا اوقات بد انجام پر منتج ہوتی ہیں اور پھر کوئی ضمانت نہیں کہ ان محبتوں میں یقیناً سکونِ قلب کا سامان ہو گا، دل کی تسکین ہو گی۔ لیکن خدا تعالیٰ کی محبت میں تو اس دنیا میں بھی سکونِ قلب کی ضمانت ہے اور اُخروی زندگی میں بھی جو اصل زندگی ہے، جو مرنے کے بعد کی زندگی ہے اُس میں بھی سکونِ قلب کی ضمانت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’جو شخص خدا تعالیٰ کے مقام اور عزت کا پاس کر کے اور اس بات سے ڈر کر کہ ایک دن خدا تعالیٰ کے حضور میں پوچھا جائے گا، گناہ کو چھوڑتا ہے، اُس کو دو بہشت عطا ہوں گے۔ اول اسی دنیا میں بہشتی زندگی اُس کو عطا کی جاوے گی اور ایک پاک تبدیلی اُس میں پیدا ہو جائے گی۔‘‘

پس اللہ تعالیٰ کی محبت اور اُس کا خوف رکھنے والے اس دنیا میں ہی ایک پاک تبدیلی پیدا کرتے ہیں جو دوسروں کو بھی نظر آ رہی ہوتی ہے اور خدا اُس کا متولی اور متکفل ہو جائے گا۔

پھر فرمایا: ’’دوسرے مرنے کے بعد جاودانی بہشت اس کو عطا کیا جائے گا۔ یہ اس لئے کہ وہ خدا سے ڈرا اور اُس کو دنیا پر اور نفسانی جذبات پر مقدم کر لیا۔‘‘

(لیکچر لاہور روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 158)

پھر آپ اس بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ:

’’یاد رکھو جو خدا تعالیٰ کی طرف صدق اور اخلاص سے قدم اُٹھاتے ہیں وہ کبھی ضائع نہیں کئے جاتے۔ اُن کو دونوں جہان کی نعمتیں دی جاتی ہیں جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانِ۔ اور یہ اسی واسطے فرمایا کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ میری طرف آنے والے، (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف آنے والے) دنیا کھو بیٹھتے ہیں۔ بلکہ اُن کے لئے دو بہشت ہیں۔ ایک بہشت تو اس دنیا میں اور ایک جو آگے ہو گا۔‘‘

(ملفوظات جلد نمبر 5 صفحہ 411 مطبوعہ ربوہ)

پس اگر انسان غور کرے تو عقلمندی کا سودا تو یہی ہے کہ نہ صرف اس دنیا کی نعمتوں کو پا لیا جائے، اُس کے لئے کوشش کی جائے بلکہ آخرت کی نعمتوں کو بھی پانے والا بنا جائے۔ پس ہر عمل جو انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کرتا ہے، اُس کے کرنے سے اس زندگی میں بھی انسان خدا کی پناہ میں رہتا ہے اور اگلے جہان میں بھی۔ ہمیشہ یاد رکھیں اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو کوئی شخص بھی اپنی کوشش سے یا کسی کی مدد سے کسی شر سے نہیں بچ سکتا۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ اپنے خوف رکھنے والے اور اپنی طرف آنے والے کا متولّی ہو جاتا ہے، اُس کا دوست بن کر اُس کے ہر کام کے وہ نتائج پیدا فرماتا ہے جو اُس کی دنیا و آخرت سنوارتے ہیں۔ شیطان ایک انسان کو ورغلا کر دنیا کی چمک دکھا کر اپنی طرف مائل کرتا ہے کہ یہ چیزیں حاصل کرنے کی کوشش کرو اور بعض گھر اس لئے اُجڑ جاتے ہیں کہ مرد اُن کی خواہشات پوری نہیں کر سکتے۔ ڈیمانڈز بہت زیادہ ہو جاتی ہیں۔ یا اگر اُجڑتے نہیں تو بے سکونی کی کیفیت رہتی ہے۔ لیکن جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے لو لگانے والے ہوں اُن کا کفیل خدا خود ہو جاتا ہے، اُن کی ضروریات پوری کرتا ہے۔ ایک عقلمند عورت وہی ہے جو یہ سوچے کہ میں نے اپنا گھریلو چین اور سکون کس طرح پانا ہے؟ اپنے گھر کو جنت نظیر کس طرح بنانا ہے۔ اگر دنیا کی طرف نظر رہے تو یہ سکون کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ حقیقی سکون خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ دنیاوی خواہشات تو بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ ایک کے بعد دوسری خواہش آتی چلی جاتی ہے جو بے سکونی پیدا کرتی ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف قدم بڑھتے ہیں تو جو بھی خواہش ہو، اللہ تعالیٰ کے ملنے کی، وہ ایک درد ایسا پیدا کرتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا پیار بڑھتا ہے۔

پس حقیقی سکون خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کا کفیل ہوتا ہے تو گو اُس کی دنیاوی ضروریات بھی پوری فرماتا ہے لیکن یہ کفالت ایسی ہے جس میں دنیا ملنے کے ساتھ ساتھ ترجیحات بدل جاتی ہیں، preferences بدل جاتی ہیں۔ اور یہ ترجیحات خود غرضی کی ترجیحات نہیں ہوتیں بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی ترجیحات ہوتی ہیں۔ پھر دنیاوی کشائش کو ایسی عورت اپنے زیور، سونے اور فیشن کرنے میں خرچ نہیں کرتی بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے خرچ کرتی ہے۔ جماعت پر خرچ کرتی ہے، غرباء پر خرچ کرتی ہے۔ ضرورتمندوں پر خرچ کرتی ہے۔ دین کی اشاعت پر خرچ کرتی ہے۔ اور ایسے خرچ کرنے والی عورتوں اور دنیا کی خاطر اپنی ضروریات کے لئے ہر وقت دولت کا مطالبہ کرنے والی عورتوں کا اگر آپ جائزہ لیں تو نظر آئے گا کہ یقیناً جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے یہ نیک اعمال کر رہی ہیں اُن کی زندگیوں میں جو سکون اور اطمینان ہے وہ دنیا دار عورتوں کی زندگیوں میں نہیں ہے۔ ایسی عورتوں کے گھروں میں بھی بے سکونی ہے جو دنیا داری والی ہیں۔ لیکن جو دین کو مقدم رکھنے والی ہیں، اُس کی خاطر قربانیاں کرنے والی ہیں، اُنہیں گھروں میں بھی سکون ہے، اور ان کی عائلی زندگی بھی خوش و خرم ہے۔ اُن کے بچے بھی نیکیوں پر قائم ہیں اور جماعت کے ساتھ منسلک ہیں۔

پس اصل جنت یہ سکون ہے جو ان گھروں میں ہے۔ آپ میں سے اکثریت پاکستان سے آئی ہیں۔ اگر اپنے پچھلے حالات کا جائزہ لیں تو یہاں آ کر جہاں آپ کو دینی لحاظ سے سکون نظر آئے گا، یعنی آزادی سے اپنے دینی فرائض ادا کرنے کی وجہ سے بے فکری سے اپنے دین کا اظہار کرنے کی وجہ سے آپ کو اُس دنیاوی خوف سے جو پاکستان میں ایک احمدی کو ہے امن حاصل ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو امن میں لے آیا ہے اور سکون کی کیفیت ہے۔ لیکن اس دینی سکون کے ساتھ یہاں آپ کو مالی طور پر بھی اللہ تعالیٰ نے مستحکم کیا ہے۔ لیکن اگر اس مالی استحکام کو آپ نے اپنی اصل ترجیح بنا کر اس کے حصول کے لئے ہی کوشش شروع کر دی اور کرتی چلی گئیں اور اس کے پیچھے پڑی رہیں اور دین کو بھول گئیں، اپنی اصل ترجیحات کو بھول گئیں تو پھر گھروں کا سکون بھی برباد ہونا شروع ہو جائے گا۔ اور پھر صرف آپ پر ہی اس کا اثر نہیں ہو گا بلکہ آپ کی اولاد بھی ان دنیاوی رونقوں میں ڈوبنے کی وجہ سے دین سے دور چلی جائے گی اور ایک وقت ایسا آئے گا جب پھر آپ کو احساس ہو گا کہ میرے سے غلطی ہو گئی۔ ایسی صورت میں اولاد نہ صرف دین سے دور جاتی ہے بلکہ ماں باپ کے ہاتھوں سے بھی نکل جاتی ہے۔ اُن کا ادب و احترام کرنا بھی چھوڑ دیتی ہے۔

اسی طرح جو جوان بچیاں ہیں اُن سے بھی مَیں کہوں گا کہ اگر بعض بچوں کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ ہم کیوں بعض معاملات میں آزاد نہیں ہیں؟ تو وہ ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ آپ آزاد ہیں لیکن اپنی آزادی کو اُن حدود کے اندر رکھیں جو خدا تعالیٰ نے آپ کے لئے مقرر کی ہیں۔ اگر آزادی یہاں کے معاشرے کی بے حجابی کا نام ہے تو یقیناً ایک احمدی بچی آزاد نہیں ہے اور نہ ہی اسے ایسی آزادی کے پیچھے جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے جو حدود مقرر کی ہیں اُن کے اندر رہتے ہوئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے ظاہر ہے آپ کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا درجہ پاتا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ’’حیا ایمان کا حصہ ہے‘‘۔ (صحیح البخاری کتاب الایمان باب الحیاء من الایمان حدیث نمبر 24)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہارا ہر نیک عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں جزا پاتا ہے بشرطیکہ تم مومن ہو، تمہارے میں ایمان ہو۔ پس ہر احمدی بچی کو اگر وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ کرتی ہے اور اپنے عملوں کی نیک جزا چاہتی ہے تو اپنی حیا کی بھی حفاظت کرنی ہو گی۔ ایک احمدی بچی کا لباس بھی حیادار ہونا چاہئے نہ کہ ایسا کہ لوگوں کی آپ کی طرف توجہ ہو۔ ایسے فیشن نہ ہوں جو غیروں کو، غیر مردوں کو آپ کی طرف متوجہ کریں۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ بعض عورتوں نے ایسے برقعے بھی پہنے ہوتے ہیں، بعضوں نے شروع کر دیئے ہیں جس پر بڑی خوبصورت کڑھائی ہوئی ہوتی ہے اور پھر پیٹھ پر، back میں کچھ الفاظ بھی لکھے ہوتے ہیں۔ اب بتائیں یہ کونسی قسم کا پردہ ہے۔ پردے کا مقصد دوسروں کی توجہ اپنے سے ہٹانا ہے۔ یہ احساس دلانا ہے کہ ہم حیادار ہیں لیکن اگر برقعوں پر گوٹے کناری لگے ہوئے ہوں اور توجہ دلانے والے الفاظ لکھے ہوئے ہوں تو یہ پردہ نہیں ہے، نہ ایسے برقعوں کا کوئی فائدہ ہے۔

پھر جہاں تک میک اَپ کا سوال ہے اگر میک اَپ کرنا ہے تو پھر جب باہر نکلیں چہرہ کو بھی مکمل طور پر پھر ڈھانکیں۔ پھر یہ صرف ماتھے کا اور ٹھوڑی کا حجاب نہیں۔ پھر پورا نقاب ہونا چاہئے۔ کوٹ گھٹنوں سے نیچے ہونے چاہئیں۔ یہ بھی حیا کا حصہ ہے۔ اگر آپ نے ٹراؤزر (Trouser) یا جین (Jean) پہننی ہے تو قمیص لمبی ہونی چاہئے۔ بعض لڑکیاں سمجھ لیتی ہیں کہ گھر میں جین کے اوپر ٹی شرٹ پہن لیا یا چھوٹا بلاؤز پہن لیا تو ایسا کوئی فرق نہیں پڑتا، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ گھر سے باہر نکلتے ہوئے لمبا کوٹ پہن لیا۔ جبکہ گھر میں اپنے باپ بھائیوں کے سامنے بھی ایسا لباس پہننا چاہئے جو حیادار ہو، مناسب ہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے اُن سے پردہ نہ کرنے کا کہا ہے لیکن حیا کو بہر حال ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ پھر گھر میں کسی وقت بھی کوئی عزیز رشتے دار بھی بعض دفعہ آ جاتا ہے، اپنے باپ بھائیوں کے سامنے بھی اچانک کوئی آ جاتا ہے تو سامنے ہونا پڑتا ہے اور ایسا لباس پھر اُن کے سامنے مناسب نہیں ہوتا۔ اس لئے گھر میں بھی اپنا لباس جو ہے حیادار رکھنا چاہئے۔ بیشک حجاب کی ضرورت نہیں ہے، سر ننگا پھر سکتی ہیں۔ لیکن تب بھی لباس ایسا ہونا چاہئے جو بہر حال حیادار ہو۔ اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ نے اپنی حیا کی حفاظت کرنی ہے تا کہ ایمان کی حفاظت ہو اور پھر اس دعویٰ کی سچائی بھی ثابت ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مومن کی نشانی بتائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کا تقاضا ہے کہ اُس کے احکام پر عمل ہو اور حیادار لباس گھر کے اندر بھی اور گھر کے باہر بھی پہنیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ حیا کے تقاضے پورے کرنے کے بعد آپ کو کوئی نہیں روکتا کہ آپ ڈاکٹر بنیں، یا انجینئر بنیں یا ٹیچر بنیں یا کسی بھی ایسے پیشے میں جائیں جو انسانیت کے لئے فائدہ مند پیشہ ہے۔ آپ اس

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر218

مکرم یوسف دغمش صاحب(2)

گزشتہ قسط میں ہم نے مکرم یوسف دغمش صاحب کے ایم ٹی اے سے تعارف اور جماعت کے بعض عقائد سے متفق ہونے جیسے امور کا تذکرہ کیا تھا۔اس قسط میں ان کے احمدیت کی طرف سفر کے باقی واقعات بیان کئے جائیں گے۔

تبلیغِ احمدیت و تحقیق

مکرم یوسف دغمش صاحب بیان کرتے ہیں:

دجال کے بارہ میں ایم ٹی اے پر احادیث کی درست تشریح سن کر مَیں بہت خوش تھا۔شام کو مَیں اپنے ماموں عمر مطیری صاحب سے ملا تو انہیں بھی ایم ٹی اے اور جماعت احمدیہ کے بارہ میں بتایا۔انہوں نے کہا شاید یہ بھی مسلمانوں کی دیگر جماعتوں کی طرح کی ایک جماعت ہے۔ مَیں نے کہا کہ یہ کوئی عام جماعت نہیں ہے بلکہ اس کا دعویٰ ہے کہ اس کا بانی امام مہدی اور مسیح موعود ہو کر مبعوث ہوا ہے۔اس لئے میری آپ کو یہی صلاح ہے کہ آپ بھی یہ چینل دیکھیں۔یہ کہہ کر مَیں نے انہیں چینل کی فریکوینسی بتائی اور پھر یوں ہوا کہ وہ ہر روز شام کو مجھ سے ملنے کے لئے آجاتے اور ہم بیٹھ کر ایم ٹی اے پر دیکھے ہوئے پروگرامز، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل اور جماعت کے عقائد کے بارہ میں باتیں کرتے۔بسا اوقات ہماری گفتگو کا سلسلہ تین تین چار چار گھنٹے تک جاری رہتا۔ اسی بحث وتمحیص میں تین ماہ کا وقت گزر گیا جس میں ہم نے کئی مرتبہ جماعت کی عربی ویب سائٹ کو بھی دیکھا جہاں سے تفسیر کبیر ڈاؤن لوڈ کی اور اسے پڑھتے رہے یہاں تک کہ ہماری تسلی ہوگئی اور حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی صداقت اور جماعت کے عقائد پر مکمل اطمینان حاصل ہوگیا۔

بیعت

ہمیں معلوم نہ تھا کہ شام میں جماعت ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں ہمارے لئے یہ بات کسی سرپرائز سے کم نہ تھی کہ ایک دن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو لقاء مع العرب میں بعض شامی احمدیوں کے بارہ میں بات کرتے ہوئے سنا۔اب یہ مسئلہ درپیش تھا کہ ان احمدیوں سے رابطہ کیسے ہو۔سوچتے سوچتے میرے ذہن میں یہ تجویز آئی کہ عربی ویب سائٹ پر ای میل کے ذریعہ یہ پیغام چھوڑا جائے کہ ہمارا شامی احمدیوں کے ساتھ رابطہ کروادیا جائے۔ چنانچہ ہم نے 2008ء کے آخری دنوں میں یہ پیغام ارسال کردیا۔تقریبا دو ماہ کے بعد ہم سے ایک شامی دوست نے رابطہ کیا پھر ہماری ان سے ملاقات بھی ہوگئی اوران کے ذریعہ بعض پرانے احمدیوں سے بھی رابطہ ہوگیا، ان سے ملاقات کے دوران ہمارے بعض سوالوں کے جواب بھی مل گئے جس کے بعد ہم دونوں نے بیعت کا خط لکھ ارسال کردیا اور خلیفہء وقت کی طرف سے قبولیت بیعت کا جواب ہمیں 20 جنوری 2010ء کو مل گیا۔فالحمدللہ علیٰ ذلک۔

اطمینان بخش دلائل

شاید یہاں یہ بیان کرنا بھی خالی از فائدہ نہ ہو کہ وہ کونسے دلائل سے جن کی وجہ سے حق میرے دل میں راسخ ہوتا چلا گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اظہر من الشّمس ہوگئی۔

1۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے جس میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ: وَلَتُتْرَکَنَّ الْقِلاَصُ فَلاَ یُسْعَی عَلَیْهَا (مسلم، کتاب الفتن، باب نزول عیسیٰ بن مریم) یعنی تیز رفتار اونٹنیوں پر سواری متروک ہو جائے گی۔میرے نزدیک یہ حدیث صداقتِ مسیح موعودعلیہ السلام کی سب سے مضبوط دلیل ثابت ہوئی کیونکہ مَیں مختلف سواریاں جیسے کاریں، ریل گاڑیاں، ہوائی جہاز وغیرہ دیکھتا تو غور کرتا تھا کہ کیسے ان تیز رفتار سواریوں نے اونٹوں اور گدھوں اور خچروں کی جگہ لے لی ہے۔اور یہ عظیم الشان خبر کس شان سے پوری ہوئی ہے۔دراصل یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عظیم نشان ہے جو آپ کے خادم صادق کی تائید کے لئے ظاہر ہوا۔اوریہی پیشگوئی قرآن کریم میں ان الفاظ میں درج ہے کہ: وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ (التکویر: 5) یعنی اس وقت اونٹنیاں بے کار ہو جائیں گی۔

تبصرہ

{ صحیح مسلم کی اس حدیث کی گذشتہ علمائے امت میں سے بھی بعض نے وہی تشریح کی ہے جو جماعت احمدیہ کرتی ہے۔مثال کے طور پر ملا علی قاری صاحب (متوفی 1014ھ) نے حدیث کی کتاب مشکاۃ المصابیح کی شرح مرقاۃ المفاتیح میں اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ: وَالْمَعْنَی اَنَّهُ یُتْرَکُ الْعَمَلُ عَلَیْهَا اِسْتِغْنَاءً عَنْهَا لِکَثْرَةِ غَیْرِهَا۔(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج5ص 221 مکتبہ میمنہ مصر) یعنی اونٹنیوں کی سواری متروک ہونے سے مراد یہ ہے کہ اونٹنیوں سے کام لینا چھوڑ دیا جائے گا کیونکہ بہت سی ایسی سواریاں پیدا ہوجائیں گی جو ان سے مستغنی کردیں گی۔

جیسا کہ ذکر ہوا ہے کہ حدیث کے اس مضمون کی بنیاد قرآن کریم کی آیات میں ہے موجود ہے۔سورۃ التکویر کی مذکورہ آیت کے علاوہ ایک اور آیت بھی اس کی طرف اشارہ کررہی ہے،فرمایا: وَالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ لِتَرْکَبُوهَا وَزِیْنَةً وَیَخْلُقُ مَا لاَ تَعْلَمُوْن (النحل: 9) یعنی اس نے گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کو تمہاری سواری کے لئے اور زینت کے لئے پیدا کیا ہے اور وہ تمہارے لئے سواری کے مزید ایسے سامان بھی پیدا کرے گا جنہیں تم ابھی جانتے نہیں ہو۔ندیم}

2۔ دجال

مکرم یوسف دغمش صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

مَیں نے دجال کے بارہ میں ذکر کیا ہے کہ اس مضمون کو مَیں نے ایم ٹی اے پر پیش کئے جانے والے پہلے ہی پروگرام میں سمجھ لیا تھا لیکن انہی دنوں میں مَیں ایک ڈاکومینٹری فلم دیکھ رہا تھا جس میں یہ ذکر ہوا کہ روس کے ایک علاقے میں ان کے قومی دن کے سلسلہ میں کوئی بڑا جلسہ تھا۔اسی دن ہوا کا کم دباؤ بیلاروس کی طرف سے ماسکو کی طرف بڑھ رہا تھا اور توقع کی جارہی تھی کہ اس کی وجہ سے ماسکو میں شدید بارش ہوگی اور ان کے قومی دن کے موقعہ پر ہونے والا جلسہ خراب ہوگا۔لہذا انہوں نے ہوائی جہازوں کے ذریعہ ماسکو کی طرف آنے والے بادلوں پر کوئی ایسا کیمیائی مادہ چھڑکا جس کی وجہ سے یہ بادل ماسکو سے دور ہی برسنے لگے۔مَیں نے یہ دیکھا تو کہا کہ یہ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دجال کے بارہ میں اس پیشگوئی کی تصدیق ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ دجال بادلوں کو کہے گا کہ بارش برسا تو وہ بارش برسانے لگیں گے۔

علاوہ ازیں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کا معجزانہ طور پر عربی زبان سیکھنا، آپ کی صداقت کے طور پر طاعون کا ظاہر ہونا اور کسوف وخسوف کے عظیم الشان نشان نے مجھے بہت متاثر کیا، لیکن میرے لئے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی صداقت کی سب سے زیادہ قوی دلیل اونٹوں کا بیکار ہوجانا اور نئے وسائل سفر کی دریافت ہے۔

مخالفت

جیسا کہ تاریخ مذاہب سے پتہ چلتا ہے کہ جب بھی کوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے تو لوگ اس کی اور اس کے ماننے والوں کی مخالفت پر آمادہ ہوجاتے ہیں۔ مجھے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان کے ''جرم'' میں اس کا نشانہ بنایا گیا۔مَیں جب بھی گھر میں ایم ٹی اے 3 العربیہ لگاتا تو مجھے اپنے گھر والوں کی ڈانٹ ڈپٹ اور سخت الفاظ سننے پڑتے۔ وہ کہتے کہ یہ گمراہ لوگوں اور بدعتی فرقہ کا چینل ہے اس لئے ہمارے گھر میں اس کو نہ لگاؤ کیونکہ ہم نے مختلف مولویوں سے ان کے بارہ میں پوچھا ہے اور سب نے اس جماعت کے کفر کا فتویٰ دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ برطانیہ کی پروردہ جماعت ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ چینل برطانیہ سے ہی چلتا ہے۔لہذا کئی دفعہ انہوں نے اس چینل کو لسٹ سے حذف کرنے کی دھمکی بھی دی۔گو میری عمر اس وقت اٹھارہ انیس سال ہی تھی لیکن اللہ تعالی نے محض اپنے فضل سے مجھے یہ سب کچھ سن کر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائی اور باوجود گھر والوں کی باتوں اور سخت کلامی کے اور مجھے ''قادیانی'' کے نام سے پکارنے کے، مَیں ایم ٹی اے دیکھتا رہا۔ایسی حالت میں بھی میرا میلان ان کو دعوتِ حق پہنچانے کی طرف ہی رہا۔گھر والوں میں سے جب بھی میں کسی کو اپنے قریب پاتا تو قصداً ایم ٹی اے لگا لیتا۔میری مراد صرف اس قدر تھی کہ اس طرح کوئی ایک جملہ ہی ان کے کان میں پڑ جائے اور بعید نہیں کہ وہی ایک جملہ ہی ان کی ہدایت کا سبب بن جائے۔میری یہ کوشش رنگ لائی اور میرے گھر کے افراد ایک ایک کرکے جماعت کے بعض عقائد اور افکار سے نہ صرف واقف ہوگئے بلکہ ان کے قائل بھی ہونے لگے۔

اندھی تقلید

مختلف موضوعات کے بارہ میں میرے اہل خانہ اور تعلق داروں کو اپنے عقیدہ کا بھی صحیح طور پر علم نہ تھا۔ایم ٹی اے پر پیش کئے جانے والے پروگرامز کی برکت سے میرے گھر والوں کو یہ بھی پتہ چلا کہ دراصل ان کا اپنا عقیدہ کیا ہے۔ مثلاً نسخ قرآن کے بارہ میں ایم ٹی اے کے پروگراموں نے بہت سے ایسے امور کے بارہ میں بھی بتایا جن کا ذکر مولوی حضرات عموماً لوگوں سے نہیں کرتے۔

اسی سلسلہ میں عرض کرتا چلوں کہ ایک دفعہ مَیں اپنے والد صاحب کی عمر کے ایک شخص کے ساتھ گفتگو کررہا تھا کہ بات ناسخ ومنسوخ کے مسئلہ کی طرف چلی گئی۔اس شخص نے کہا کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ مولوی حضرات اس طرح کے کسی عقیدہ کے قائل ہوں، اور اس طرح کی کوئی بات قرآن کریم میں موجود نہیں ہوسکتی۔اس مسئلہ کے بارہ میں ہر مسلمان کا دراصل یہی فطری ردّعمل ہونا چاہئے تھا لیکن افسوس کہ مولوی حضرات کی آراء نے ان فطری تقاضوں پر جیسے پردے ڈال دیئے ہیں۔اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد وہ جب مجھے ملنے آیا تو اپنے ساتھ ایک مولوی صاحب کو بھی لے کر آیا اور میرے سامنے اس سے یہ پوچھا کہ کیا ناسخ ومنسوخ کا بھی کوئی مسئلہ ہمارے عقائد میں ہے؟ مولوی نے کہا ہاں،قرآن کریم میں بعض آیات ناسخہ ہیں اور بعض منسوخہ۔لیکن یہ موضوع نہایت خطرناک ہے اور اس کے بارہ میں صرف علماء کو ہی بات کرنی چاہئے، عامۃ الناس کو اس مضمون کے بارہ میں قیاس آرائی سے دور ہی رہنا چاہئے۔

مولوی کی بات سے زیادہ حیرانی مجھے اس شخص کے موقف پر ہوئی جو ناسخ ومنسوخ کے بارہ میں یہ کہتا تھا کہ یہ ہو نہیں سکتا کہ مولوی حضرات ایسی کسی بات کے قائل ہوں یا اس کا قرآن کریم میں وجود ہو، کیونکہ وہ اب مولوی کی بات سن کر اس مسئلہ کے بارہ میں اس قدر مطمئن تھا کہ مجھے کہنے لگا کہ ناسخ ومنسوخ کے بارہ میں شک کرنا درست نہیں ہے اور اس مسئلہ کے وجود سے انکار ممکن نہیں ہے۔مجھے اس کی بات سن کر قرآن کریم کی یہ آیت یاد آئی کہ: اتَّخَذُوٓا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَاباً مِّن دُونِ اللّٰهِ (التوبة: 31) یعنی انہوں نے اپنے علمائے دین اور راہبوں کو اللہ سے الگ ربّ بنا رکھا ہے۔

بہر حال الحمد للہ کہ اس نے محض اپنے فضل سے ہدایت دی اور امام الزمان کے خلیفہ کی بیعت کرنے اور اس کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

تبصرہ

{ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اگر یہ کلام خدا کے سوا کسی اور کا ہوتا تو اس میں ضرور اختلاف پایا جاتا۔اور کسی آیت کو ناسخ اور کسی کو منسوخ سمجھنا تو ان کے باہمی اختلاف کی وجہ سے ہی لازم آتا ہے، پھر ہم کس طرح مان لیں کہ ایسا اختلاف قرآن کریم میں موجود ہے جو قرآن کے مذکورہ دعویٰ پر ہی ضرب لگاتا ہے۔علاوہ ازیں صدیوں سے علمائے امت اس مسئلہ کو اسلام کے مسلمہ مسائل میں سے ایک مانتے ہیں لیکن آج تک ان کا اس بات پر اتفاق ہی نہیں ہوسکا کہ قرآن کریم میں وہ کونسی آیات ہیں جو منسوخ ہوچکی ہیں جن پر عمل نہیں کرنا جائز نہیں (نعوذ باللہ)۔اگر ان پر عمل کرنا ہی جائز نہیں تو ان کو قرآن میں رکھنے کا مقصد کیا ہے؟

مکرم یوسف دغمش صاحب کی بات بالکل درست ہے کہ عامۃ الناس نے اپنے علماء کو ہی اپنا رب سمجھ لیا ہے اور ان کے پیچھے آنکھیں بند کرکے غلط راستوں پر گامزن ہیں۔ایسے لوگوں کا قول قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یوں محفوظ کیا ہے کہ وہ روزِ قیامت کہیں گے: رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا (الاحزاب: 68) یعنی اے ہمارے ربّ ہم اپنے بڑے بڑے لیڈروں کی پیروی کرتے رہے لیکن انہوں نے ہمیں گمراہ کردیا۔اس وقت انہیں غلطی کا احساس ہوگا اور وہ کہیں گے کہ لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا کُنَّا فِیْٓ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ (الملک: 11) یعنی اگر ہم (غور سے) سُنتے یا عقل سے کام لیتے تو ہم آگ میں پڑنے والوں میں شامل نہ ہوتے۔

ان کی حالت دیکھ کر ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے ہمیں ان سارے جھنجھٹوں سے چھڑا کے محض اپنے فضل سے خود ہدایت دی اور امام الزمان کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ندیم}

(باقی آئندہ)

متی کی انجیل پر ایک نظر

(سید میر محمود احمد ناصر۔ ربوہ)

قسط نمبر27

متی باب18

اس باب میں متنوع نصائح کی گئی ہیں۔ پہلی نصیحت کے ضمن میں آیت نمبر 10 میں ایک مضمون ہے جو اناجیل میں سے صرف متی میں ہے باقی تین اناجیل میں نہیں پایا جاتا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

'خبردار ان چھوٹوں میں سے کسی کو ناچیز نہ جاننا کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ آسمان پر ان کے فرشتے میرے آسمانی باپ کا منہ ہروقت دیکھتے ہیں'۔

(متی باب 18 آیت10)

اس میں ایک ایسا تصور پیش کیا گیا ہے جو زرتشتی مذہب میں بھی پایا جاتا تھا کہ نیک لوگوں کے ہم شکل ایک ایک فرشتہ آسمان پر ہے جو آسمانی باپ کے منہ کی زیارت کا حظ پاتا ہے۔ یہ تصور اعمال کے باب 12 آیت نمبر 15 میں بھی اس طرح ملتا ہے، لکھا ہے:۔

" قریباً اسی وقت ہیرودیس بادشاہ نے ستانے کے لئے کلیسیا میں سے بعض پر ہاتھ ڈالا اور یوحنا کے بھائی یعقوب کو تلوار سے قتل کیا جب دیکھا کہ یہ بات یہودیوں کو پسند آئی تو پطرس کو بھی گرفتار کرلیا اور یہ عید فطیر کے دن تھے اور اس کو پکڑ کر قید کیا اور نگہبانی کے لئے چار چار سپاہیوں کے چار پہروں میں رکھا اس ارادہ سے کہ فسح کے بعد اس کو لوگوں کے سامنے پیش کرے پس قید خانہ میں تو پطرس کی نگہبانی ہورہی تھی مگر کلیسیا اس کے لئے بدل و جان خدا سے دعا کررہی تھی۔ اور جب ہیرودیس اسے پیش کرنے کو تھا تو اسی رات پطرس دو زنجیروں سے بندھا ہوا دو سپاہیوں کے درمیان سوتا تھا اور پہرے والے دروازہ پر قید خانہ کی نگہبانی کررہے تھے کہ دیکھو خداوند کا ایک فرشتہ آکھڑا ہوا اور اس کوٹھڑی میں نور چمک گیا اور اس نے پطرس کی پسلی پر ہاتھ مار کر اسے جگایا اور کہا کہ جلد اٹھ ! اور زنجیریں اس کے ہاتھوں میں سے کھل پڑیں۔ پھر فرشتہ نے اس سے کہا کمر باندھ اور اپنی جوتی پہن لے۔ اس نے ایسا ہی کیا پھر اس نے اس سے کہا کہ اپنا چوغہ پہن کر میرے پیچھے ہولے۔ وہ نکل کر اس کے پیچھے ہولیا اور یہ نہ جانا کہ جو کچھ فرشتہ کی طرف سے ہورہا ہے وہ واقعی ہے بلکہ یہ سمجھا کہ رؤیا دیکھ رہا ہوں۔ پس وہ پہلے اور دوسرے حلقہ میں سے نکل کر اس لوہے کے پھاٹک پر پہنچے جو شہر کی طرف ہے۔ وہ آپ ہی ان کے لئے کھل گیا۔ پس وہ نکل کر کوچہ کے اس سرے تک گئے اور فوراً فرشتہ اس کے پار چلا گیا۔

اور پطرس نے ہوش میں آکر کہا کہ اب مَیں نے سچ جان لیا کہ خداوند نے اپنا فرشتہ بھیج کر مجھے ہیرودیس کے ہاتھ سے چھڑا لیا اور یہودی قوم کی ساری امید توڑ دی۔

اور اس پر غور کرکے اس یوحنا کی ماں مریم کے گھر آیا جو مرقس کہلاتا ہے۔ وہاں بہت سے آدمی جمع ہوکر دعا کر رہے تھے۔ جب اس نے پھاٹک کی کھڑکی کھٹکھٹائی تو رُدی نام ایک لونڈی آواز سننے آئی اور پطرس کی آواز پہچان کر خوشی کے مارے پھاٹک نہ کھولا بلکہ دوڑ کر اندر خبر کی کہ پطرس پھاٹک پر کھڑا ہے۔ انہوں نے اس سے کہا تو دیوانی ہے لیکن وہ یقین سے کہتی رہی کہ یونہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کا فرشتہ ہوگا۔ (اعمال باب 12 آیت1 تا15)

اس بیان میں بھی پطرس کے ہم شکل فرشتہ کا تصور موجود ہے۔ یہ ایک ایسا تصور ہے جو شاید زرتشتی مذہب کے ماننے والوں کے خیالات سے لیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

انٹرپریٹرز بائبل کے ایڈیٹر متی کے بیان پر لکھتے ہیں:

5. Their angels may be guardian angels; in Dan. 10:13, each nation has its angel; in Rev. 1:20, the seven angels, and in Act 12:15, the disciples think that Rhoda has seen not Peter, but his angel. Rabbinical Judaism also known of guardian angels who have the form of those whom they protect. Back of this may lie the Iranian concept of fravashis or angelic counterparts who always behind the face of ormazd in heaven.

بعض اور مفسرین نے بھی بائبل پر زرتشتی اثرات کا ذکر کیا ہے۔ ہمارے نقطہ نظر سے اس باب کی آیت 11 پر تبصرہ قابل توجہ ہے۔ انٹرپریٹرز بائبل کے ایڈیٹر لکھتے ہیں:

11. This verse is not found in the best ancient MSS. It appears, however, in And in certain MSS of Old Testament and Syriac.

پادری ڈمیلو صاحب بھی اس اقرار پر مجبور ہوئے ہیں:۔

11. The R.V following many ancient authorities omits this V. It is however difficult to account for its insertion, if it is not genuine.

عیسائی مفسرین کے اس قسم کے تبصروں کے بعد نئے عہدنامہ کو خدا کا کلام قرار دینا اور واجب العمل سمجھنا بے مطلب ہوجاتا ہے۔

اس طرح آیت15 میں جو یہ الفاظ ہیں کہ اگر تیرا بھائی گناہ کرے تو اس کے ساتھ یہ الفاظ کہ تیرے خلاف گناہ کرے کے الفاظ مستند سمجھے جانے والے مخطوطات میں نہیں ہیں انٹرپریٹرز بائبل کے ایڈیٹر لکھتے ہیں:۔

15. If your brother sins against you makes excellent sense here, in view of Vss. 21-32, but the words against you are omitted by sinaiticus, vaticanus and a few other good authorities.

سوال یہ ہے کہ ان مخطوطات کے ہزاروں اختلافات میں سے یہ کون اختیار رکھتا ہے کہ نئے عہدنامہ کا صحیح متن متعین کرے؟ پادری ڈمیلو صاحب لکھتے ہیں:۔

Westcost and Hort however omit against thee considerably altering the sense of the passage; which then applies to sin in general.

جس کتاب کے متعلق اس قسم کی بے شمار بحثیں ہوں کہ یہ عبارت اصل کتاب میں موجود تھی یا نہیں یا بعد میں داخل کی گئی اور اس کے ایک قدیم قلمی نسخے میں ایک عبارت موجود ہے دوسرے میں نہیں ہے اس کو خدا کا کلام کہنا محض ایک تحکم ہے۔

✿......جہاں تک اس تعلیم کا تعلق ہے جو ایک غلطی کرنے والے بھائی کو سمجھانے پر مشتمل ہے اس بارہ میں مدنظر رہے کہ یہ کوئی یسوع کی امتیازی تعلیم نہیں۔ انٹرپریٹرز بائبل کے ایڈیٹر لکھتے ہیں:

This rule is not unknown in rabbinical Judaism.

✿...... اور گواہوں کے بارہ میں یسوع کی تعلیم پر انٹرپریٹرز بائبل کے ایڈیٹر لکھتے ہیں:۔

The rule of two or three witnesses is quoted from Deut. 19:15. A rabbinical application of it can be seen in the Mishna (Sotah 1:12)

✿......**اس باب کی آیت نمبر 17 میں یسوع نے** ہدایت دی ہے:

'اگر وہ ان کی سننے سے بھی انکار کرے تو کلیسیا سے کہہ اور اگر کلیسیا کی سننے سے بھی انکار کرے تو تو اسے غیر قوم والے اور محصول لینے والے کے برابر جان'۔

(متی باب18 آیت17)

بعض عیسائی مفسر استنباط کرتے ہیں کہ یہ فقرات یسوع کے نہیں ہوسکتے کیونکہ یسوع کے عہد میں اس قسم کے کلیسیا کا قیام نہیں ہوا تھا۔ انٹرپریٹرز بائبل کے ایڈیٹر لکھتے ہیں:

This is one of the two passages in the gospels where the word church is used, and here it donates the local congregation (cf. 16:18). The expelled member is to be regarded as a gentile and tax collector: this is a clear indication that the maxim owes its origin to the later church, and not to Jesus

یہ ایک واضح اقرار ہے اس بات کا کہ اناجیل میں یسوع کے اپنے اقوال ہی میں بعد میں کمی بیشی کی گئی ہے۔

آیت نمبر 17 پر تبصرہ کرتے ہوئے پادری ڈمیلو صاحب لکھتے ہیں:

Tell it unto the church i.e. the Christian church, as in 16:18, not the Jewish synagogue, as some have supposed. Jesus uses Jewish expressions, because those only were then intelligible.

مگر پادری صاحب یسوع تو بار بار پرانے عہدنامہ کو کتاب مقدس قرار دیتے ہیں۔ موسوی شریعت پر عمل کرتے ہیں۔ بار بار اپنے سے یہ اعتراض دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ موسوی شریعت پر عامل نہیں۔ یسوع نے کوئی الگ چرچ نہیں بنایا، وہ یہودی معابد میں ہی جایا کرتے تھے۔ عیسائیت کی یہودیت سے علیحدگی یہ سب باتیں یسوع کے بعد کی ہیں اور پولوس کا مذہب ہیں نہ کی مسیحی تعلیم۔

پادری صاحب آپ کے خیال میں یسوع نے جو کلیسیا کا لفظ بولا ہے اس سے مراد مسیحی کلیسیا ہے حالانکہ اس کی تشکیل تو اس وقت تک پوری طرح نہیں ہوئی تھی۔ مگر مشہور عالم، مفسر بائبل Arthur S. Peak اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

In any case church here is used in the local sense (synagogue)

✿......متی باب 18 کی آیت 18 میں لکھا ہے:

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ تم زمین پر باندھو گے وہ آسمان پر بندھے گا اور جو کچھ تم زمین پر کھولو گے وہ آسمان پر کھلے گا۔ (متی باب 18 آیت18)

لیکن کیا آج کی مسیحیت کا کوئی فرقہ بھی اس ہدایت کی پابندی کررہا ہے؟ کیا پولوس نے علی الاعلان ان شاگردوں سے انحراف نہیں کیا؟ ان کا مذاق نہیں اڑایا؟ اپنے آپ کو ان سے بڑا نہیں قرار دیا؟ ان پر الزام نہیں لگائے؟ کیا پولوس اور یعقوب اور پطرس کے خط علی الاعلان اس کشمکش اور ایک دوسرے کی مخالفت کا اظہار نہیں کرتے جو ان میں پائی جاتی تھی؟

پھر یسوع نے کہا: 'پھر مَیں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم میں سے دو شخص زمین پر کسی بات کے لئے جسے وہ چاہتے ہوں اتفاق کریں تو وہ میرے باپ کی طرف سے جو آسمان پر ہے ان کے لئے ہو جائے گی۔ کیونکہ جہاں دو یا تین میرے نام پر اکٹھے ہیں وہاں میں ان کے بیچ میں ہوں۔

(متی باب 18 آیت19، 20)

فرمائیے پادری صاحبان! کیا یہ خطاب بارہ شاگردوں کو ہے یا کسی پولوس کو۔ اگر یہ خطاب جیسا کہ ظاہر ہے بارہ شاگردوں کو ہے تو آج کی عیسائیت تو ان بارہ کو چھوڑ کر کلیۃً پولوس کی عیسائیت کی قائل ہے۔ کیوں؟ آیت 19، 20 میں جو یہ تصور ہے کہ جہاں دو یا تین میرے نام پر اکٹھے ہوں وہاں مَیں ان کے بیچ میں ہوں، سے قطعاً الوہیت مسیح کا کوئی استنباط نہیں ہوتا، بلکہ یہ تصور خود پرانے عہدنامہ سے لیا گیا ہے جیسا کہ Arthur S. Peak اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

Jesus adopts the Old Testament idea of the mystic presence of god in Israel (Cf. J 12:27, Mal. 3:16 and Pirke Aboth, 3:8, Two that sit together and are occupied in the words of law have the shekinah among them.

اگر یسوع کے الفاظ سے ہر دو عیسائیوں کے اکٹھا ہونے کی صورت میں یسوع کی Physical موجودگی سمجھی جائے تو پھر ماننا پڑے گا کہ اگر دو رومن کیتھلک عیسائی باہمی مشورہ کررہے ہوں اور عین اس وقت دو پروٹسٹنٹ عیسائی بالکل متضاد باہمی مشورہ کررہے ہوں تو دونوں جگہ یسوع کی موجودگی ہوگی۔

✿......**متی باب 18 آیت21 ، 22** میں یسوع کے الفاظ قطعی طور پر کفارہ کے حق میں اس دلیل کو ختم کر دیتے ہیں جو ہندو پاکستان میں مسیحی مناد بالعموم کفارہ کے عقیدہ کے حق میں پیش کرتے ہیں، لکھا ہے:

'اس وقت پطرس نے پاس آکر اس سے کہا۔ اے خداوند! اگر میرا بھائی گناہ کرتا رہے تو مَیں کتنی دفعہ اسے معاف کروں؟ کیا سات بار تک؟ یسوع نے اس سے کہا: میں تجھ سے یہ نہیں کہتا کہ سات بار بلکہ سات دفعہ کے ستر بار تک'۔ (متی باب18 آیت21، 22)

یہاں حضرت مسیح گناہ بخشنے کے لئے وصیت فرماتے ہیں کہ تم اپنے گناہگار کی خطا بخشو لیکن کفارہ کا عقیدہ اس بات پر مبنی قرار دیا جاتا ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ کے انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ مجرم کو ضرور سزا دی جائے دوسری طرف رحم کا تقاضا یہ ہے کہ مجرم کو معاف کیا جائے اس لئے خدا باپ نے اس کا حل یہ نکالا کہ مجرموں کو معاف تو کردیا جو رحم کا تقاضا ہے مگر بیٹے کی صلیبی دکھ اور موت کے ذریعہ عدل کا تقاضا بھی پورا کردیا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا باپ کسی نہ کسی شکل میں سزا دیئے بغیر معاف نہیں کرتا۔ لہٰذا اس میں بغیر مبادلہ کے رحم کی صفت نہیں ہے۔ اگر خدا میں مبادلہ لئے بغیر رحم کرنے کی اور معاف کرنے کی صفت ہوتی تو بیٹے کی صلیبی موت اور دکھ کی ضرورت نہ پڑتی۔

اب ہمارا سوال یہ ہے کہ متی باب 5 کے مطابق تو نیکی اس بات کا نام ہے کہ انسان اپنے اخلاق خدا کے اخلاق کے مطابق بنائے اور خدا تعالیٰ بلاعوض ہرگز نہیں بخشتا تو اگر نیکی یہ ہے کہ خدائی صفات اور اخلاق اختیار کئے جائیں اور خدا میں بغیر بدلہ کے معاف کرنے کی صفت نہیں تو انسان کو یہ تعلیم کس طرح دی جاسکتی ہے کہ وہ معاف کرتا چلا جائے۔ سات مرتبہ نہیں، ستر مرتبہ نہیں، بلکہ سات کے ستر مرتبہ یعنی بے حساب معاف کرتا چلا جائے۔ حالانکہ خدا میں تو یہ صفت پائی نہیں جاتی۔ حضرت مسیح نے تو فرمایا ہے کہ تم خدا تعالیٰ کے اخلاق کے موافق اپنے اخلاق کرو کیونکہ وہ بدوں اور نیکوں پر اپنا سورج، چاند چڑھاتا ہے اور ہر ایک خطاکار اور بے خطا کو اپنی رحمتوں کی بارشوں سے متمتع کرتا ہے۔ پھر جبکہ یہ حال ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ حضرت مسیح ایسی تعلیم فرماتے جو خود اخلاق الٰہی کے مخالف ٹھہرتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا یہی خُلق ہے کہ جب تک سزا نہ دی جائے کوئی صورت رہائی کی نہیں تو معافی کے لئے دوسروں کو کیوں نصیحت کرتا ہے۔

(باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ اور عظمت شان کے بارہ میں بعض غیر مسلموں کے اعترافات کا تذکرہ۔

اللہ کرے کہ دنیا اس عظیم ترین انسان کے مقام کو سمجھتے ہوئے بجائے لاتعلق رہنے یا مخالفت اور استہزاء کرنے کے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں پناہ لینے کی کوشش کرے تا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکے۔ دنیا کے نجات دہندہ صرف اور صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہر حقیقت پسند منصف اور سچے غیر مسلم کا بھی یہی بیان ہوگا۔

پہلے انبیاء کی سچائی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ہی ثابت ہوتی ہے اور آپؐ کے ذریعہ سے ہی ثابت ہوتی ہے۔ یہ ہے مقام ختم نبوت جس کا ہر احمدی نے دنیا میں پرچار کرنا ہے اور اس کے لئے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے۔

مسلم اُمّہ کے لئے آج کل بہت دعائیں کریں۔ مسلمان سربراہوں کو اللہ تعالیٰ عقل دے کہ وہ اپنے شہریوں کے خون سے نہ کھیلیں۔ شہریوں کو عقل دے کہ غلط لیڈروں کا آلۂ کار بن کر ایک دوسرے کی گردنیں نہ ماریں۔ مسلمان حکومتوں کو عقل دے کہ وہ غیروں کا آلۂ کار بن کر ایک دوسرے پر حملہ نہ کریں۔

مکرم خواجہ ظہور احمد صاحب ابن مکرم خواجہ منظور احمد صاحب آف سرگودھا کی شہادت۔ مکرمہ صاحبزادی امۃ السمیع صاحبہ بیگم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب اور مکرم چوہدری خالد احمد صاحب ابن مکرم چوہدری محمد شریف صاحب کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 5/اکتوبر 2012ء بمطابق 5/اخاء 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات پیش آمدہ'' (یعنی جو واقعات وحالات آپ کو پیش آئے) ''کی اگر معرفت ہو اور اس بات پر پوری اطلاع ہو کہ اُس وقت دنیا کی کیا حالت تھی اور آپؐ نے آ کر کیا کیا؟ تو انسان وجد میں آ کر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہہ اُٹھتا ہے''۔ فرمایا ''مَیں سچ سچ کہتا ہوں، یہ خیالی اور فرضی بات نہیں ہے۔ قرآنِ شریف اور دنیا کی تاریخ اس امر کی پوری شہادت دیتی ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کیا کیا۔ ورنہ کیا بات تھی جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے مخصوصاً فرمایا گیا اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب:57)''۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور اُس کے تمام فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی درود وسلام بھیجو نبی پر۔ فرمایا ''کسی دوسرے نبی کے لئے یہ صدا نہیں آئی۔ پوری کامیابی پوری تعریف کے ساتھ یہی ایک انسان دنیا میں آیا جو محمد کہلایا صلی اللہ علیہ وسلم''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 421، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

فرمایا: ''اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے'' (یعنی حد لگانے کے لئے) ''کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے۔ یعنی آپؐ کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید سے بیرون تھی''۔ (ہر قسم کی حدوں سے بالا تھی) ''اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپؐ کی روح میں وہ صدق ووفا تھا اور آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 24، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ مومن کا کام ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم کو جب پڑھے، آپ کے اُسوۂ حسنہ کو جب دیکھے تو جہاں اس پر عمل کرنے اور اسے اپنانے کی کوشش کرے، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے کہ اس محسنِ اعظم نے ہم پر کتنا عظیم احسان کیا ہے کہ زندگی کے ہر پہلو کو خدا تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق عمل کر کے دکھا کر اور ہمیں اس کے مطابق عمل کرنے کا کہہ کر خدا تعالیٰ سے ملنے کے راستوں کی طرف ہماری رہنمائی کر دی۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے معیار حاصل کرنے کے راستے دکھا دیئے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا حق ادا کرنے کی ذمہ داری کا احساس مومنین میں پیدا کیا جس سے ایک مومن خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکتا ہے۔ یہ سب باتیں تقاضا کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہوئے ہم دنیا کو بھی اس تعلیم اور آپ کے اُسوہ سے آگاہ کریں۔ آپ کے حسن واحسان سے دنیا کو آگاہ کریں۔

جب بھی غیروں کے سامنے آپ کی سیرت کے پہلو آئے تو وہ لوگ جو ذرا بھی دل میں انصاف کی رمق رکھتے تھے، وہ باوجود اختلافات کے آپ کی سیرت کے حسین پہلوؤں کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ آج کل اسلام کے مخالفین آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا آپؐ کی لائی ہوئی تعلیم پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ لوگ یا تو انصاف سے خالی دل لئے ہوئے ہیں یا آپکی سیرت کے حسین پہلوؤں کو جانتے ہی نہیں اور اس کے لئے کوشش کرنی بھی نہیں چاہتے۔ پس دنیا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے آگاہی دینا بھی ہمارا کام ہے۔ اس کے لئے ہر قسم کا ذریعہ ہمیں استعمال کرنا چاہئے۔ اس کے بارے میں پہلے بھی مَیں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں۔

بعض لوگوں کی فطرت ایسی ہوتی ہے یا دنیا میں ڈوب کر ایسے بن جاتے ہیں کہ اُن پر دنیاداروں کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ دنیادار اگر کوئی بات کہہ دے تو ماننے کو تیار ہو جاتے ہیں یا اُن پر اپنے لوگوں کی باتوں کا اثر زیادہ ہوتا ہے بجائے اس کے کہ ایک بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک مسلمان سے سنیں۔ اگر اُن کے اپنے لوگ کہیں تو بعض دفعہ اُس پر غور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے اُن کے اپنے لوگوں کے، مشہور لوگوں کے جو کتابیں لکھنے والے ہیں، سکالرز ہیں، رائٹرز ہیں، اُن کے تاثرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بارے میں ایسے لوگوں تک پہنچانے چاہئیں۔

اس وقت مَیں ایسے ہی کچھ لوگوں کی تحریریں پیش کروں گا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلمکی سیرت سے متأثر ہو کر، آپ کی شخصیت سے متاثر ہو کر آپ کے بارے میں لکھا ہے۔ ان میں سے بعض مخالفین بھی تھے اور مخالفت میں بڑھے ہوئے تھے لیکن حقیقت لکھنے پر مجبور ہوئے۔

George sale ایک مصنف ہیں جنہوں نے انگریزی ترجمہ قرآن (The Koran) میں To the reader کے عنوان سے ایک باب لکھا ہے۔ یہ اسلام کے بارے میں کوئی ہمارے حق میں نہیں ہیں۔ اسی طرح ایک مصنف سپین ہیمس (Spanhemius) ہے۔ وہ بھی اسلام کا کافی مخالف ہے۔ لیکن

اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بعض باتیں کہی ہیں اور یہ اس کے بارہ میں لکھتا ہے کہ یہ تو نیک آدمی ہے۔ وہ نیک تو بہرحال نہیں ہے لیکن کم ازکم انصاف لکھنے پر مجبور تھا۔ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے بارہ میں جو لکھا ہے یہ اُس کے حوالے سے لکھ رہے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ:

’’محمد صلی اللہ علیہ وسلم کامل طور پر فطری قابلیتوں سے آراستہ تھے، شکل میں نہایت خوبصورت، فہیم اور دُوررَس عقل والے۔ پسندیدہ وخوش اطوار۔ غرباء پرور، ہر ایک سے متواضع۔ دشمنوں کے مقابلہ میں صاحبِ استقلال وشجاعت۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ خدائے تعالیٰ کے نام کا نہایت ادب واحترام کرنے والے تھے۔ جھوٹی قسم کھانے والوں، زانیوں، سفّاکوں، جھوٹی تہمت لگانے والوں، فضول خرچی کرنے والوں، لالچیوں اور جھوٹی گواہی دینے والوں کے خلاف نہایت سخت تھے۔ بردباری، صدقہ وخیرات، رحم و کرم، شکرگزاری، والدین اور بزرگوں کی تعظیم کی نہایت تاکید کرنے والے اور خدا کی حمد وتعریف میں نہایت کثرت سے مشغول رہنے والے تھے‘‘۔ (The Koran by George Sale, Gent, fifth edition, Philadelphia; J.B. Lippincott & Co 1860, page iv-iiv)

اور یہ سب کچھ لکھنے کے باوجود وہ بعض جگہ جاکے آپ پر الزام تراشی بھی کرتا ہے۔

پھر ایک مصنف سٹینلے لین پول (Stanley Lane-Poole) ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ: حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے آبائی شہر مکہ میں جب فاتحانہ داخل ہوئے اور اہل مکہ آپ کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے تھے تو اُن سب کو معاف کردیا۔ یہ ایسی فتح تھی اور ایسا پاکیزہ فاتحانہ داخلہ تھا جس کی مثال ساری تاریخ انسانیت میں نہیں ملتی۔ (The Speeches and Tablets of the Prophet Mohammad by Stanley Lane-poole, Macmillan and Co. 1882, page xlvi-xlvii)

پھر The Outline of History کے مصنف ہیں پروفیسر ایچ جی ویلز (H.G.Wells)۔ یہ کہتے ہیں کہ ’’پیغمبر اسلام کی صداقت کا یہی بڑا ثبوت ہے کہ جو آپ کو سب سے زیادہ جانتے تھے، وہی آپ پر سب سے پہلے ایمان لائے۔...... حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہرگز جھوٹے مدعی نہ تھے۔...... اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اسلام میں بڑی خوبیاں اور باعظمت صفات موجود ہیں۔...... پیغمبرِ اسلام نے ایک ایسی سوسائٹی کی بنیاد رکھی جس میں ظلم اور سفاکی کا خاتمہ کیا گیا‘‘۔ (The Outline of History by H.G.Wells, part II)

پھر دی لیسی اولیرے (De Lacy O'Leary) اپنی کتاب اسلام ایٹ دی کراس روڈز (Islam at the Cross roads) میں لکھتا ہے کہ:

’’تاریخ نے اس بات کو کھول کر رکھ دیا ہے کہ شدت پسند مسلمانوں کا دنیا پر فتح پالینا اور تلوار کی نوک پر مقبوضہ اقوام میں اسلام کو نافذ کردینا تاریخ دانوں کے بیان کردہ قصوں میں سے فضول ترین اور عجیب ترین قصہ ہے‘‘۔ (Islam at the Cross Roads by De Lacy O'Leary, London 1923 p.8)

یعنی یہ جو تاریخ دان لکھتے ہیں ناں کہ تلوار کی نوک پر فتح پائی۔ کہتا ہے یہ قصے فضول ترین قصے ہیں۔

پھر مہاتما گاندھی ایک جریدہ young India میں لکھتے ہیں کہ:

’’مَیں اُس شخص کی زندگی کے بارہ میں سب کچھ جاننا چاہتا تھا جس نے بغیر کسی اختلاف کے لاکھوں پر حکومت کی۔ اُس کی زندگی کا مطالعہ کرکے میرا اس بات پر پہلے سے بھی زیادہ پختہ یقین ہوگیا کہ اسلام نے اُس زمانے میں تلوار کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں جگہ نہیں بنائی بلکہ اس پیغمبر کی سادگی، اپنے کام میں مگن رہنے کی عادت، انتہائی باریکیوں کے ساتھ اپنے عہدوں کو پورا کرنا اور اپنے دوستوں اور پیروکاروں کے ساتھ انتہائی عقیدت رکھنا، بیباک و بےخوف ہونا اور خدا کی ذات اور اپنے مشن پر کامل یقین ہونا، اُس کی یہی باتیں تھیں جنہوں نے ہر مشکل پر قابو پایا اور جو سب کو ساتھ لے کر چلیں۔ جب مَیں نے اس پیغمبر کی سیرت کے متعلق لکھی جانے والی کتاب کی دوسری جلد بھی ختم کرلی تو مجھ پر اس کتاب (سیرت کے بارے میں جو بھی کتاب پڑھ رہے تھے) کے ختم ہو جانے کی وجہ سے اداسی طاری ہوگئی‘‘۔ (Mahatma Gandhi, Statement published in "Young India", 1924)

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
***Mobile*: 07702896350 -- *24hrs Crime Line*: 07533667921**

پھر Sir John Bagot Glubb یہ لیفٹیننٹ جنرل تھے۔ 1986ء میں ان کی وفات ہوئی۔ یہ لکھتے ہیں کہ:

’’قاری اس کتاب کے آخر پر (جو کتاب وہ لکھ رہے تھے) جو بھی رائے قائم کرے اس بات کا انکار ممکن نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی تجربات اپنے اندر پرانے اور نئے عہدناموں کے قصوں اور عیسائی بزرگوں کے روحانی تجربات سے حیران کُن حد تک مشابہت رکھتے ہیں۔ اسی طرح ممکن ہے کہ ہندوؤں اور دیگر مذاہب کے ماننے والے افراد کے ان گنت رؤیا اور کشوف سے بھی مشابہت رکھتے ہوں۔ مزید یہ کہ اکثر اوقات ایسے تجربات تقدس اور فضیلت والی زندگی کے آغاز کی علامت ہوتے ہیں۔ ایسے واقعات کو نفسانی دھوکہ قرار دینا کوئی موزوں وضاحت معلوم نہیں ہوتی کیونکہ یہ واقعات تو بہت سے لوگوں میں مشترک رہے ہیں۔ ایسے لوگ جن کے درمیان ہزاروں سالوں کا فرق اور ہزاروں میلوں کے فاصلے تھے۔ جنہوں نے ایک دوسرے کے بارہ میں سنا تک نہ ہوگا لیکن اس کے باوجود ان کے واقعات میں ایک غیرمعمولی یکجائی پائی جاتی ہے۔ یہ رائے معقول نہیں کہ ان تمام افراد نے حیران کن حد تک مشابہ رؤیا اور کشوف اپنے طور پر ہی بنالئے ہوں۔ باوجود اس کے کہ یہ افراد ایک دوسرے کے وجود ہی سے لابلد تھے‘‘۔

پھر جن لوگوں نے ہجرت حبشہ کی تھی اُن کے بارے میں لکھتا ہے: ’’اس فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں تقریباً تمام وہ افراد شامل تھے جو کہ اسلام قبول کرچکے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے متشدد باسیوں کے درمیان یقیناً بہت کم پیروکاروں کے ساتھ رہ گئے تھے۔ یہ ایک ایسی حالت ہے جو ثابت کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاقی جرأت اور ایمان کی مضبوطی کے اعلیٰ معیار پر قائم تھے‘‘۔ (The Life and Times of Muhammad)

پھر John William Draper اپنی کتاب History of the intellectual Development of Europe میں لکھتے ہیں کہ:

’’Justinian کی وفات کے چار سال بعد 569 عیسوی میں مکّہ میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا جس نے تمام شخصیات میں سب سے زیادہ بنی نوع انسان پر اپنا اثر چھوڑا اور وہ شخص محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) جسے بعض یورپین لوگ جھوٹا کہتے ہیں...... لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اندر ایسی خوبیاں تھیں جن کی وجہ سے کئی قوموں کی قسمت کا فیصلہ ہوا۔ وہ ایک تبلیغ کرنے والے سپاہی تھے۔ ممبر فصاحت سے پُر ہوتا (یعنی جب تقریر فرماتے) میدان میں اترتے تو بہادر ہوتے۔ اُن کا مذہب صرف یہی تھا کہ خدا ایک ہے۔ (مذہب کا خلاصہ ایک ہی تھا کہ خدا ایک ہے۔) ...... اس سچائی کو بیان کرنے کے لئے انہوں نے نظریاتی بحثوں کو اختیار نہیں کیا بلکہ اپنے پیروکاروں کو صفائی، نماز اور روزہ جیسے امور کی تعلیم دیتے ہوئے اُن کی معاشرتی حالتوں کو عملی رنگوں میں بہتر بنایا۔ اُس شخص نے صدقہ وخیرات کو باقی تمام کاموں پر فوقیت دی‘‘۔ (History of the intellectual Development of Europe by John William Draper M.D., LL.D., New York: Harper and Brothers, Publishers, Fraklin Square 1863, page 244)

پھر ایک مشہور مستشرق ہیں William Montgomery، اپنی کتاب Muhammad at Madinah میں لکھتے ہیں کہ: ’’محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسلام کی ابتدائی تاریخ پر جتنا غور کریں، اتنا ہی آپ کی کامیابیوں کی وسعت کو دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ اُس وقت کے حالات نے آپ کو ایک ایسا موقع فراہم کیا جو بہت کم لوگوں کو ملتا ہے۔ گویا آپ اُس زمانے کے لئے موزوں ترین انسان تھے۔ اگر آپ کے پاس دوراندیشی، حکومت کرنے کی انتظامی صلاحیتیں، توکل علی اللہ اور اس بات پر یقین کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے، نہ ہوتا تو انسانی تاریخ میں ایک اہم باب رقم ہونے سے رہ جاتا۔ مجھے امید ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق یہ کتاب ایک عظیم الشان ابن آدم کو سمجھنے اور اُس کی قدر کرنے میں مدد کرے گی‘‘۔ (William Montgomery Watt, Muhammad at Madinah, Oxford at the Clarendon Press 1956, pp. 335)

یہ اس سوانح نویس کی شہادت ہے جو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں مثبت رویہ نہیں رکھتا۔

پھر مشہور عیسائی مؤرخ Reginald Bosworth Smith لکھتا ہے کہ ’’مذہب اور حکومت کے رہنما اور گورنر کی حیثیت سے پوپ اور قیصر کی دو شخصیتیں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایک وجود میں جمع تھیں۔ آپ پوپ تھے مگر پوپ کی طرح ظاہرداریوں سے پاک۔ آپ قیصر تھے مگر قیصر کے جاہ و حشمت سے بےنیاز۔ اگر دنیا میں کسی شخص کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ اُس نے باقاعدہ فوج کے بغیر، محل شاہی کے بغیر اور لگان کی وصولی کے بغیر صرف خدا کے نام پر دنیا میں امن اور انتظام قائم رکھا تو وہ صرف حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ آپ کو اس ساز وسامان کے بغیر ہی سب طاقتیں حاصل تھیں‘‘۔

پھر یہی Bosworth Smith اپنی کتاب محمد اینڈ محمدن ازم (Muhammed and Muhammedanism) میں لکھتے ہیں کہ:

’’آپ کے مشن (یعنی نبوت و رسالت) کو سب سے پہلے قبول کرنے والے وہ لوگ تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی طرح جانتے تھے۔ مثلاً آپ کی زوجہ، آپ کا غلام، آپ کا چچازاد بھائی اور آپ کا پرانا دوست، جس کے بارے میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا تھا کہ اسلام کے داخل ہونے والوں میں سے وہ واحد انسان تھا جس نے کبھی اپنی پیٹھ نہیں موڑی تھی اور نہ ہی وہ کبھی پریشان ہوا تھا۔ عام پیغمبروں کی طرح حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قسمت معمولی نہ تھی کیونکہ آپ کی عظمت کا انکار کرنے والے صرف وہی لوگ ہیں جنہیں آپ کی ذات کا صحیح علم حاصل نہیں تھا‘‘۔ (Muhammed and Muhammedanism by R. Bosworth Smith, Smith Elder and Co. 1876, page 127)

پھر Bosworth ہی آگے لکھتے ہیں کہ: ’’وہ رسوم و رواج جن سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے منع فرمایا، نہ صرف آپ نے ان کی ممانعت فرمائی بلکہ اُن کا مکمل طور پر قلع قمع کر دیا۔ جیسے انسانی قربانیاں (یعنی انسانوں کو قربان کرنا) چھوٹی بچیوں کے قتل، خونی جھگڑے، عورتوں کے ساتھ غیر محدود شادیاں، غلاموں کے ساتھ نہ ختم ہونے والے ظلم و ستم، شراب نوشی اور جوٗا بازی۔ (اگر آپ ایسا نہ کرتے تو) یہ سلسلہ بلا روک ٹوک عرب اور اس کے ہمسائے ملکوں میں جاری رہتا‘‘۔ (اور آپ نے ان سب کو ختم کر دیا۔) (ایضاً صفحہ 125)

پھر یہی آگے لکھتا ہے کہ: ’’حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے مقصد کی سچائی اور نیکی میں عمیق ترین ایمان رکھ کر جو کچھ کیا تھا، کوئی دوسرا شخص اس میں گہرے یقین کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتا‘‘۔ (یہ گہرا ایمان اور یقین جو تھا، وہ آپ کو اپنے مقصد کے بارے میں، اپنے دعویٰ کے بارے میں، اپنا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کے بارے میں toa، تبھی یہ انقلاب آیا۔) وہ کہتا ہے کہ ’’آپ کی زندگی کا ہر واقعہ آپ کو ایسا حقیقت پسند اور پُر جوش انسان ثابت کرتا ہے جو اپنے مسلمہ عقائد اور نظریات تک آہستہ آہستہ تکالیف برداشت کرتے ہوئے پہنچنے کی کوشش کرتا ہے‘‘۔ (ایضاً صفحہ 127)

پھر آگے لکھتے ہیں کہ ’’یہ کہنا کہ عرب کو انقلاب کی ضرورت تھی یا بالفاظ دیگر یہ کہنا کہ نئے پیغمبر کے ظہور کا وقت آ گیا تھا۔ اگر ایسا ہی تھا تو پھر حضرت محمد ہی وہ پیغمبر کیوں نہ ہوں؟ اس موضوع پر موجودہ زمانے کے مصنف سپرنگر نے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آمد سے سالہا سال قبل ایک پیغمبر کے ظہور کی توقع بھی تھی اور پیشگوئی بھی تھی‘‘۔ (ایضاً صفحہ 133)

پھر آگے یہی Bosworth ہی بیان کرتا ہے کہ: ’’مجموعی طور پر مجھے یہ حیرانی نہیں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مختلف حالات میں کتنے بدل گئے تھے۔ بلکہ تعجب تو یہ ہے کہ آپ کی شخصیت میں کتنی کم تبدیلی پیدا ہوئی تھی۔ صحرائی گلہ بانی کے ایام میں (یعنی جب بھیڑیں چَراتے تھے) شامی تاجر کے طور پر، غارِ حرا کی خلوت گزینی کے ایام میں، اقلیتی جماعت کے مصلح کی حیثیت سے، (جب مکّہ میں تھے)، مدینہ میں جلا وطنی کے ایام میں، ایک مسلّمہ فاتح کی حیثیت سے، یونانی بادشاہوں اور ایرانی ہرقلوں کے ہم مرتبہ ہونے کی حالت میں ہم آپ کی شخصیت میں ایک غیر متزلزل استقلال کا مشاہدہ کر سکتے ہیں‘‘۔ کہتا ہے کہ ’’مجھے نہیں لگتا کہ اگر کسی اور آدمی کے خارجی حالات اس قدر زیادہ بدل جاتے تو کبھی اُس کی ذات میں اس قدر کم تبدیلی رونما ہوتی۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خارجی حالات تو تبدیل ہوتے رہے مگر ان تمام حالتوں میں مجھے اُن کی ذات کا جوہر ایک جیسا ہی دکھائی دیتا ہے‘‘۔ (ایضاً صفحہ 133)

واشنگٹن اروِنگ (Washington Irving) اپنی کتاب ’’لائف آف محمدؐ‘‘ میں لکھتا ہے کہ: ’’آپ کی جنگی فتوحات نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اندر نہ تو تکبر پیدا کیا، نہ کوئی غرور اور نہ کسی قسم کی مصنوعی شان و شوکت پیدا کی۔ اگر ان فتوحات میں ذاتی اغراض ہوتیں تو یہ ضرور ایسا کرتیں۔ اپنی طاقت کے جوبن پر بھی اپنی عادات اور حلیہ میں وہی سادگی برقرار رکھی جو کہ آپ کے اندر مشکل ترین حالات میں تھی۔ یہاں تک کہ اپنی شاہانہ زندگی میں بھی اگر کوئی آپ کے کمرہ میں داخل ہوتے وقت غیر ضروری تعظیم کا اظہار کرتا تو آپ اسے ناپسند فرماتے‘‘۔ (The Life of Mahomet by Washington Irving, Leipzig Bernhard Touchritz 1850, pp.272-273)

پھر سر ولیم میور (Sir William Muir) یہ بھی ایک مستشرق ہے اور کافی کچھ خلاف بھی لکھتا ہے۔ یہ بھی لکھتا ہے کہ:

’’اپنا ہر ایک کام مکمل کرتے اور جس کام کو بھی ہاتھ میں لیتے جب تک اس کو ختم نہ کر لیتے اُسے نہ چھوڑتے۔ معاشرتی میل جول میں بھی آپ کا یہی طریق رہتا۔ جب آپ کسی کے ساتھ بات کرنے کے لئے اپنا رُخ موڑتے تو آپ آدھا نہ مڑتے بلکہ پورا چہرہ اور پورا جسم اُس شخص کی طرف پھیر لیتے۔ کسی سے مصافحہ کرتے وقت آپ اپنا ہاتھ پہلے نہ کھینچتے۔ اسی طرح کسی اجنبی کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے درمیان میں نہ چھوڑتے اور اگلے شخص کی بات پوری سنتے۔ آپ کی زندگی پر آپ کی خاندانی سادگی غالب تھی۔ آپ کو ہر کام خود کرنے کی عادت تھی۔ جب بھی آپ صدقہ دیتے تو سوالی کو اپنے ہاتھ سے دیتے۔ گھریلو کام کاج میں اپنی بیویوں کا ہاتھ بٹاتے ......‘‘۔

پھر لکھتا ہے: ’’آپ تک ہر کس و ناکس کی پہنچ ہوتی جیسے دریا کی پہنچ کنارے تک ہوتی ہے۔ باہر سے آئے ہوئے وفود کو عزت و احترام سے خوش آمدید کہتے۔ ان وفود کی آمد اور دیگر حکومتی معاملات کے متعلق تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اندر ایک قابل حکمران کی تمام صلاحیتیں موجود تھیں۔ سب سے زیادہ حیران کُن بات یہ ہے کہ آپ لکھنا نہیں جانتے تھے‘‘۔ (The Life of Mahomet by by William Muir, Vol. IV, London: Smith, Elder and Co., 65 Cornhill, 1861, pp.510-13)

پھر یہی ولیم میور لکھتا ہے کہ: ’’ایک اہم خوبی وہ خوش خلقی اور وہ خیال تھا جو آپ اپنے معمولی سے معمولی پیروکار کا رکھا کرتے۔ حیا، شفقت، صبر، سخاوت، عاجزی آپ کے اخلاق کے نمایاں پہلو تھے اور ان کے باعث آپ اپنے ماحول میں ہر شخص کو اپنا گرویدہ کر لیتے۔ انکار کرنا آپ کو ناپسند تھا۔ اگر کسی سوالی کی فریاد پوری نہ کر پاتے تو خاموش رہنے کو ترجیح دیتے۔ کبھی یہ نہیں سنا کہ آپ نے کسی کی دعوت ردّ کی ہو خواہ وہ کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو۔ اور کبھی یہ نہیں ہوا کہ آپ نے کسی کا پیش کیا ہوا تحفہ رد کر دیا ہو خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو۔ آپ کی ایک نرالی خوبی یہ تھی کہ آپ کی محفل میں موجود ہر شخص کو یہ خیال ہوتا کہ وہی اہم ترین مہمان ہے۔ اگر آپ کسی کو اپنی کامیابی پر خوش پاتے تو گرمجوشی سے اس سے مصافحہ کرتے اور گلے لگاتے اور محروموں اور تکلیف میں گِھرے افراد سے بڑی نرمی سے ہمدردی کا اظہار کرتے۔ بچوں سے بہت شفقت سے پیش آتے اور راہ کھیلتے بچوں کو سلام کرنے میں کوئی عار محسوس نہ کرتے۔ وہ قحط کے ایام میں بھی دوسروں کو اپنے کھانے میں شریک کرتے اور ہر ایک کی آسانی کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہتے۔ ایک نرم اور مہربان طبیعت آپ کے تمام خواص میں نمایاں نظر آتی تھی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک وفادار دوست تھا۔ اس نے ابوبکر سے بھائی سے بڑھ کر محبت کی۔ علی سے پدرانہ شفقت کی۔ زید، جو آزاد کردہ غلام تھا، کو اس شفیق نبی سے اس قدر لگاؤ تھا کہ اس نے اپنے والد کے ساتھ جانے کی بجائے مکہ میں رہنے کو ترجیح دی۔ اپنے نگران کا دامن پکڑتے ہوئے اس نے کہا، ’میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا، آپ ہی میرے ماں اور باپ ہیں‘۔ دوستی کا یہ تعلق زید کی وفات تک رہا اور پھر زید کے بیٹے اسامہ سے بھی اس کے والد کی وجہ سے آپ نے ہمیشہ بہت مشفقانہ سلوک کیا۔ عثمان اور عمر بھی آپ سے ایک خاص تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے حدیبیہ کے مقام پر بیعتِ رضوان کے وقت اپنے محصور داماد کے دفاع کے لئے جان تک دینے کا جو عہد کیا وہ اسی سچی دوستی کی ایک مثال ہے۔ دیگر بہت سے مواقع ہیں جو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی غیر متزلزل محبت کے طور پر پیش کئے جا سکتے ہیں۔ کسی بھی موقع پر یہ محبت بے محل نہ تھی، بلکہ ہر واقعہ اسی گرمجوش محبت کا آئینہ دار ہے‘‘۔

پھر لکھتا ہے کہ ’’اپنی طاقت کے عروج پر بھی آپ منصف اور معتدل رہے۔ آپ اپنے اُن دشمنوں سے نرمی میں ذرہ بھی کمی نہ کرتے جو آپ کے دعاوی کو بخوشی قبول کر لیتے۔ مکہ والوں کی طویل اور سرکش ایذا رسانیاں اس بات پر منتج ہونی چاہئے تھیں کہ فاتح مکّہ اپنے غیظ و غضب میں آگ اور خون کی ہولی کھیلتا۔ لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چند مجرموں کے علاوہ عام معافی کا اعلان کر دیا اور ماضی کی تمام تلخ یادوں کو یکسر بھلا دیا۔ ان کے تمام استہزاء، گستاخیوں اور ظلم و ستم کے باوجود آپ نے اپنے سخت ترین مخالفین سے بھی احسان کا سلوک کیا۔ مدینہ میں عبداللہ اور دیگر منحرف ساتھی (یعنی جو منافقین تھے) جو کہ سالہا سال سے آپ کے منصوبوں میں روکیں ڈالتے اور آپ کی حاکمیت میں مزاحم ہوتے رہے، ان سے درگزر کرنا بھی ایک روشن مثال ہے۔ اسی طرح وہ نرمی جو آپ نے اُن قبائل سے برتی جو آپ کے سامنے سرنگوں تھے۔ اور قبل ازیں جو فتوحات میں بھی شدید مخالف رہے تھے، ان سے بھی نرمی کا سلوک فرمایا‘‘۔ (ایضاً صفحہ 305 تا 307)

پھر یہی ولیم میور لکھتا ہے کہ: ’’یہ محمد کی سچائی کے لئے ایک تائیدی نشان تھا‘‘ (کئی جگہ پر مخالفت میں بھی، اور قرآن کے بارے میں بھی لکھتا ہے، لیکن یہاں لکھ رہا ہے) کہ ’’یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سچائی کے لئے ایک تائیدی نشان تھا کہ جو بھی آپ پر اوّل اوّل ایمان لائے وہ اعلیٰ کردار کے مالک تھے۔ بلکہ آپ کے قریبی دوست اور گھر کے افراد بھی، جو کہ آپ کی ذاتی زندگی سے اچھی طرح واقف تھے آپ کے کردار میں وہ خامیاں نہ دیکھ سکے جو عام طور پر ایک منافق دھوکہ باز کے گھریلو تعلق اور باہر کے رویہ میں ہوتی ہیں‘‘۔ (ایضاً صفحہ 98-97)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمّی ہونے کے متعلق لکھتے ہیں کہ: Sir Thomas Carlyle

’’ایک اور بات ہمیں ہرگز بھولنی نہیں چاہئے کہ اُسے کسی مدرسہ کی تعلیم میسر نہ تھی۔ اس چیز کو جسے ہم سکول لرننگ (School Learning) کہتے ہیں، ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔ لکھنے کا فن تو عرب میں بالکل نیا تھا۔ یہ رائے بالکل سچی معلوم ہوتی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کبھی خود نہ لکھ سکا۔ اس کی تمام تر تعلیم صحراء کی بودو باش اور اس کے تجربات کے گرد گھومتی ہے۔ اس لامحدود کائنات، اپنے تاریک علاقہ اور اپنی انہی مادی آنکھوں اور خیالات سے وہ کیا کچھ حاصل کر سکتے تھے؟ مزید حیرت ہوتی ہے جب دیکھا جائے کہ کتابیں بھی میسر نہ تھیں۔ عرب کے تاریک بیابان میں سُنی سُنائی باتوں اور اپنے ذاتی مشاہدات کے علاوہ وہ کچھ بھی علم نہ رکھتے تھے۔ وہ حکمت کی باتیں جو آپ سے پہلے موجود تھیں یا عرب کے علاوہ دوسرے علاقہ میں موجود تھیں، ان تک رسائی نہ ہونے کے باعث وہ آپ کے لئے نہ ہونے کے برابر تھیں۔ ایسے حکام اور علماء میں سے کسی نے اس عظیم انسان سے براہِ راست مکالمہ نہیں کیا۔ وہ اس بیابان میں تنِ تنہا تھے اور یونہی قدرت اور اپنی سوچوں کے محور میں پروان چڑھا‘‘۔ (Six Lectures by Thomas Carlyle, Edition 1846, Lecture 2 page 47)

پھر آپؐ کی شادی کے بارے میں اور آپ کے گھریلو تعلقات کے بارہ میں لکھتا ہے کہ وہ کیسے خدیجہ کا ساتھی بنا؟ کیسے ایک امیر بیوہ کے کاروباری امور کا مہتمم بنا اور سفر کر کے شام کے میلوں میں شرکت کی؟ اُس نے یہ سب کچھ کیسے کر لیا؟ ہر ایک کو بخوبی علم ہے کہ اُس نے یہ انتہائی وفاداری اور مہارت کے ساتھ کیا۔ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے دل میں اُن کا احترام اور ان کے لئے شکر کے جذبات کیونکر پیدا ہوئے؟ ان دونوں کی شادی کی داستان، جیسا کہ عرب کے مصنفین نے ذکر کیا ہے، بڑی دلکش اور قابلِ فہم ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عمر 25 سال تھی اور خدیجہ کی عمر 40 سال تھی‘‘۔ پھر لکھتا ہے کہ ’’معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس محسنہ کے ساتھ انتہائی پیار بھری، پرسکون اور بھرپور زندگی بسر کی۔ وہ خدیجہ سے حقیقی پیار کرتے تھے اور صرف اُسی کے تھے۔ اس کو جھوٹا نبی کہنے میں یہ حقیقت روک ہے کہ آپ نے زندگی کا یہ دور اس انداز سے گزارا کہ اس پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ یہ دور انتہائی سادہ اور پُرسکون تھا یہاں تک کہ آپ کی جوانی کے دن گزر گئے‘‘۔ (Six Lectures by Thomas Carlyle, Edition 1846, Lecture 2 page 48)

پھر Thomas Carlyle ہی لکھتے ہیں کہ: ’’ہم لوگوں یعنی عیسائیوں میں جو یہ بات مشہور ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک پُرفن اور فطرتی شخص اور جھوٹے دعویدارِ نبوت تھے اور ان کا مذہب دیوانگی اور خام خیالی کا ایک تودہ ہے، اب یہ سب باتیں لوگوں کے نزدیک غلط ٹھہرتی چلی جاتی ہیں‘‘۔ کہتا ہے ’’جو جھوٹ باتیں متعصب عیسائیوں نے اس انسان یعنی (آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی نسبت بنائی تھیں اب وہ الزام قطعاً ہماری رُوسیاہی کا باعث ہے اور جو باتیں اس انسان (یعنی آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی زبان سے نکالی تھیں، بارہ سو برس سے اٹھارہ کروڑ آدمیوں کے لئے بمنزلہ ہدایت کے قائم ہیں‘‘۔ (جب یہ انیسویں صدی میں تھا، اُس وقت کی باتیں ہیں)۔ ’’اس وقت جتنے آدمی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتقاد رکھتے ہیں اس سے بڑھ کر اور کسی کے کلام پر اس زمانے کے لوگ یقین نہیں رکھتے۔ میرے نزدیک اس خیال سے بدتر اور ناخداپرستی کا کوئی دوسرا خیال نہیں ہے کہ ایک جھوٹے آدمی نے یہ مذہب پھیلایا‘‘۔ (یعنی یہ بالکل غلط چیز ہے)۔ (Six Lectures on Heroes, Hero-Worship and the Heroic in History by Thomas Carlyle)

پھر ایک فرنچ فلاسفر لا مانٹین (Lamartine) اپنی کتاب ’ہسٹری آف ٹرکی‘ (History of Turkey) میں لکھتا ہے کہ: ’’اگر کسی شخص کی قابلیت کو پرکھنے کیلئے تین معیار مقرر کئے جائیں کہ اُس شخص کا مقصد کتنا عظیم ہے، اُس کے پاس ذرائع کتنے محدود ہیں اور اُس کے نتائج کتنے عظیم الشان ہیں تو آج کون ایسا شخص ملے گا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مقابلہ کرنے کی جسارت کرے۔ دنیا کی شہرہ آفاق شخصیات نے صرف چند فوجوں، قوانین اور سلطنتوں کو شکست دی۔ اور انہوں نے محض دنیاوی حکومتوں کا قیام کیا اور اُن میں سے بھی بعض طاقتیں اُن کی آنکھوں کے سامنے ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گئیں۔ مگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہ صرف دنیا کی فوجوں، قوانین، حکومتوں، مختلف اقوام اور نسلوں بلکہ دنیا کی کل آبادی کے ایک تہائی کو یکجا کر دیا۔ مزید برآں اُس نے قربانگاہوں، خداؤں، مذاہب، عقائد، افکار اور روحوں کی تجدید کی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بنیاد صرف ایک کتاب تھی جس کا حرف حرف قانون بن گیا۔ اُس شخص نے ہر زبان اور ہر نسل کو ایک روحانی تشخص سے نوازا‘‘۔

پھر لکھتا ہے: ’’محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک فلسفہ دان، خطیب، پیغمبر، قانون دان، جنگجو، افکار پر فتح پانے والا، عقلی تعلیمات کی تجدید کرنے والا، بیسیوں ظاہری حکومتوں اور ایک روحانی حکومت کو قائم کرنے والا شخص تھا۔ انسانی عظمت کو پرکھنے کا کوئی بھی معیار مقرر کر لیں، کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بڑھ کر کبھی کوئی عظیم شخص پیدا ہوا؟‘‘ (History of Turkey by A. De Lamartine, New York: D. Appleton and Company, 346 & 348 Broadway, 1855. vol.1 pp.154-155)

جان ڈیون پورٹ لکھتا ہے کہ: ’’کیا یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے کہ جس شخص نے حقیر و ذلیل بت پرستی کے بدلے، جس میں اُس کے ہم وطن یعنی اہل عرب مبتلا تھے، خدائے برحق کی پرستش قائم کر کے بڑی بڑی ہمیشہ رہنے والی اصلاحیں کیں، وہ جھوٹا نبی تھا؟ کیا ہم اس سرگرم اور پُرجوش مصلح کو فریبی ٹھہرا سکتے ہیں اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسے شخص کی تمام کارروائیاں مکر پر مبنی تھیں؟۔ نہیں، ایسا نہیں کہہ سکتے۔ بیشک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بجز دلی نیک نیتی اور ایمانداری کے اور کسی سبب سے ایسے استقلال کے ساتھ ابتدائے نزول وحی سے اخیر دم تک مستعد نہیں رہ سکتے تھے۔ جو لوگ ہر وقت اُن کے پاس رہتے تھے اور جو اُن سے بہت کچھ ربط ضبط رکھتے تھے اُن کو بھی کبھی آپ کی ریاکاری کا شبہ نہیں ہوا‘‘۔

پھر لکھتا ہے کہ: ’’یہ بات یقینی طور پر کامل سچائی کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اگر مغربی شہزادے مسلمان مجاہدین اور ترکوں کی جگہ ایشیا کے حکمران ہو گئے ہوتے تو مسلمانوں کے ساتھ اس مذہبی رواداری کا سلوک نہ کرتے جو مسلمانوں نے عیسائیت کے ساتھ کیا۔ کیونکہ عیسائیت نے تو اپنے ان ہم مذہبوں کو نہایت تعصب اور ظلم کے ساتھ تشدد کا نشانہ بنایا جن کے ساتھ اُن کے مذہبی اختلافات تھے‘‘۔ (An Apology for Mohammed and the Koran by John Devenport, page 82, Chapter: The Koran, printed by J.Davy and Sons, London, 1882)

پھر یہی جان ڈیون پورٹ لکھتے ہیں کہ: ’’اس میں کچھ شبہ نہیں کہ تمام منصفوں اور فاتحوں میں ایک بھی ایسا نہیں جس کی سوانح حیات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سوانح حیات سے زیادہ مفصل اور سچی ہو‘‘۔ (ایضاً)

پھر مائیکل ایچ ہارٹ (Michael H. Hart) اپنی کتاب "A Ranking of the Most Influential Persons in History" میں لکھتے ہیں کہ: ’’دنیا پر اثر انداز ہونے والے لوگوں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام پہلے نمبر کیلئے منتخب کرنا بعض پڑھنے والوں کو شاید حیرت زدہ کرے اور بعض اس پر سوال بھی اُٹھائیں گے۔ لیکن تاریخ میں وہ واحد شخص تھا جو کہ مذہبی اور دنیاوی ہر دو سطح پر انتہائی کامیاب تھا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کوئی اس بات کا کیسے اندازہ کرے کہ انسانی تاریخ پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کس طرح اثر انداز ہوئے؟ دیگر مذاہب کی طرح اسلام نے بھی اپنے پیروکاروں کی زندگیوں پر ایک گہرا اثر چھوڑا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں پائے جانے والے عظیم مذاہب کے بانیوں کو اس کتاب میں اہم مقام دیا گیا ہے‘‘۔ لکھتا ہے کہ ’’ایک اندازے کے مطابق دنیا میں عیسائیوں کی تعداد مسلمانوں کی تعداد سے دوگنا ہے‘‘۔ (جب اُس نے لکھا تھا اُس وقت کی بات ہے) ’’اس لحاظ سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عیسیٰ سے پہلے رکھنا شاید آپ کو عجیب لگے۔ لیکن میرے اس فیصلہ کے پیچھے دو بڑی وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ عیسائیت کے فروغ میں عیسیٰ (علیہ السلام) کے کردار کی نسبت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسلام کے فروغ میں کہیں زیادہ اہم کردار تھا۔ گو کہ عیسیٰ (علیہ السلام) ہی عیسائیت کے روحانی اور اخلاقی ضابطہ حیات (یعنی وہ عیسائی ضوابط جن کا یہودیت سے اختلاف ہے) کے موجب ہوئے مگر عیسائیت کو فروغ دینے کے حوالہ سے سینٹ پال نے بنیادی کردار ادا کیا۔ عیسائیت کو موجودہ شکل دینے والا اور نئے عہد نامہ کے ایک بڑے حصے کو لکھنے والا سینٹ پال ہی تھا‘‘۔

پھر لکھتا ہے: ’’جبکہ مذہب اسلام اور اس میں موجود تمام اخلاقی و مذہبی اصولوں کے ذمہ دار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس نئے مذہب کو خود شکل دی اور اسلامی تعلیمات کے نفاذ میں بنیادی کردار ادا کیا۔ علاوہ ازیں مسلمانوں کے مقدس صحیفہ یعنی قرآن جو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بصیرت پر مشتمل ایک کتاب تھی کو بھی لکھنے والا محمد تھا‘‘۔ (یعنی جو مخالف ہے اس نے یہ تو بہرحال

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No: 07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

لکھنا ہے) کہتا ہے کہ ”جس کے بارے میں وہ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن پر وحی کیا گیا۔ قرآن کے ایک بڑے حصہ کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی میں ہی نقل کر کے محفوظ کر لیا گیا تھا۔ اور آپ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ہی اس کو مجموعہ کی شکل میں محفوظ کر لیا گیا۔ اس لئے قرآن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات اور تصورات کی حقیقی عکاسی کرتا ہے اور ایک مکتبہ فکر کے مطابق وہ آپ کے ہی الفاظ ہیں۔ جبکہ عیسیٰ (علیہ السلام) کی تعلیمات کا اس طرح سے کوئی مجموعہ نہیں ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک قرآن کی وہی اہمیت ہے جو عیسائیوں کے نزدیک بائبل کی ہے۔ اس لئے قرآن کے ذریعہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں پر بھرپور طریق سے اثر انداز ہوئے۔ اغلب گمان یہی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسلام پر زیادہ اثر ہے بہ نسبت اُس اثر کے جو عیسیٰ (علیہ السلام) اور سینٹ پال نے مجموعی طور پر عیسائیت پر ڈالا۔ خالصتاً مذہبی نقطہ نظر سے اگر دیکھا جائے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی انسانی تاریخ پر اتنا ہی اثر انداز ہوئے جتنا کہ عیسیٰ (علیہ السلام)“۔ (اس کی اپنی رائے ہے لیکن بہرحال یہ تسلیم کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمبر ایک ہے۔ اور پھر اس نے آگے یہ بھی لکھا ہے کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاں مذہبی سربراہ تھے وہاں دنیاوی حکومت کے سربراہ بھی تھے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ مقام نہیں ملا“۔ پس ہر معاملے میں آپ کا اُسوہ آپ کی ذات کو مزید روشن کرتے ہوئے چمکا کر پیش کرتا ہے۔ (The 100 A Ranking of the most Insfluential Persons in HIstory by Michael H. Hart)

پھر Karen Armstrong (کیرن آرم سٹرانگ) Muhammad - A Biography of the Prophet میں تحریر کرتی ہے کہ:

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بنیادی توحید پر مبنی روحانیت کے قیام کے لئے عملاً صفر سے کام کا آغاز کرنا پڑا۔ جب آپ نے اپنے مشن کا آغاز کیا تو ناممکن تھا کہ کوئی آپ کو اپنے مشن پر کام کرنے کا موقع فراہم کرتا۔ عرب قوم توحید کے لئے بالکل تیار نہ تھی۔ وہ لوگ ابھی اس اعلیٰ معیار کے نظریہ (یعنی توحید) کے قابل نہ ہوئے تھے۔ درحقیقت اس متشدد اور خوفناک معاشرہ میں اس نظریہ کو متعارف کروانا انتہائی خطرناک ہو سکتا تھا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یقیناً بہت ہی خوش قسمت ہوتے اگر اس معاشرہ میں اپنی زندگی کو بچا پاتے۔ درحقیقت محمد کی جان اکثر خطرہ میں گھری رہتی اور ان کا بچ جانا قریب قریب ایک معجزہ تھا، پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کامیاب ہوئے۔ اپنی زندگی کے اختتام تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قبائلی تشدد کی پرانی روایت کا قلع قمع کر دیا اور عرب معاشرہ کے لئے لادینیت کوئی مسئلہ نہ رہا۔ اب عرب قوم اپنی تاریخ کے ایک نئے دور میں داخل ہونے کے لئے تیار تھی“۔ (Muhammad - A Biography of the Prophet by Karen Armstrong, Page 53,54)

پھر کیرن آرم سٹرانگ ہی لکھتی ہیں کہ: ”آخر یہ مغرب ہی تھا نہ کہ اسلام“، (عیسائیت کے بارے میں، اپنے مغرب کے بارے میں لکھ رہی ہیں) ”آخر یہ مغرب ہی تھا نہ کہ اسلام، جس نے مذہبی مباحثات پر پابندی لگائی۔ صلیبی جنگوں کے وقت تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ یورپ دوسروں کے نظریات کو دبانے کی آرزو میں جنونی ہو چکا تھا اور جس جوش سے اس نے اپنے مخالفین کو سزائیں دی ہیں، مذہب کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اختلافِ رائے کرنے والوں پر مظالم، Protestants پر Catholics کے مظالم اور اسی طرح Catholics پر Protestants کے مظالم کی بنیاد اُن پیچیدہ مذہبی عقائد پر تھی جن کی اجازت یہودیت اور اسلام نے ذاتی معاملات میں اختیاری طور پر دی ہے۔ عیسائی ملحدانہ عقائد کا یہودیت اور اسلام سے کوئی تعلق نہیں جن کے مطابق (عیسائی مذہب) الوہیت کے بارے میں انسانی تصورات کو ناقابلِ قبول حد تک لے جاتا ہے بلکہ اسے مشرکانہ بنا دیتا ہے“۔ (ایضاً Page 27)

پھر اینی بسانٹ (Annie Besant) اپنی کتاب "The Life and Teachings of Muhammad" میں لکھتی ہے کہ: ”ایک ایسے شخص کیلئے جس نے عرب کے عظیم نبی کی زندگی اور اس کے کردار کا مطالعہ کیا ہو اور جو جانتا ہو کہ اُس نبی نے کیا تعلیم دی اور کس طرح اُس نے اپنی زندگی گزاری، اس کیلئے ناممکن ہے کہ وہ خدا کے انبیاء میں سے اِس عظیم نبی کی تعظیم نہ کرے۔ مَیں جو باتیں کہہ رہی ہوں اُن کے متعلق بہت لوگوں کو شاید پہلے سے علم ہو گا لیکن میں جب بھی ان باتوں کو پڑھتی ہوں تو مجھے اس عربی استاد کی تعظیم کیلئے ایک نیا احساس پیدا ہوتا ہے اور اُس کی تعریف کا ایک نیا رنگ نظر آتا ہے“۔ (The Life and Teachings of Muhammad, Madras, 1932, p.4)

پھر Ruth Cranston (روتھ کرینسٹین) World Faith (ورلڈ فیتھ) میں لکھتی ہیں کہ:

”محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کبھی بھی جنگ یا خونریزی کا آغاز نہیں کیا۔ ہر جنگ جو انہوں نے لڑی، مدافعانہ تھی۔ وہ اگر لڑے تو اپنی بقا کو برقرار رکھنے کے لئے اور ایسے اسلحے اور طریق سے لڑے جو اُس زمانے کا رواج تھا۔ یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ چودہ کروڑ عیسائیوں میں سے (1949ء میں یہ کتاب چھپی تھی) جنہوں نے حال ہی میں ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد انسانوں کو ایک بم سے ہلاک کر دیا ہو، کوئی ایک قوم بھی ایسی نہیں جو ایک ایسے لیڈر پر شک کی نظر ڈال سکے جس نے اپنی تمام جنگوں کے بدترین حالات میں بھی صرف پانچ یا چھ سو افراد کو تہ تیغ کیا ہو۔ عرب کے نبی کے ہاتھوں ساتویں صدی کے تاریکی کے دور میں جب لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہوں، ہونے والی ان ہلاکتوں کا آج کی روشن بیسویں صدی کی ہلاکتوں سے مقابلہ کرنا ایک حماقت کے سوا کچھ نہیں۔ اس بیان کی تو حاجت ہی نہیں جو قتل انکوزیشن (Inquisition) اور صلیبی جنگوں کے زمانے میں ہوئے جب عیسائی جنگجوؤں نے اس بات کو ریکارڈ کیا کہ وہ ان بے دینوں کی کٹی پھٹی لاشوں کے درمیان ٹخنے ٹخنے خون میں پھر رہے تھے“۔ (World Faith by Ruth Cranston, Haper and Row Publishers, New York, 1949, page 155)

پھر Godfrey Higgins (گاڈ فرے ہیگنز) لکھتے ہیں کہ: ”اس بات سے زیادہ عام طور پر کوئی بات سننے میں نہیں آتی کہ عیسائی پادری محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کو اُس کے تعصب اور غیر رواداری کی وجہ سے گالیاں دیتے ہیں، عجیب یقین دہانی اور منافقت ہے یہ۔ کون تھا جس نے سپین سے ان مسلمانوں کو جو عیسائی ہو چکے تھے، بھگایا تھا کیونکہ وہ سچے عیسائی نہ تھے؟ اور کون تھا جس نے میکسیکو اور پیرو میں لاکھوں لوگوں کو تہ تیغ کر دیا تھا اور اُن کو غلام بنا لیا تھا کیونکہ وہ عیسائی نہ تھے؟ اور کیا ہی عمدہ اور مختلف نمونہ تھا جو مسلمانوں نے یونان میں دکھایا۔ صدیوں تک عیسائیوں کو اُن کے مذہب، اُن کے پادریوں، لاٹ پادریوں اور راہبوں اور اُن کے گرجا گھروں کو اپنی جاگیر پر پُرامن طور سے رہنے دیا“۔ (As Cited in Apology for Mohammed by Godfrey Higgins, Lahore, page 123-124)

پس یہ مقابلہ یہ کر رہا ہے عیسائیوں اور مسلمانوں کا۔

پھر یہی گاڈ فرے آگے لکھتے ہے کہ: ”خلفائے اسلام کی تمام تر تاریخ میں انکوزیشن (Inquisition) جیسی بدنام چیز سے نصف سے بھی کم بدنام چیز ہمیں نہیں ملتی۔ کوئی ایک واقعہ بھی کسی کو مذہبی اختلاف کی بنا پر جلا دینے یا کسی کو محض اس وجہ سے موت کی سزا دینے کا نہیں ہوا کہ مذہبِ اسلام کو قبول کیوں نہیں کرتا؟“ (ایضاً صفحہ 128-125)

یہ اُس تعلیم کا اثر تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو دی تھی۔

پھر ہسٹری آف دی سیرا سان ایمپائر (History of the Saracen Empire) میں ایڈورڈ گبن (Edward Gibbon) لکھتے ہیں کہ: ”آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کی تبلیغ کے بجائے اُس کا دوام (یعنی ہمیشہ قائم رہنا) ہماری حیرت کا موجب ہے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مکہ اور مدینہ میں جو خالص اور مکمل نقش جمایا وہ بارہ صدیوں کے انقلاب کے بعد بھی قرآن کے انڈین، افریقی اور ترک نو معتقدوں نے ابھی تک محفوظ رکھا ہوا ہے۔ مریدانِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے مذہب اور عقیدت کو ایک انسان کے تصور سے باندھنے کی آزمائش اور وسوسے کے مقابل پر ڈٹے رہے۔ اسلام کا سادہ اور ناقابل تبدیل اقرار یہ ہے کہ میں ایک خدا اور خدا کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاتا ہوں۔ یعنی یہ ہے کہ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ۔ ”خدا کی یہ ذہنی تصویر بگڑ کر مسلمانوں میں کوئی قابلِ دید بُت نہیں بنی“ (یعنی یہ تصویر تھی خدا تعالیٰ کی جو مسلمانوں میں بت نہیں بنی)۔ ”پیغمبر اسلام کے اعزازات نے انسانی صفت کے معیار کی حدود سے تجاوز نہیں کیا اور ان کے زندہ فرمودات نے ان کے پیروکاروں کے شکر اور جذبۂ احسان کو عقل اور مذہب کی حدود کے اندر رکھا ہوا ہے“۔ (History of the Sarasun Empire by Edward Gibbon, Alex Murray and Sons, London, 1870, page 54)

اور وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ اس کے مقابلے میں عیسائیوں نے بندے کو خدا بنا لیا۔

اللہ کرے کہ دنیا اس عظیم ترین انسان کے مقام کو سمجھتے ہوئے بجائے لاتعلق رہنے یا مخالفت اور استہزاء کرنے کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں پناہ لینے کی کوشش کرے تا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکے۔ دنیا کے نجات دہندہ صرف اور صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہر حقیقت پسند منصف اور سچے غیر مسلم کا بھی یہی بیان ہو گا جیسا کہ مَیں نے آپ کو بہت سارے اقتباس پڑھ کر سنائے اور بے شمار اور بھی ہیں۔ پہلے انبیاء کی سچائی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ہی ثابت ہوتی ہے اور آپ کے ذریعہ سے ہی ثابت ہوتی ہے۔ یہ ہے مقامِ ختم نبوت جس کا ہر احمدی نے دنیا میں پرچار کرنا ہے اور اس کے لئے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے۔

اس ضمن مَیں یہ بھی بتا دوں کہ کل سے ربوہ میں ختم نبوت کانفرنس ہو رہی ہے جو آج اس وقت ختم ہو گئی ہو گی، جس میں سیاسی باتوں اور اخلاق باختہ تقریروں اور احمدیوں کو گالیاں دینے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف مغلظات بکنے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ اور یہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق اور ختم نبوت کے نام پر ہو رہا ہے۔ اور سمجھتے یہ ہیں کہ ہم ختم نبوت کا مقام دنیا کو بتا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے۔ بہرحال یہ تو اُن کا فعل ہے، جیسا کہ میں نے کہا کہ احمدی کا کام یہ ہے کہ ختم

نبوت کی حقیقت کو دنیا کو بتائے اور وہ اسی صورت میں ممکن ہے، جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دنیا میں پہنچائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دو ہفتے پہلے کے 21/ستمبر کے خطبہ میں، مَیں نے وکلاء کے بارے میں بھی ذکر کیا تھا کہ دنیا کے مسلمان وکلاء اکٹھے ہوں لیکن مسلمان تو پتہ نہیں اکٹھے ہوتے ہیں کہ نہیں، ہمارے احمدی وکلاء نے اس بارہ میں پاکستان میں بھی کچھ کام شروع کیا ہے کہ مذہبی جذبات کا خیال اور آزادیٔ رائے کی حدود کے بارے میں کیا کیا جاسکتا ہے، کس حد تک اُن کو محدود کیا جاسکتا ہے۔ تو بہرحال انہوں نے اس بارے میں کچھ باتیں اکٹھی کی ہیں، کچھ پوائنٹس بنائے ہیں۔ اور مختلف ملکوں کی عدالتوں کے جو فیصلے ہیں اور جو ان کے قانون ہیں، اسی طرح جو بین الاقوامی قانون ہے، اُس کو بھی سامنے رکھ کر کچھ سوال اُٹھائے ہیں، وہ یہاں بھی بھجوائے تھے جو میں نے مختلف ملکوں میں احمدی وکلاء کو بھجوائے ہیں۔ کیونکہ پاکستان میں ہمارے احمدی وکیل جنہوں نے پہلے یہ توجہ دلائی تھی، انہوں نے ہی بتایا کہ دوسرے مسلمان وکلاء کے ساتھ وہاں بیٹھے ہوئے تھے تو اُن سب وکلاء نے پاکستان میں انہیں یہ کہا کہ اگر یہ کام منظّم طور پر کوئی کرسکتا ہے تو جماعت احمدیہ کرسکتی ہے۔ اس لئے تم لوگ اس سوال کو دنیا میں اُٹھاؤ۔ بہرحال یہ مَیں نے دنیا کے مختلف احمدی وکلاء کو بھجوایا ہے کہ اس پر غور کریں اور بتائیں کہ اس میں کیا کچھ ہوسکتا ہے۔ اس بارے میں ان کو چاہئے کہ جلدتر غور کریں اور جو بھی رائے بنے وہ مجھے بھجوائیں تاکہ پھر دنیا کے مختلف وکلاء کی جو رائے آئیں، اُن کا آپس میں ایکسچینج (Exchange) بھی ہو اور پھر جو رائے قائم ہو اس کے مطابق اگر کوئی عملی کارروائی کرنی ہو تو کی جاسکے۔ اللہ تعالیٰ ان سب احمدی وکلاء کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ یہ کام جلد کرسکیں۔ اسی طرح احمدی سیاستدانوں کو جو مختلف ممالک میں ہیں یا سیاستدانوں کے جو قریب ہیں، اُن کو بھی اس معاملے کو احسن رنگ میں کسی فورم پر رکھنا چاہئے کہ آزادیٔ رائے کی کوئی حدود مقرر ہونی چاہئیں ورنہ دنیا پہلے سے بھی زیادہ فساد میں مبتلا ہو جائے گی۔

اسی طرح مَیں اس حوالے سے ایک دعا کی تحریک بھی کرنا چاہتا ہوں اور کرتا بھی رہتا ہوں کہ مسلم اُمّہ کے لئے آجکل بہت دعا کریں۔ مسلمان سربراہوں کو اللہ تعالیٰ عقل دے کہ وہ اپنے شہریوں کے خون سے نہ کھیلیں۔ شہریوں کو عقل دے کہ غلط لیڈروں کا آلۂ کار بن کر ایک دوسرے کی گردنیں نہ ماریں۔ مسلمان حکومتوں کو عقل دے کہ وہ غیروں کا آلہ کار بن کر ایک دوسرے پر حملے نہ کریں۔ آجکل پھر حملے ہو رہے ہیں ترکی اور شام کی آپس میں ٹھنی ہوئی ہے۔ مسلمان کو مسلمان سے لڑانا اور خود ہر قسم کا فائدہ اُٹھانا، جو طاقتیں مسلمانوں کے خلاف ہیں اُن کا یہی کام ہے اور وہ اس پر آجکل عمل کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ یہ ایجنڈا انہوں نے سب سے پہلے رکھا ہوا ہے۔ اس چیز کو مسلمان نہیں سمجھ رہے۔ اللہ تعالیٰ مسلم اُمّہ کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ان لوگوں کو عقل دے کہ یہ اس حقیقت کو سمجھیں اور اپنی ذمہ واریوں کو نبھانے والے ہوں۔

جمعہ کی نماز کے بعد مَیں کچھ جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ ان میں سے پہلا جنازہ تو مکرم خواجہ ظہور احمد صاحب ابن خواجہ منظور احمد صاحب سرگودھا کا ہے۔ یہ کوٹ مومن کے رہنے والے تھے۔ ان کے پڑدادا حاجی امیر دین صاحب کے زمانے میں ان کے خاندان میں احمدیت آئی۔ انہیں کل رات شہید کر دیا گیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

شہید مرحوم کا خاندان تجارت سے منسلک رہا۔ پہلے کافی لمبا عرصہ کوٹ مومن میں بھی رہے تھے، پھر یہ سرگودھا منتقل ہو گئے اور تاجر لوگ تھے۔ کل رات کو جیسا کہ مَیں نے کہا، ان کو شہید کیا گیا ہے۔ سوا نو بجے کے قریب یہ اپنے گھر سے سائیکل پر باہر کسی کام سے نکلے تو وہاں باہر گلی میں پہلے ہی موجود دو نامعلوم افراد موٹرسائیکل پر سوار کھڑے تھے۔ انہوں نے پستول سے ان پر فائر کیا جو آپ کے دائیں کان کے نیچے گردن پر لگا اور حملہ آور فرار ہو گئے۔ کسی راہ گیر نے دیکھا تو ریسکیو والوں کو فون کیا۔ اس پر آپ کو ہسپتال لے جایا جا رہا تھا کہ راستے میں وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم کو مذہبی مخالفت کا لمبے عرصے سے سامنا تھا۔ اپریل میں اس سال اردگرد کے مخالف دوکانداروں نے ان کے مالک دوکان سے، جس سے کرائے پر دوکان لی ہوئی تھی، کہا کہ اس کی دوکان خالی کرواؤ، لیکن مالک نے انکار کر دیا۔ پھر مختلف طریقوں سے ان کو تنگ کیا جاتا رہا۔ ان کی دوکان کے تالے میں کبھی ایلفی ڈال دیتے تھے یا سیل کر دیتے، جلوس نکالتے تو توڑ پھوڑ ہوتی تھی۔ بہرحال جو کوششیں تنگ کرنے کی ہوتی تھیں، کرتے رہے لیکن یہ بھی استقامت سے ڈٹے رہے اور اپنے کاروبار کو جاری رکھا۔ سادگی ان میں بے تحاشا تھی۔ مالی کشائش کے باوجود چھوٹے موٹے کام کرنے ہوں تو سائیکل کا استعمال کیا کرتے تھے۔ کسی بھی جماعتی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے اور بڑے نیک نفس انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرمہ صاحبزادی امۃ السمیع صاحبہ کا ہے جو حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کی بیٹی اور مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کی بیگم تھیں۔ یہ 3/اکتوبر کو صبح دس بجے ربوہ میں وفات پاگئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ 1937ء میں پیدا ہوئیں اور ابتدائی تعلیم قادیان سے حاصل کی۔ پھر پاکستان آ کے میٹرک کیا۔ (یہیں آ کے میٹرک کیا ہے۔ پارٹیشن سے پہلے تو نہیں کیا ہوگا)۔ 1952ء میں آپ کا نکاح حضرت مصلح موعود نے اپنے بیٹے مکرم مرزا رفیع احمد صاحب کے ساتھ پڑھایا اور دسمبر 1953ء میں ان کا رخصتانہ عمل میں آیا۔ رخصتانے کے بارے میں (آجکل تو بڑا شور شرابا ہوتا ہے اور رسم و رواج بھی بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں) انہوں نے اپنے بیٹے کو بتایا کہ میری شادی عجیب حالت میں ہوئی ہے کہ جلسہ سالانہ کے دن تھے۔ 28/دسمبر کو جلسہ کے آخری دن شادی ہوئی۔ جلسہ کے دنوں میں ادھر ہی ڈیوٹی لگی ہوئی تھی۔ کوئی پروگرام شادی کا نہیں تھا۔ ڈیوٹی دے کر آئیں تو ان کی امّاں نے کہا کہ صبح تمہاری شادی ہے۔ کہتی ہیں اُس وقت میرے ہاتھ کالے تھے کیونکہ جلسہ کی ڈیوٹی کی وجہ سے دیگیں دھو کر آ رہی تھیں۔ تو لڑکیوں نے مِل کے میرے ہاتھ دھوئے، سیاہی دور کی اور اگلے روز بغیر کسی مہندی وغیرہ کے شادی ہوگئی۔ 1991ء میں لندن میں آپ کا بائی پاس آپریشن ہوا تھا۔ بڑی صابر تھیں جس ڈاکٹر نے آپریشن کیا تھا اُس نے بھی آپ کے صبر کو دیکھ کر کہا کہ مَیں نے اس وقت اپنا Best Patient دیکھا ہے۔ اس کا تمہیں ایوارڈ دیتا ہوں کہ اتنا صبر مَیں نے کسی Patient میں نہیں دیکھا۔ اس سے پہلے ان کو کینسر بھی ہوا تھا۔ ہر بیماری کو بڑے صبر اور ہمت اور حوصلے سے انہوں نے برداشت کیا۔ جلسہ سالانہ میں مہمانوں کی خاص طور پر بہت خدمت کیا کرتی تھیں۔ مہمانوں سے ان کا گھر بھرا رہتا تھا۔ باوجود مہمانوں کے جلسہ کی ڈیوٹیاں باقاعدہ دیتی رہیں۔ پھر ان کا ملازموں سے بڑا احسنِ سلوک تھا، کبھی کسی کو نہیں ڈانٹا۔ ان کے بچے کہتے ہیں کہ صدقہ و خیرات میں بھی ہمیں پتہ نہیں لگتا تھا، بڑی خاموشی سے دیا کرتی تھیں۔ چھوٹے سائز کا قرآن شریف تھا روزانہ جب موقع ملتا تھا اُس کو پڑھتی رہتی تھیں۔ بچے کہتے ہیں کہ وہ قرآن شریف ہم نے ان کے ہاتھ میں چالیس سال سے دیکھا ہے۔ خلافت کے ساتھ بھی بڑا وفا کا اور اخلاص کا تعلق تھا اور بچوں کو نصیحت کی کہ اسی میں خیر و برکت ہے، اس کو جاری رکھنا۔ اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تیسرا جنازہ مکرم چوہدری خالد احمد صاحب کا ہے جو چوہدری محمد شریف صاحب ساہیوال کے بیٹے تھے۔ 20/ستمبر 2012ء کو جرمنی میں ایک حادثے کے نتیجے میں چند دن قومہ میں رہے اور یکم اکتوبر کو اناسی سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 13/اکتوبر 1933ء کو تلونڈی عنایت خان تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں یہ پیدا ہوئے۔ آپ کے والد چوہدری محمد شریف صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ کے والد تقریباً چالیس سال جماعت احمدیہ ساہیوال اور ضلع ساہیوال کے امیر جماعت بھی رہے۔ ان کے دادا حضرت نواب محمد دین صاحب تھے جنہوں نے ربوہ کی زمین کے حصول کے لئے کافی خدمات سرانجام دیں۔ آپ چوہدری شاہ نواز صاحب اور مجیدہ شاہ نواز صاحبہ کے داماد تھے جن کو یہاں یوکے میں بھی بہت لوگ جانتے ہیں۔ آجکل حلقہ ڈیفنس کراچی کے نائب صدر تھے، دس سال سے نائب صدر تھے۔ مرکزی قضاء بورڈ ربوہ کے بھی ممبر رہے ہیں۔ اسی طرح فضل عمر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر بھی تھے۔ قضاء بورڈ میں بھی رہے۔ مَیں بھی قضاء میں کچھ عرصہ قاضی رہا ہوں تو اُس وقت یہ میرے ساتھ بھی کام کرتے رہے ہیں۔ اللہ کے فضل سے بڑے صائب الرائے تھے۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ خلافت کے ساتھ بڑا اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ ہمیشہ جلسہ پر یہاں آتے تھے۔ باوجود متمول ہونے کے سادہ مزاج اور ملنسار اور غریب پرور انسان تھے بلکہ ان کے بارے میں کسی نے مجھے ذاتی طور پر بتایا کہ بڑا عرصہ ہو گیا کہ ان کا اپنا ایک بنگالی ملازم تھا۔ اُس کو انہوں نے کہیں ذرا تھوڑا سا سخت کہہ دیا یا اونچی آواز میں بولے تو شام کو جب گھر آئے تو ان کی بیوی نے کہا کہ ہمارا بنگالی نوکر بڑا افسردہ تھا کہ صاحب نے مجھے ڈانٹا ہے۔ تو بیوی کو کہنے لگے کہ اوہو مَیں نے تو ایسی بات نہیں کی تھی لیکن پھر بھی میں ابھی اُس سے معافی مانگ لیتا ہوں۔ اتنی سادگی تھی ان میں۔ سندھ میں زمینوں پر غیر قوموں کا، ہندوؤں کا یہ بڑا خیال رکھتے تھے۔ ان کی وفات کا سن کے سب نے کہا ہے کہ ہم تدفین کے لئے ربوہ بھی جائیں گے۔ وہاں زمیندارہ میں لیبر عورتیں کام کرتی ہیں۔ دیہاتوں میں مرچوں کی یا کپاس وغیرہ کی چنائی ہوتی ہے، تو ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ اُن کی مزدوری جو ہے وہ ان کے خاوندوں کو، مَردوں کو نہ دیا کرو۔ کیونکہ وہ عورتوں کو نہیں دیتے، بلکہ عورتوں کے ہاتھ میں مزدوری دیا کرو۔ مینیجر نے مجھے لکھا کہ ان کو ہماری بڑی فکر تھی۔ سندھ کے حالات بھی ایسے تھے۔ اگر ہم کسی کام کے لئے گئے ہیں تو جب تک گھر نہ پہنچ جائیں، بار بار فکر سے فون کر کے پوچھتے رہتے تھے۔ ان کو اپنے عملہ کا بڑا خیال تھا۔ نہایت عاجز اور نفیس انسان تھے۔ بیواؤں اور یتیموں کا وظیفہ مقرر کیا ہوا تھا۔ لیکن عزت نفس کا خیال بھی رکھتے تھے بڑی خاموشی سے امداد کیا کرتے تھے۔ اپنوں، غیروں ہر ایک کے ساتھ نیک سلوک تھا۔ ان کی اہلیہ اور دو بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے لواحقین کو بھی، بچوں کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا نماز کے بعد انشاء اللہ یہ سارے جنازے ادا کئے جائیں گے۔

......☆......☆......☆......☆......☆......

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

کے ساتھ بالکل آزاد ہیں۔

پس ہر احمدی بچی کا ایک تقدس ہے، اُس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ یہ اپنے تقدس کا خیال اور حیا کا اظہار ہی ہے جو آپ کو نیکیوں کی تلقین کرنے والا اور برائیوں سے روکنے والا بنائے گا۔ آپ کے اپنے نمونے آپ کو دوسروں کے لئے، اپنی سہیلیوں کے لئے توجہ کا باعث بنائیں گے۔ جس سے آپ کے لئے تبلیغ کے راستے کھلیں گے۔

تبلیغ کی بات ہوئی ہے تو یہاں یہ بھی بتا دوں کہ عورتوں اور لڑکیوں کو اپنی صنف والوں کو ہی تبلیغ کرنی چاہئے۔ لڑکیاں لڑکیوں کو تبلیغ کریں اور لڑکے لڑکوں کو کریں۔ اس تبلیغ کے لئے آپ مزید راستے تلاش کریں۔ آپ یہاں آزاد ہیں۔ خدام الاحمدیہ کی رپورٹ آتی ہے کہ اتنے لاکھ لیف لیٹس (Leaflets) تقسیم ہوگئے، لجنہ کی طرف سے کبھی اتنی تفصیلی رپورٹ نہیں آتی کہ اتنے لاکھ لیفلٹ (Leaflet) لجنہ نے تقسیم کئے۔ حالانکہ عورتیں عورتوں میں تبلیغ کر سکتی ہیں۔ یہاں اپنی آزادی کا استعمال کریں اور بعض کرتی بھی ہیں۔ لیکن جس وسعت سے عورتوں کے ذریعے عورتوں میں تبلیغ ہونی چاہئے، وہ نہیں ہوتی۔ پس اپنی ترجیحات کو یہاں بدلنا ہوگا۔ فیشن کے پیچھے چلنے کے بجائے دین کی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہوں تو آپ کو دنیاوی باتوں کے سوچنے کی فرصت ہی نہیں ملے گی۔ اور یہ عمل خدا تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ بھی بن جائے گا۔ اور دنیا کی رہنمائی کا ذریعہ بھی آپ بن جائیں گی۔ آج دنیا کو آپ کی تلاش ہے۔ دنیا بھٹک رہی ہے۔ جہاں مَردوں کو تبلیغ کے میدان میں پہلے سے بڑھ کر کودنے کی ضرورت ہے وہاں عورتوں کو بھی اپنی صلاحیتوں کو اس میدان میں استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔ مردوں سے یہ مطالبہ کرنے کی بجائے کہ ہمیں فلاں چیز لے کر دو یا فلاں دنیاوی خواہش پوری کرو، یہ مطالبہ کیا کریں کہ آج ہم تبلیغ کے لئے اور دنیا کو راستہ دکھانے کے لئے فلاں جگہ جاتے ہیں جہاں لٹریچر تقسیم کریں گے۔ یا میری فلاں سہیلی ہے جسے دین سے دلچسپی ہے اُس نے مجھے بلایا ہے کہ میری اور سہیلیاں بھی یہاں جمع ہیں، آ کے تبلیغ کرو اس لئے مجھے وہاں لے جاؤ۔ عورتوں کی تبلیغ میں دلچسپی سے مردوں میں بھی مزید دلچسپی پیدا ہوگی اور یہاں جبکہ اس قوم کی اسلام کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے تو آپ ہی ہیں جو حقیقی اسلام کی تعلیم بتا کر ان کے لئے فائدہ کا موجب بن سکتی ہیں، رہنمائی کا موجب بن سکتی ہیں۔

جیسا کہ میں نے کہا تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو لا کر یہاں مغربی ممالک میں آپ کو مالی طور پر بھی بہت زیادہ بہتر اور مستحکم کر دیا ہے۔ جب شروع میں پاکستان سے آنے والے یہاں آتے ہیں تو چند دن یاد رکھتے ہیں کہ ہم کیوں آئے۔ اس لئے آئے کہ بعض کو جان کا خطرہ تھا۔ اس لئے کہ بعض کے کاروبار احمدی ہونے کی وجہ سے متاثر ہوئے یا ہو رہے تھے۔ اس لئے کہ بچوں کی تعلیم متاثر ہو رہی تھی۔ اس لئے کہ ذہنی سکون نہیں تھا۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ مذہبی آزادی نہ ہونے کی وجہ سے بے چینی اور بے سکونی تھی۔ بعض کے عزیز رشتہ دار شہید ہوئے اس لئے ملک چھوڑ دیا۔ بعض صرف اس لئے آئے اور اکثریت ایسی ہے جنہوں نے عمومی ملکی حالات کی وجہ سے جو احمدیوں کے لئے وہاں پیدا کئے گئے ہیں یہاں کی حکومتوں کا رویہ دیکھ کر ہجرت کر لی کہ امن سے بھی رہیں گے اور مالی کشائش بھی پیدا ہو جائے گی۔ ہر احمدی جو یہاں آیا ہے، اُن میں سے 99.9 فیصد احمدیت کی وجہ سے یہاں آئے ہیں اور یہاں رہنے کا فیض بھی احمدیت کی وجہ سے ہی پا رہے ہیں ان کی اپنی کوئی ذاتی خوبیاں نہیں ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا تقاضا ہے کہ احمدیت کے ساتھ مضبوط تعلق پیدا کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو یہاں پہنچائیں۔ ہر گھر تک پہنچائیں، ہر شخص تک پہنچائیں۔ یہ عورتوں کا بھی فرض ہے اور مردوں کا بھی فرض ہے۔ یہاں آ کر آباد ہونے کی وجہ سے اور اچھے کام ملنے کی وجہ سے، اچھے حالات ہونے کی وجہ سے مالی کشائش ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کو بھول نہ جائیں۔ اپنے مقصد کو بھی بھول نہ جائیں۔ جماعت سے تعلق کو بھول نہ جائیں۔ اُن لوگوں کی قربانیوں کو بھول نہ جائیں جنہوں نے اپنی جانوں کی قربانی دے کر احمدیت کی آبیاری کی ہے۔ اپنی جان کے نذرانے دے کر خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اپنے خون بہا کر نہ صرف اپنی اولادوں کے لئے بہتر حالات کے سامان پیدا کئے ہیں بلکہ اُن احمدیوں کے لئے بھی بہتر حالات کے سامان پیدا کئے ہیں جن سے خونی رشتہ نہیں تھا، جن سے صرف احمدیت کا رشتہ تھا۔ پس آپ کا یہاں آنا آپ کی کسی خوبی کی وجہ سے نہیں تھا جیسا کہ میں نے کہا، بلکہ یہ اُن قربانیوں کا نتیجہ اور اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ اس احسان کو خود بھی یاد رکھیں اور اپنے بچوں کے ذہنوں میں بھی تازہ رکھیں۔ سن 74ء سے پہلے کسی کو خیال ہی نہیں تھا کہ اتنی بڑی تعداد میں احمدی ملک سے باہر نکلیں گے اور ان مغربی ممالک میں جائیں گے۔ ان قربانی کرنے والوں کی وجہ سے ہی آپ باہر نکلے ہیں۔ ان قربانی کرنے والوں میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی تھیں جنہوں نے اپنی جان کے نذرانے بھی پیش کئے۔ جن کے معاملات جب یہاں حکومتوں کو پیش کئے گئے تو یہاں حکومتوں کی طرف سے آپ کی رہائش کا بندوبست کیا گیا۔ پس ان قربانی کرنے والوں کو بھی یاد رکھیں۔ ان قربانی کرنے والوں میں سے اس وقت میں آپ کے سامنے بعض خواتین کا ذکر کر دیتا ہوں۔ آج تک یہ قربانیاں ہو رہی ہیں جو یہاں آپ کے آنے کا ذریعہ بن رہی ہیں اور آپ کے یہاں رہنے کا ذریعہ بن رہی ہیں۔

1978ء میں سانگلہ ہل میں شیخو پورہ میں ایک خاتون تھیں رشیدہ بیگم صاحبہ، قاری عاشق حسین صاحب کی اہلیہ۔ انہوں نے 1976ء میں بیعت کی تھی اور نہایت اخلاص سے اپنے عہدِ بیعت کو نبھایا اور ہر دُکھ اور قربانی کو بڑی خوشی سے قبول کیا۔ 1978ء کا واقعہ ہے کہ ان خاوند قاری صاحب نماز تراویح پڑھا کر آئے تو ان کا جو سٹنگ روم (Sitting Room) تھا اس میں دو مہمان بیٹھے تھے۔ پرانے دوست تھے۔ جب ان سے فارغ ہو کر اندر گئے ہیں تو بیوی سے پوچھا ہے کیا بات ہے؟ تم ابھی تک سوئی نہیں کافی دیر ہوگئی ہے؟ کہنے لگی حافظ صاحب! مجھے نیند نہیں آ رہی۔ حافظ صاحب نے پوچھا کیا وجہ ہے۔ کہنے لگیں کل رات خدا نے مجھے بتایا ہے کہ جس لڑکے کو تو نے خود پالا ہے وہ تیرا قاتل ہے۔ یہ لڑکا قاری صاحب کا بھتیجا تھا۔ عبداللہ نام تھا اُس کا اور تقریباً نو ماہ کی عمر سے بیس سال کی عمر تک مرحومہ نے اُسے پالا۔ اور اس کے بارے میں خوابیں بھی دیکھی تھیں اور یہ خواب بھی دیکھی۔ دیکھیں کیسی صفائی سے پوری ہوئی۔ یہ یقین تھا کہ کوئی نہ کوئی، کچھ نہ کچھ حرکت یہ شخص کرے گا اور پھر وہی کچھ ہوا کہ جب انہوں نے احمدیت قبول کر لی تو اُس کے بعد غیروں نے پھر اس لڑکے کو ورغلانا شروع کیا اور اپنی محسنہ ماں کا مخالف بنا دیا۔ پھر انہوں نے کہا بھی قاری صاحب کو کہ میرا خیال ہے ہمارا یہاں رہنا مناسب نہیں، یہاں سے ہم ربوہ چلے جاتے ہیں کیونکہ لڑکا ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔ حافظ صاحب نے کہا نہیں کوئی بات نہیں، صدقہ وغیرہ دے دو۔ آپ کا بیٹا ہے وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ لیکن خدا کی بات بہر حال پوری ہونی تھی، ہوئی۔ اور ایک دن صبح کے وقت قاری صاحب اپنے کسی دوست کے ساتھ فیصل آباد چلے گئے۔ لڑکا جو ایک سال پہلے قاری صاحب کو چھوڑ کر چلا گیا تھا اُن کے جانے کے بعد وہ گھر میں داخل ہوا اور یہ بچیوں کو قرآنِ کریم پڑھا رہی تھیں، اُن بچیوں پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ یہ آگے ہوئیں۔ ان پر حملہ کیا اور پھر چاقوؤں کے کئی وار ان کی چھاتی پر کئے۔ وہ اُسے روکتی رہیں کہ تم کیا کر رہے ہو۔ لیکن بہر حال وہیں اس نے یہ کہہ کر کہ تم کافر ہوگئی ہو، اس لئے ان کو شہید کر دیا۔

پھر ایک شہید خاتون رخسانہ طارق صاحبہ ہیں۔ ان کے والد کا نام مرزا خان صاحب تھا۔ سرگودھا کے رہائشی تھے اور اُنہیں بھی 9/جون 1986ء کو عید کے روز مرحومہ کے جیٹھ بشارت احمد نے شہید کر دیا۔ رخسانہ صاحبہ نے عید پر جانے کا ارادہ ظاہر کیا اور طارق کے بڑے بھائی ان کے جیٹھ بشارت نے مخالفت کی اور ڈانٹ کر منع کر دیا کہ وہاں احمدیوں کی مسجد میں عید پڑھنے نہیں جانا۔ مگر یہ وہی پرانے کپڑے پہن کر عید پر چلی گئیں۔ حالانکہ شادی کے بعد یہ ان کی پہلی عید تھی۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے اگر تیار ہو کر جانے نہیں دیتے تو میں اسی طرح چلی جاتی ہوں، مجھے کوئی نئے کپڑوں کی ضرورت نہیں ہے۔ اور عید کی نماز میں بہت روئیں۔ گھر واپس آتے ہوئے بہت خوش تھیں اور پھر سب کے لئے ناشتہ بھی تیار کیا۔ ان کے خاوند کہتے ہیں کہ میں حیران تھا کہ اتنی خوش کیوں ہے؟ سب سے خوشی سے ملیں۔ معلوم ہوتا تھا کہ آخری لمحات ہیں۔ ان کو اپنی شہادت کی اطلاع بھی شاید مل چکی تھی۔ اتنے میں ان کا بڑا بھائی بشارت احمد آیا اور رخسانہ سے کہا کہ تمہیں میں نے منع کیا تھا کہ تم نے احمدیوں کی مسجد میں نماز پڑھنے نہیں جانا، تم کیوں گئی ہو۔ رخسانہ نے کہا کہ تم جتنا چاہو منع کر لو، میں باز نہیں آؤں گی۔ میں جاؤں گی وہیں جاؤں گی کیونکہ میں نے احمدیت قبول کر لی ہے۔ یہ میرا مذہبی معاملہ ہے۔ اس پر بشارت نے مرحومہ پر پستول کے تین فائر کئے جو مقتولہ کی چھاتی اور ٹانگ پر لگے اور تھوڑی دیر میں انہوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ ان کے خاوند کہتے ہیں، والد بیان کرتے ہیں کہ ایک عجیب بات ہے جو میں نے رخسانہ میں دیکھی، وہ شادی کے چند دن بعد ہی اپنے جہیز بانٹنے سے تعلق رکھتی ہے۔ مجھ سے اجازت لے کر سارا سامان جو جہیز کا تھا، غریب لڑکیوں میں تقسیم کر دیا۔

اسی طرح ایک عزیزہ بچی نبیلہ مشتاق کو اور اس کے گھر والوں کو بھی شہید کیا۔ یہ بچی دس سال کی تھی، اس کو بھی ظالموں نے شہید کر دیا۔

اسی طرح ایک مبارکہ بیگم صاحبہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ کی تھیں۔ دعوتِ الی اللہ کا بڑے جوش اور جذبے سے کام کرتی تھیں۔ اب وہاں دعوتِ الی اللہ کرنا تو بہت بڑا جرم ہے۔ یہی میں نے کہا کہ آپ لوگ یہاں آزاد ہیں۔ آزادی سے یہ کام تو کر سکتی ہیں۔ ڈوگراں والی گاؤں کے دو افراد عابد حسین اور اُن کی بہن کو احمدی کیا۔ دونوں نومبائع جو تھے اُن کے گاؤں میں اُن کی بہت زیادہ مخالفت ہوئی، اُن کو حوصلہ دیتی رہتی تھیں۔ آخری بار یکم مئی 1999ء کو ڈوگراں والی گئیں تا کہ نومبائع کے والد صاحب کو ربوہ کی زیارت پر لے جانے کا پروگرام بنا سکیں۔ وہ سیالکوٹ گئے ہوئے تھے۔ اُن کی واپسی کا انتظار کرتی رہیں۔ کوئی سواری نہ ملنے کی وجہ سے آپ کو ڈوگراں والی میں ہی رات بسر کرنی پڑی۔ نومبائع کا ایک سوتیلا بھائی رفاقت حسین جو مجرمانہ ذہنیت کا مالک تھا اور منشیات اور چوری وغیرہ کے مقدمات میں ملوث تھا۔ گھر میں احمدیت پھیلانے کا ذمہ دار محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ کو سمجھتا تھا۔ (خود ہر قسم کی بدمعاشی کر رہا تھا، قاتل بھی، چور بھی، ڈاکو بھی، نشہ آور بھی، لیکن یہ برداشت نہیں تھا کہ گھر میں احمدیت پھیلے، دین اور خدا کا نام پھیلے) چنانچہ اُس نے 2/مئی 1999ء کو آپ پر چھریوں کے وار کر کے شدید زخمی کر دیا۔ ہسپتال بھی لے جایا گیا وہاں جا کے آپ شہید ہوگئیں، وفات ہوگئی۔

اسی طرح شوکت خانم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالرحیم مجاہد صاحب۔ نامعلوم افراد نے جسمانی تشدد کے بعد دونوں کو، ان کے میاں کو بھی اور ان کو بھی گلے میں پھندا ڈال کر شہید کر دیا۔ دونوں بہت بوڑھے تھے۔

ڈاکٹر نورین شہید صاحبہ اور ڈاکٹر شیراز صاحب ملتان کے تھے۔ 2009ء میں ان کو بھی احمدیت کی وجہ سے شہید کر دیا۔ دونوں کی آنکھوں پر پٹی باندھی ہوئی تھی اور ہاتھ پیر باندھے ہوئے تھے۔ یہ قاتل ان کے گھر میں آئے اور ان کو شہید کر دیا۔

پھر اسی طرح مریم خاتون صاحبہ، جن کا پہلے بھی میں نے 2011ء میں، دسمبر میں ذکر کیا تھا، جنازہ پڑھایا تھا۔ ان کو بھی احمدیت کی وجہ سے شہید کر دیا گیا جبکہ یہ لوگ مسجد اور اپنی جائیداد کی حفاظت کے لئے مقابلہ کر رہے تھے۔

پس آپ لوگوں کا یہاں آنا ان قربانیاں کرنے والوں کا مرہونِ منّت ہے۔ آپ کی کوئی خوبی نہیں تھی جس کی وجہ سے جرمنی کی حکومت مجبور تھی کہ آپ کو اپنے ملک میں رہنے کی اجازت دے۔ اور نہ صرف اجازت دے بلکہ بہت سوں کو انہوں نے شہریت بھی دے دی۔ یہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی تقدیر تھی کہ بڑے پیمانے پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے والے دنیا میں پھیل جائیں اور اشاعتِ ہدایت کے کام میں تیزی اور سہولت پیدا ہو۔ لیکن اس کے لئے خدا تعالیٰ کی تقدیر نے کچھ لوگوں کو قربانیوں کے لئے بھی چنا تھا۔ انہوں نے اس لئے قربانیاں دیں کہ ہم میں سے ایک حصہ دنیا میں پھیل جائے۔ اس کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں تھا۔ انہوں نے اس لئے قربانیاں نہیں دی تھیں کہ ہمارا جو ایک حصہ ہے وہ دنیا میں پھیل کر دنیا داری کے پیچھے پڑ جائے۔ دین کو بھول جائے۔ اپنی پیدائش کے مقصد کو بھول جائے۔ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے رستے پر چلنے سے گریز کرنے لگ جائے۔ یا دنیا کو فوقیت دینے والے بن جائیں۔ دنیا کو مقدم کرنے والے بن جائیں۔

پس غور کریں اور اپنے جائزے لیں۔ ہمارے مقاصد بہت اونچے ہیں۔ ہمیں خدا تعالیٰ نے بہت اعلیٰ مقاصد کے لئے پیدا کیا ہے۔ دنیا کے پیچھے چلنے کے لئے پیدا نہیں کیا ہے بلکہ دنیا کو اپنے پیچھے چلانے کے لئے پیدا کیا ہے۔ خیرِ اُمّت بنایا ہے۔ اب دنیا کی رہنمائی آپ نے کرنی ہے۔ ترقی کے راستوں کا تعین اب آپ نے کرنا

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

ہے۔ نیک اعمال آپ نے بتانے ہیں۔ انسانی ترقی کے زینوں کی طرف آپ نے لے کر جانا ہے، نہ کہ یہاں کے ٹی وی پروگراموں نے یا دوسری قسم کی رنگینیوں نے۔ پس اس طرف توجہ کی ضرورت ہے۔

مَیں یہ نہیں کہتا کہ آج ایسے اعمالِ صالحہ بجالانے والوں کے نمونے ہمارے سامنے نہیں ہیں جو اپنے ملکوں میں رہتے ہوئے بھی یہ نمونے دکھا رہے ہیں جو ان مغربی ممالک میں رہتے ہوئے بھی یہ نمونے دکھا رہی ہیں۔ آج بھی اس دنیا کی چمک دمک کو دھتکار کر اپنے سونے کے زیورات دینے والی عورتیں آپ میں موجود ہیں۔ آج بھی اپنی ہزاروں لاکھوں یورو کی بچت کو جماعت پر قربان کرنے والی عورتیں آپ میں موجود ہیں۔ نیک اعمال کرنے والی اور عبادات بجالانے والی عورتیں آپ میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والی عورتیں آپ میں موجود ہیں۔ اُس کی خشیت اور اس سے محبت رکھنے والی آپ میں موجود ہیں۔ لیکن یہ نمونے قائم کرنے والوں کی تعداد اس حد تک بڑھا دیں کہ نیک عمل نہ کرنے والی اور دنیا سے رغبت رکھنے والی اتنی تھوڑی رہ جائیں کہ ہمیں نظر ہی نہ آئیں۔ ایک ہی مقصد ہو ہر عورت کا اور ہر بچی کا اور ہر لڑکی کا اور ہر جوان کا اور بوڑھے کا کہ ہم نے جماعت کی خاطر ہر قسم کی قربانی دیتے چلے جانا ہے۔ اور اشاعتِ اسلام کرنے کے لئے ہر قسم کی قربانی دیتے چلے جانا ہے۔ تبلیغ کے میدان میں آگے سے آگے بڑھتے چلے جانا ہے۔

اسلام کے پہلے زمانے میں اسلام کی شان بلند کرنے کے لئے عورتیں تلوار کے جہاد میں شامل ہوتی رہی ہیں۔ آج اسلام کی نشأۃ ثانیہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے ہو رہی ہے، اس میں آپ نے بھی جہاد میں شامل ہونا ہے اور وہ جہاد یہ ہے۔ اپنے نفس کی اصلاح کے جہاد میں شامل ہو کر یہ جہاد کرنا ہے۔ اور پھر دنیا کو حقیقی ترقی کے راستے دکھانے کے لئے یہ جہاد کرنا ہے جس سے دنیا میں ایک انقلاب رونما ہو جائے۔ آج یہ ملک آپ کو غیر ترقی یافتہ ملکوں کے باشندے سمجھتے ہوئے رحم کھاتا ہے۔ یہاں کے لوگ جو ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ آپ لوگ غیر ترقی یافتہ ملکوں کے آئے ہوئے ہیں، مذہب کی وجہ سے سختیاں جھیلے ہوئے ہیں اور آپ پر رحم کیا جاتا ہے۔ آج آپ کا فرض ہے کہ ان پر رحم کھاتے ہوئے ان کو خدا تعالیٰ سے ملانے والی بن جائیں۔ پس یہ انقلاب ہے جو ہم میں سے ہر ایک نے برپا کرنا ہے اور زمانے کے امام کو ماننے کا حقیقی حق ادا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اب دعا کرلیں۔

جماعت احمدیہ برازیل کے 19ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

رپورٹ:وسیم احمد ظفر۔ مبلغ انچارج برازیل)

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ برازیل کو اپنا مسلسل انیسواں جلسہ سالانہ مورخہ 14 و 15/اپریل 2012ء بروز ہفتہ و اتوار بہت کامیابی کے ساتھ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔

اس جلسہ کی تیاریاں کافی عرصہ پہلے سے شروع ہوگئی تھیں۔ جلسہ میں شرکت کیلئے ایک دعوت نامہ تیار کر کے مختلف طبقہ سے تعلق رکھنے والے مقامی افراد کو بذریعہ ڈاک اور دستی بھجوایا گیا۔ اس کے علاوہ زبانی بذریعہ ٹیلی فون اور بذریعہ ای میل بھی بہت سے افراد کو دعوت دی گئی۔ ان ذرائع کے علاوہ اخبارات سے بھی رابطہ کیا اور تفصیلی انٹرویوز دیئے۔

جلسہ سالانہ کے لئے کافی عرصہ قبل وقارِعمل کے ذریعہ پنڈال اور مہمانوں کے لئے تیاریاں کی گئیں۔ امسال بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب مہمانوں کیلئے کھانے اور ریفریشمنٹ کا انتظام کیا گیا تھا۔

پہلا روز 14/اپریل

جلسہ سالانہ کا افتتاحی اجلاس مورخہ 14 اپریل بروز ہفتہ رات 7 بجے شروع ہوا جس کی صدارت مکرم ندیم احمد طاہر صاحب نائب صدر جماعت برازیل نے کی۔ تلاوت قرآن اور نظم کے بعد مکرم گل بخت رضاء صاحب نے ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام میں سے چند اقتباس پڑھ کر سنائے۔ پھر مکرم ندیم احمد طاہر صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کی روشنی میں جلسہ سالانہ کی غرض و غائیت بیان کی جس کے بعد خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اس جلسہ کے لئے ارسال کردہ خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا۔ جس میں حضور انور نے فرمایا:

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام

پیارے احباب جماعت احمدیہ برازیل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ برازیل اپنا انیسواں جلسہ سالانہ منعقد کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور اس جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب و کامران کرے اور شاملین کو اس کی روحانی برکات سے کماحقّہٗ مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ دنیا میں امن کے قیام کے لئے انسان کے اعلیٰ اخلاق ہی اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اسلام نے اخلاق پر بہت زور دیا ہے اور ہر مومن مسلمان کو اعلیٰ اخلاق پر قائم ہونے کی تعلیم دی ہے۔ مذہب اسلام کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ اخلاقی قدروں کو دنیا میں قائم کیا جائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' میں اس موضوع پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

پیغام کے آخر میں حضور انور نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ سب کو ان باتوں پر عمل کرنے اور اخلاق حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار نے اپنی تقریر میں جلسہ سالانہ کے حوالہ سے افراد جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اسی طرح آنے والے مہمانوں کا استقبال کرنے اور انکا خیال رکھنے سے متعلق بھی بیان کیا نیز بتایا کہ یہ جلسہ دنیاوی جلسوں کی مانند نہیں ہے بلکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر خاص مقصد کے لئے اس کی بنیاد رکھی تھی اور اس میں شامل ہونے والوں کے لئے آپؑ نے بہت درد اور الحاء کے ساتھ دعائیں کی ہیں۔ پس بہت ہی مبارک اور خوش نصیب ہیں جو دور و نزدیک سے اپنے آراموں اور کاموں کا حرج کر کے بھی جلسہ میں شامل ہوتے ہیں۔

دوسرا روز 15/اپریل

ہر سال جماعت احمدیہ برازیل جلسہ سالانہ کے لئے ایک موضوع کا انتخاب کرتی ہے اور دوسرے مذاہب کے نمائندگان کو شرکت کی دعوت دیتی ہے کہ وہ اپنے اپنے مذہب کی تعلیم کی روشنی میں اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ علاوہ ازیں کوشش کی جاتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ مقامی افراد اس جلسہ سالانہ میں شامل ہوں۔ اس طرح یہ جلسہ انتہائی دلچسپ ہو جاتا ہے اور جلسہ مذاہبِ عالم کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔ چنانچہ اس اہم آخری اجلاس کی تیاریاں صبح سے ہی شروع ہوگئیں تھیں۔ امسال کا موضوع ''اخلاقی زندگی'' تھا۔ تین نمائندگان نے شرکت کی۔

جلسہ سالانہ کے اس اختتامی اجلاس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 85 کے قریب افراد نے شرکت کی جس میں احمدیوں کی تعداد 20 کے لگ بھگ تھی۔ شہر کے میئر کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ وہ اپنی مصروفیات کی وجہ سے خود تو نہیں آئے لیکن انہوں نے اپنا ایک نمائندہ بھجوایا جو جلسہ کی ساری کارروائی کے دوران موجود رہے انہوں نے میئر کا پیغام پڑھ کر سنایا اور جماعت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے نیک جذبات کا اظہار کیا۔

اختتامی اجلاس کا باقاعدہ اجلاس خاکسار وسیم احمد ظفر صدر جماعت و مبلغ انچارج جماعت احمدیہ برازیل کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور اس کے پرتگیزی زبان میں ترجمہ کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ترنم سے پڑھا اور ترجمہ پیش کیا گیا۔ اس کے بعد اپنی تقریر میں مکرم اعجاز احمد ظفر صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وہ تعلیم بیان کی جس میں آپ نے جماعت کو اعلیٰ اخلاق سیکھنے کی طرف توجہ دلائی ہے اور بتایا ہے کہ کون میری جماعت میں سے اور کون نہیں ہے۔ پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بہت ہی ایمان افروز پیغام خاکسار نے دوبارہ پڑھ کر سنایا جس کا پرتگیزی میں ترجمہ مکرم ندیم احمد طاہر صاحب نے پیش کیا اور اس کی روشنی میں اسلام کی اخلاقی زندگی پر مزید روشنی ڈالی۔

اس کے بعد اسٹیج سیکرٹری نے سب نمائندگان کو باری باری اسٹیج پر بلایا اور ان کا تعارف کروایا جس کے بعد انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ سب نے جماعت کے ساتھ اپنے تعلق کا بھی اظہار کیا اور اس رواداری کی کوشش کی تعریف کی۔ ان میں کیتھولک فرقہ سے تعلق رکھنے والے شہر کے بہت معروف پادری Frei Volney Berkenbrock۔ اسی طرح ایک مہمان Celso Antonio Ferreira۔ ایک جاپانی کمیونٹی کے نمائندہ José Carlos۔ ان کے علاوہ کافی عرصہ سے مسلسل آ کر ہمارے جلسہ میں شریک ہونے والے معذور افراد کی ایسوسی ایشن کے صدر João Paulo Oliveira شامل تھے۔

پھر پانچ واقفین نو بچوں نے نظم ''ہے دست قبلہ نما لاالہ الااللہ'' کورس کی شکل میں پڑھی جس سے سب شرکاء بہت ہی محظوظ ہوئے اور بچوں کی دل کھول کر حوصلہ افزائی کی۔

آخر میں خاکسار نے اختتامی تقریر میں اللہ تعالیٰ کا اور آنے والے سب مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور اسلام اور احمدیت کا تعارف کروایا اور بتایا کہ اسلام ہرگز دہشت گرد مذہب نہیں ہے نہ اس کا خودکش حملوں وغیرہ سے کوئی تعلق ہے۔ خاکسار نے بتایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا انسانیت پر بیحد فضل ہے کہ اپنے مامور کو اس دنیا میں بھیجا جس کو ماننے کے نتیجہ میں ساری دنیا میں احمدی امن اور محبت کے عملی نمونے پیش کر رہے ہیں جس کا منہ بولتا ثبوت ہمارا یہ جلسہ سالانہ بھی ہے جس میں مختلف مذاہب کے نمائندے آزادی کے ساتھ اظہار خیال کر رہے ہیں۔ پھر اس سال کے موضوع ''اخلاقی زندگی'' کے حوالہ سے بتایا کہ کس طرح قرآن کریم نے اخلاقی زندگی پر زور دیا ہے اور بتایا ہے کہ۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ پس ہمیں انسان کی عزت بحیثیت انسان کرنی چاہئے نہ کہ رنگ، نسل، قوم یا مذہب کی بِنا پر۔ سب انسان برابر ہیں اور خدا کی مخلوق ہیں اگر کوئی بلند درجہ رکھتا ہے تو وہی جو تقویٰ میں بڑھا ہوا ہے۔ خاکسار نے بتایا کہ کسی جگہ کسی کا پیدا ہو جانا کسی فخر کا موجب نہیں نہ ہی کسی کے اختیار میں ہے کہ پیدا ہونے سے پہلے پلان کرے تو پھر صرف اس بناء پر کسی کو تحقیر کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے۔

خاکسار نے بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے حوالوں سے بتایا کہ آپ نے ہر معاملہ میں حتی کہ دشمنوں کے ساتھ بھی حسن اخلاق کا مظاہرہ کیا اور اسی کی تعلیم بھی دی خاص طور پر فتح مکہ کا واقعہ ایسی روشن مثال ہے جس کی نظیر کہیں نہیں مل سکتی اس لئے ایسے شخص پر ظلم کا الزام لگانا سخت ناانصافی ہے۔ اسی طرح اپنی تقریر میں آجکل جو برائیاں بڑھ رہی ہیں وقت کی قید کے ساتھ ان میں سے بعض کا ذکر کیا جیسے جھوٹ، زنا اور والدین کے ساتھ ناروا سلوک۔ خاکسار نے بتایا کہ کس طرح اسلام نے خدا کے بعد سب سے زیادہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی اور ان کے لئے دعائیں سکھلائیں۔

اس کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات میں جیتنے والوں کو انعامات تقسیم کئے گئے۔

آخر میں خاکسار نے اس اعلان کے ساتھ اختتامی دعا کروائی کہ سب اپنے اپنے طریق کے مطابق دعا کر سکتے ہیں چنانچہ شرکاء جلسہ نے اس مذہبی رواداری کو ہمیشہ کی طرح بہت سراہا اور یوں ایک ہی جگہ پر مختلف مذاہب کے لوگوں نے اپنے اپنے طریق پر دعا کی۔ خاص طور پر پہلی بار شامل ہونے والوں کے لئے یہ نظارہ بہت متاثر کن ہوتا ہے۔

دعا کے بعد سب حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ اس دوران بھی لوگوں سے بات چیت اور سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ اس طرح یہ جلسہ توقع سے بڑھ کر کامیاب رہا۔ الحمدللہ یقیناً یہ خلیفہ وقت کی دعاؤں کی برکت ہے۔ گو کہ یہ بارشوں کا موسم تھا تاہم اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ہمارا جلسہ بخیر و خوبی گزرا جس کے معاً بعد بارش ہونا شروع ہوگئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس جلسہ کے مثبت اثرات مرتّب فرمائے۔ اور شاملین جلسہ کو اس کی برکات ہمیشہ عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

......☆☆☆............☆☆☆......

جماعت احمدیہ گھانا کے 80ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا نہایت اہم خصوصی پیغام

مختلف اہم و سرکردہ افراد کی جلسہ میں شمولیت۔ مختلف علمی و تربیتی موضوعات پر علماء سلسلہ کی تقاریر۔ 75 ہزار افراد کی جلسہ میں شرکت

(رپورٹ:فہیم احمد خادم۔ مبلغ سلسلہ۔ گھانا)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ گھانا کا 80واں جلسہ سالانہ 5 تا 7/جنوری 2012ء کو جماعت کے زرعی فارم ''باغ احمد'' میں منعقد ہوا۔ 1460 ایکڑ اراضی پر مشتمل یہ زرعی فارم 'اکرا' (Accra) سے 60 میل دور Winneba کے قریب اکرا روڈ پر واقع ہے۔

جلسہ سے قبل وقار عمل کے ذریعہ اس کی صفائی ستھرائی کا کام شروع ہوا۔ ہر ریجن کے مرد و خواتین نے اس میں حصہ لیا۔ جلسہ گاہ کو خوبصورت گیٹ اور جھنڈیوں سے سجایا گیا۔ اور ایک خوبصورت سٹیج بھی بنایا گیا۔ امسال جلسہ کا تھیم (Theme) ''آزادانہ، منصفانہ اور شفاف انتخابات میں مذہب کا کردار'' تھا۔ یہ اس لئے کہ امسال گھانا میں پارلیمنٹ کے نئے انتخابات ہو رہے ہیں۔

جلسہ کا آغاز

جلسہ کے پہلے روز کا آغاز نماز تہجد باجماعت سے ہوا جس کے بعد مکرم مولوی راغب ضیاء الحق صاحب مبلغ سلسلہ اکرا ریجن نے ''ہمارے جلسے۔ تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں'' کے موضوع پر درس دیا۔

نماز فجر کے بعد مکرم مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مشنری انچارج گھانا نے احباب سے مختصر خطاب کیا۔ اور احباب کو یہ دن دعاؤں میں گزارنے اور جلسہ کی تقاریر کو غور سے سننے کی تلقین کی اور کارکنان جلسہ سے بھرپور تعاون کی ہدایت کی۔

صبح کے سیشن کا آغاز ساڑھے دس بجے مکرم Issifu Ali صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ اس سیشن میں چیف گیسٹ گھانا کے نائب صدر His Excellency John Dramari Mahama تھے۔

پرچم کشائی کی تقریب کے بعد مکرم حافظ احمد جبریل سعید صاحب نائب امیر ثالث نے تلاوت قرآن مجید کی۔ مکرم عبداللہ ایوب صاحب سینئر سرکٹ مشنری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قصیدہ ''یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ'' کے چند اشعار بڑی خوبصورتی سے پڑھے۔ اس کے بعد مکرم مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مشنری انچارج گھانا نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا جو حضور اقدس نے خاص طور پر اس جلسہ کے موقع پر جماعت گھانا کو بھجوایا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے پیغام میں تحریر فرمایا:

''مجھے اس امر سے خوشی ہے کہ آپ اپنا جلسہ سالانہ 5 تا 7 جنوری کو منعقد کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا جلسہ بے حد کامیاب کرے اور اللہ کرے کہ آپ اس بابرکت جلسہ کی بے پناہ روحانی نعماء سے مالا مال ہوں۔

مجھے گھانا کے احمدیوں سے خاص محبت ہے کیونکہ مَیں قریباً آٹھ سال کا عرصہ آپ میں رہا ہوں۔ اس دوران مَیں مقامی لوگوں کے مزاج سے بخوبی آشنا ہو گیا تھا۔

مجھے پتہ چلا کہ افریقن لوگوں کے کردار کا حصہ ہے کہ وہ بخوشی اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کی نصرت اور مدد کیلئے قربانیاں کرتے ہیں۔ مَیں نے دیکھا کہ قربانی کی یہ روح جماعت احمدیہ کے افراد میں کہیں بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گھانا جماعت کے افراد اس خدمت کے جذبہ کو برقرار رکھیں گے بلکہ نہ صرف اپنے ملک کے افراد کے لئے بلکہ افریقہ کے لوگوں کی خاطر اور انسانیت کی خدمت کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہیں گے۔ اس لئے مجھے گھانا جماعت سے بہت زیادہ توقعات ہیں کہ آپ نیکی اور تقویٰ میں آگے آئیں، اپنے کردار میں عاجزی اور کسرِ نفسی دکھاتے ہوئے خلوص دل سے جماعت کی خدمت کریں اور بہترین احمدی مسلمان بنیں۔

احمدی مسلمان کے طور پر آپ سے توقع ہے کہ نیکی، ایمانداری، دیانتداری اور سب سے بڑھ کر تقویٰ اور خوف خدا میں اعلیٰ مثالیں قائم کریں۔ آپ کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل پیرا ہوں اور انہیں سرسری طور پر نہ لیں بلکہ آپ خدا کے ہر حکم کا احترام کریں اور یہ احترام اپنے عمل سے ثابت کریں۔ اپنے عمل اور رویّہ سے ایسا ظاہر نہ کہ گویا آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ اعلیٰ معیاروں سے گر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس امر پر زور دیتے ہوئے فرمایا: ''وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنج وقت نماز باجماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں، وہ کسی کو زبان سے ایذاء نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بے جا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر غریب مزاج بندے ہو جائیں''۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 46-47)

حضور انور نے تحریر فرمایا: مَیں آپ کو یاد کرانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو جماعت قائم کی ہے انہیں خاص امتیاز اور عزت بخشی گئی ہے کہ وہ اولین سے ملائے گئے ہیں یعنی ابتدائی مسلمان اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ یہ معمولی عزت نہیں ہے۔ یہ کوئی عام جماعت نہیں ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت سے منسوب کرتا ہے چاہئے کہ ان عقائد پر غور کریں جن پر پہلے لوگوں نے عمل کر کے دکھایا۔ صحابہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کا تعلق باندھا اور امت محمدیہ میں شامل ہوئے۔ ان میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا ایسا اثر تھا کہ اللہ تعالیٰ سے ایسا پختہ اور مضبوط تعلق قائم کیا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے بارہ میں فرماتا ہے: ''اور لوگوں میں ایسا بھی ہے جو اپنی جان اللہ کی رضا کے حصول کے لئے بیچ ڈالتا ہے''۔ (سورۃ البقرۃ:208)

مختصر یہ کہ یہی سچا اور حقیقی اسلام ہے جو ہمیں سکھاتا ہے کہ انسان اور اللہ کے درمیان کیسے تعلق جوڑا جاتا ہے اور پھر ہماری توجہ ان کے حقوق کی ادائیگی کی طرف بھی دلاتا ہے۔ یہ حقیقی اور صحیح اسلام ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اخذ کیا اور سکھایا۔ انہوں نے جو سیکھا اسے عمل میں ڈھالا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں یہی سکھانے آئے ہیں۔ آپ ہمیں یہی راستے بتانے اور انہی پر چلانے آئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اے میری جماعت! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔ وہ قادر کریم آپ کو سفر آخرت کے لئے ایسا طیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تیار کئے گئے تھے۔ خوب یاد رکھو کہ دنیا کوئی چیز نہیں۔ لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لئے ہے اور بدقسمت ہے وہ جس کا تمام ہم و غم دنیا کے لئے ہے۔ ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے وہ عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے کیونکہ وہ اس خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی''۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 63)

حضور انور نے تحریر فرمایا: اس جلسہ کے دوران کسی لایعنی گفتگو میں نہ پڑیں۔ دعاؤں اور استغفار میں مشغول رہیں۔ جماعت کے علماء کی مختلف تقاریر غور سے سنیں۔ اپنے علم میں اضافہ کریں اور اسلامی تعلیمات سمجھیں اور ہر قسم کی رحمتیں اس طرح سمیٹیں کہ وہ آپ کو بہتر احمدی مسلمان بنا سکیں۔

مَیں آپ کو تبلیغ کے سلسلہ میں آپ کی ذمہ داریاں یاد دلاتا ہوں۔ تبلیغ ہر احمدی کے لئے ضروری امر ہے۔ تبلیغ میں ذاتی اچھا نمونہ بہت ضروری ہے۔ مَیں نے ایک خطبہ میں سچ بولنے کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ احمدی اس بات کے دعویدار ہیں کہ ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور حقیقی فدایان ہیں۔ ہمیں ساری دنیا میں سچائی کا پیغام پہنچانا ہے۔ یہ سب ہم کیسے کر سکتے ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم بہترین نمونہ قائم کریں اور اپنے آپ کو اس طرح سچا ثابت کریں جس طرح اللہ کے نبیوں نے اپنی سچائی ثابت کی۔ ہمیں بھی اپنی سچائی کا اظہار کرنا چاہئے کیونکہ یہی انبیاء کے ماننے والوں کا کام ہے۔

ہمیں یہ حکم ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ اپنائیں۔ ایسا کرنے کے لئے ہمیں سچائی کی خوبی کو اپنانا چاہئے جس سے ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو پورا کر سکتے ہیں۔ ہماری باتوں اور ہمارے کاموں میں ہر لحظہ برکت اس وقت پڑے گی جب ہم اپنی زندگی کے ہر پہلو اور اس کے ہر لمحہ میں سچائی اختیار کریں گے۔ گھریلو زندگی سے سماجی زندگی تک ہماری سچائی مثالی ہو۔ صرف اس سے ہماری کوششیں بابرکت ہوں گی اور دوسروں کو متأثر کرسکیں گے اور انہیں اسلام اور احمدیت کے قریب لاسکیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو احمدی مسلمان کے طور پر بہترین نمونہ پیش کرنے کی توفیق دے اور آپ کی تبلیغی کوششوں کو عظیم کامیابیوں سے نوازے۔ (آمین)

کیا آپ کو علم ہے کہ ایک طرف جماعت احمدیہ دنیا بھر میں کامیابی کے جھنڈے گاڑ رہی ہے تو دوسری طرف ہماری جماعت کے افراد کو مختلف ممالک میں انتہا پسندوں کی جانب سے دشمنی، دھمکیوں اور تشدّد کا سامنا ہے۔ ہمیں دل شکستہ نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ہم پہلے ہی انبیاء کی تاریخ سے باخبر ہیں جو بتاتی ہے کہ کس طرح ان پر اور ان کے ماننے والوں پر مشکلات اور مصائب نازل ہوتی رہیں حتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اللہ کے محبوب نبی تھے اور جن کی خاطر کائنات کی تخلیق ہوئی، اپنے ساتھیوں سمیت ایسے ہی ابتلاؤں اور مصائب سے گزرنا پڑا۔ مالی قربانیوں کے ساتھ ساتھ ہزاروں افراد نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے اور اپنے بچوں کی زندگیاں قربان کیں۔ پس جب بھی جماعت احمدیہ شدید مخالفت کے ایسے دور سے گزرے تو ہمیں انبیاء کی زندگیوں سے اور خصوصًا آنحضورؐ سے ثابت قدمی اور فدائیت کے سبق سیکھنے چاہئیں۔ ہمیں اس امر کا پورا یقین ہے کہ شدید مشکلات کے یہ ادوار آنے والی فتوحات کی بنیادیں رکھ رہے ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کے مواقع فراہم کر رہے ہیں۔ اس کے حضور دعاؤں اور اس کے آگے آہ و بکا کی صورت میں اور اس کے ساتھ وفا کے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی صورت میں۔ لَا رَیْبَ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اپنے ایمان کی خاطر قربانیوں سے ہرگز گریز نہیں کیا لیکن اسلام کی فتح صرف ان قربانیوں کی مرہون منت نہیں۔ یہ اسلام کے ابتدائی مسلمانوں کی دلگداز اور پُرسوز دعاؤں کے باعث بھی ملی بلکہ اس سے بڑھ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پُرجوش دعاؤں کے باعث ملی۔ آپ راتوں کو خدا کے حضور روئے۔ خوب آنسو بہائے اور عرش کے پائے ہلا کر رکھ دیئے تبھی یہ عظیم انقلاب آیا۔ ہمارا بھروسہ خدا کی ذات پر ہے کہ وہی ہماری جماعت کے مظلوم ممبران کی مدد کو آئے گا۔ یہی وجہ ہے کہ مَیں نے آپکو روزانہ دو نوافل ادا کرنے اور ہفتہ میں ایک دن روزہ رکھنے کی ہدایت کی ہے۔

مَیں آپ کو دوبارہ اللہ کے حضور اس کی مدد اور حفاظت کے لئے غیر معمولی دعائیں کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ دعاؤں کی شدت اور زور ایسا ہو کہ آسمان پھٹ جائے اور خدا تعالیٰ کا عرش لرز اٹھے۔

مَیں گھانا کے جملہ ممبران کو اپنی ان سے گہری محبت اور پیار یاد کراتا ہوں اور نصیحت کرتا ہوں کہ بابرکت نظام خلافت کے وفادار رہیں اور اس سے وابستہ رہیں۔ آج اسلام کی خوبصورت تعلیمات کے احیاء کا کام صرف نظام خلافت سے وابستہ رہ کر ممکن ہے۔ پس ہمیشہ اس عظیم نظام کو مضبوطی سے پکڑیں اور اس بات کو لازمی بنائیں کہ آپ کی آئندہ نسلیں خلافت احمدیہ کے نظام کی بابرکت رہنمائی اور اس کی حفاظت کے اندر رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسا کرنے کی توفیق دے۔ آمین

اللہ کرے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ خاص دعائیں آپ کے ساتھ ہوں۔

''ہر یک صاحب جو اس لِلّٰہی جلسہ کے لئے سفر

اختیار کریں خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور اُن کو اجر عظیم بخشے اور اُن پر رحم کرے اور اُن کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دیوے اور اُن کے ہمّ و غم دور فرماوے اور اُن کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور اُن کی مُرادات کی راہیں اُن پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ اُن کو اُٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتامِ سفر اُن کے بعد اُن کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔''

(اشتہار 7؍دسمبر 1892ء - مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 342)

اللہ کرے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دلگداز دعائیں آپ سب کے ساتھ ہوں۔ اللہ آپ کا یہ جلسہ سالانہ ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور آپ میں ایمان اور تقویٰ کی نئی لہر پیدا ہو جو آپ کو ایمان میں آگے بڑھائے اور آپ اس نئی روحانی زندگی اور قوت کے ساتھ جماعت، اسلام اور انسانیت کی خدمت کریں۔ آمین''۔

حضور انور کے اس پیغام کے بعد مکرم مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مشنری انچارج گھانا نے افتتاحی تقریر فرمائی۔

آپ نے فرمایا کہ 1921ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے پہلے مبلغ کو یہاں بھجوایا تھا۔ اس وقت آپ اکیلے تھے مگر آج خدا کے فضل سے ان ابتدائی مبلغین اور ابتدائی احمدیوں کی قربانیوں کی بدولت جماعت احمدیہ بڑی ترقی کر رہی ہے۔ جماعت تعلیم، صحت اور زراعت کے میدان میں اعلیٰ خدمات بجا لا رہی ہے۔

آج ہم اپنا جلسہ 460 ایکڑ اراضی پر مشتمل جماعت کے زرعی فارم پر منعقد کر رہے ہیں۔ یہاں پولٹری فارم اور فِش فارم قائم ہے۔ نیز آموں اور ناریل کے بہت سے پودے لگائے جا چکے ہیں۔ یہاں بجلی اور پانی کی سہولت مہیا کی گئی ہے۔ چند گھر اور سڑکیں تعمیر کی گئی ہیں۔ اس جگہ کو ڈیویلوپ کرنے پر قریباً 1.2 ملین غانین سی ڈی لاگت آئی ہے (جو قریباً 6 لاکھ 94 ہزار امریکن ڈالرز کے برابر رقم بنتی ہے)۔

ہیومینٹی فرسٹ جرمنی کے تحت گھانا کے ڈینٹل سکول میں Dental Implantology کے نئے اور تازہ ترین طریقے متعارف کروانے کے ایک پراجیکٹ پر کام ہونے والا ہے۔ مرکز نے اس پراجیکٹ کے لئے دو لاکھ یورو کی خطیر رقم دینے کی منظوری فرمائی ہے۔ IAAAE کے تحت اپر ایسٹ ریجن میں پانی کے نلکے لگائے جا رہے ہیں۔

ہیومینٹی فرسٹ یو ایس اے کے تحت جماعتی ہسپتالوں میں ہرنیا کے آپریشن کی جدید ترین تکنیک متعارف کروائی ہے۔ نیز انہوں نے ملک کے مشہور ٹیچنگ ہسپتال Korle Bu میں برین ٹیومر کے سرجیکل آپریشن مفت کئے ہیں۔

گھانا کے جامعۃ المبشرین میں 17 ممالک سے آنے والے طلباء زیر تعلیم ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جامعہ احمدیہ کینیڈا سے فارغ التحصیل ہونے والے چھ مربیان کو چھ ماہ کے لئے گھانا میں ٹریننگ کے لئے بھجوایا جو Yanchi، Mpaha، Tulwe، Cherepari اور Gambaga جیسے دیہی علاقوں میں رہے اور تربیت اور تبلیغ کا کام کیا۔

مکرم امیر صاحب نے احباب کو یہ خوشخبری بھی سنائی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انٹرنیشنل سطح کے جامعہ احمدیہ کا آغاز Mankessem میں اس سال ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز۔ آپ نے جلسہ کے موضوع پر روشنی ڈالی اور سورۃ النساء کی آیات پڑھ کر ان کی تفسیر کی۔ آپ نے بتایا کہ اُولُو الْاَمْر سے مراد وقت کے حکمران ہیں جن کی اطاعت کا حکم ہے۔ پس مسلمانوں کا فرض ہے کہ انتخابات میں حصہ لیں اور ملک سے محبت کریں کیونکہ وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔ انتخابات میں حصہ لے کر ہی ہم ایسی حکومت چن سکتے ہیں جو قانون کی حکمرانی قائم کرے اور لوگوں کی تمناؤں اور امیدوں کو عملی جامہ پہنائے۔

آپ نے کہا جماعت احمدیہ دوسرے مذاہب کی عبادتگاہوں کو تباہ کرنے اور ان کو قتل کرنے کی بھرپور مذمت کرتی ہے۔ اسلام تو تمام مذاہب کی عبادتگاہوں کی حفاظت کا حکم دیتا ہے۔ قرآن مجید تو ایک فرد واحد کے بے جا قتل کو ساری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیتا ہے۔

آپ نے ملک کی ترقی میں مذہبی رہنماؤں کے مثبت کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اگر مذہبی راہنما ملک و قوم کے ایک مشترکہ نصب العین کے حصول کے لئے آپس میں تعاون کر سکتے ہیں تو ہم نہیں سمجھتے کہ سیاسی پارٹیاں ملک کی بھلائی کی خاطر ایک دوسرے سے تعاون نہ کر سکیں۔ آپ نے ملک میں امن کے قیام کے لئے ''نیشنل پیس کونسل'' کے کردار کو سراہا۔ آپ نے بتایا کہ یہ وہ کونسل ہے جس میں جماعت احمدیہ سمیت دوسرے مذاہب کے ممبران بھی شامل ہیں۔ گزشتہ انتخابات کے دوران اس کونسل نے امن کے قیام کے لئے بے حد محنت کی۔ امید ہے کہ اس سال بھی امن کی ترویج کے لئے یہ کوشش جاری رہے گی۔ یہی وجہ ہے کہ اس سال جلسہ کا Theme انتخابات کے حوالہ سے رکھا گیا ہے۔ آپ نے نائب صدر مملکت گھانا اور دیگر حاضر معزز مہمانوں کے جلسہ میں شریک ہونے پر دلی شکریہ ادا کیا۔

☆ اس کے بعد غیر احمدیوں کے چیف امام کے نمائندے نے تہنیتی پیغام پڑھا۔ جس کے بعد گریٹر اکرا کے آرچ بشپ Palmer Buckle نے اپنے پیغام میں ملک میں مذہبی رواداری کی فضا قائم کرنے میں جماعت احمدیہ کے کردار کو سراہا۔ آپ نے جماعت کو جلسہ کے انعقاد پر مبارکباد دی نیز انتخابات کے پُرامن ہونے کے لئے دعا کی درخواست کی۔

☆ NDC سیاسی پارٹی (جس کی ان دنوں ملک میں حکومت ہے) کے جنرل سیکرٹری Hon.Asiedu Jketia نے اپنے پیغام میں اعتراف کیا کہ 2008ء کے صدارتی انتخابات میں اگر مذہبی جماعتیں جس میں جماعت احمدیہ بھی شامل ہے امن کے قیام کے لئے بھرپور کوشش نہ کرتیں تو ملک کا امن تباہ ہو جاتا۔

☆ NPP (گھانا کی سیاسی پارٹی) کے چیئرمین Hon. Jake ObitsebiLampty نے احباب سے ملک، سیاسی پارٹیوں اور انتخابات کے سارے مراحل میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کی۔

☆ نائب صدر مملکت His Excellency John Dramani Mahama نے حاضرین سے خطاب کیا۔ آپ نے جماعت احمدیہ کو اس جلسہ کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی احمدیہ مشن کی تعلیم، صحت اور زراعت کے میدان میں خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ آپ نے کہا کہ آپ کا جلسہ ایک منفرد جلسہ ہے جس میں ملک بھر سے افراد شامل ہوتے ہیں اور تعلیم، صحت اور روحانی مسائل جیسے متنوع موضوعات پر آگاہی پاتے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ انہیں یہ سن کر خوشی ہوئی کہ یہاں آلو کی کاشت کا تجربہ کیا جائے گا۔ آپ نے امیر صاحب جماعت اور احباب جماعت کو جناب صدر مملکت گھانا کا سلام پہنچایا۔

آپ نے ملک میں قیام امن کے سلسلہ میں مذہبی رہنماؤں کی کوششوں پر مکرم امیر صاحب کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کیا۔ آپ نے بتایا کہ تمام مذہبی کتب کا خلاصہ آپس میں محبت، اتحاد اور امن کا قیام ہے۔ البتہ بعض علماء بعض آیات کی غلط تشریح کر کے مسائل پیدا کرتے ہیں۔

انہوں نے بتایا کہ Bolga میں ایک کیتھولک سینٹر ہے جس میں مسلمانوں نے ایک کانفرنس منعقد کی اور آج ایک آرچ بشپ اس جلسہ میں شرکت کے لئے آئے ہیں۔ یہ گھانا ہی کی خوبصورتی ہے کہ مذہبی رہنما آپس میں اس طرح میل جول رکھتے ہیں۔ ایسا دوسرے ممالک میں نہیں ہوتا۔ آپ نے نوجوانوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بالعموم مسلمان نوجوانوں کو ملک میں ہونے والے اکّا دُکّا دنگا فساد کی وارداتوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ مسلمان نوجوانوں کو ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنا چاہئے۔

دوسرا سیشن

دوسرے سیشن کی صدارت مکرم خالد محمود صاحب سابق ریجنل منسٹر برائے اپر ویسٹ ریجن نے کی۔ تلاوت و نظم کے بعد Justice Saeed Kwaku Gyan ہائی کورٹ کے جج جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہیں نے ''آزادانہ، منصفانہ اور شفاف انتخابات میں مذہب کا کردار'' کے موضوع پر تقریر کی۔

نماز عشاء کے بعد رات کا سیشن ہوا جس میں تلاوت و نظم کے بعد تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مولوی مسرور احمد ظفر صاحب مربی سلسلہ اشانٹی ریجن کی تھی جس کا عنوان ''نماز کی اہمیت اور برکات'' تھی۔ دوسری تقریر مکرم حافظ شرف الدین صاحب مبلغ سلسلہ ناردرن ریجن (North West) کی تھی جس میں انہوں نے اپنی قبول احمدیت کی کہانی سنائی۔ آپ دراصل مدینہ یونیورسٹی سعودی عرب کے طالبعلم تھے کہ احمدیت میں دلچسپی ہوئی۔ اس پر تحقیق کر کے احمدیت میں شامل ہوئے۔ آپ نے احمدیت کی خاطر اپنی زندگی وقف کر دی۔ اب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے نارتھ ویسٹ ریجن میں مربی سلسلہ کے طور پر خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

☆ اس سیشن کے آخر پر ایک ویڈیو سی ڈی "One Community ,One Leader" دکھائی گئی۔ اس ویڈیو میں کینیڈا کے وزیراعظم، UK کے وزراء اور ممبران پارلیمنٹ، یورپین یونین کے ممبران اور افریقن ممالک کے صدران کے بیانات ریکارڈ ہیں جن میں سب جماعت احمدیہ کو امن پسند قرار دیتے ہیں اور دنیا بھر میں انسانیت کی ہمدردی کے حوالہ سے ان کی کوششوں کو سراہتے ہیں۔ اس میں جماعت کی خدمات کی تصویری جھلکیاں بھی دکھائی گئی ہیں۔

دوسرا دن

دوسرے دن کا آغاز بھی باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ نماز تہجد کے بعد مکرم عبدالصمد عیسیٰ صاحب ریجنل قائد برائے گریٹر اکرا ریجن نے ''جہاد کا حقیقی مفہوم'' اور نماز فجر کے بعد مکرم الحاج بی اے بونسو صاحب نے ''وصیت کی روحانی اہمیت'' کے موضوع پر درس دیا۔

☆ دوسرے روز صبح کے سیشن کی صدارت ایک مخلص احمدی Hon Tahir K. Hammond (جو اس وقت ممبر پارلیمنٹ ہیں اور سابق وزیر داخلہ اور ڈپٹی وزیر انرجی رہے ہیں) نے کی۔

☆ آج کے چیف گیسٹ گھانا کے منسٹر آف کمیونیکیشن تھے۔ تلاوت اور عربی قصیدہ کے بعد مکرم حافظ احمد جبرائیل سعید صاحب نائب امیر ثالث نے ''قرآن مجید کے معجزات'' کے موضوع پر بڑی عالمانہ تقریر کی۔

اس کے بعد گھانا کے منسٹر آف کمیونیکیشن Hon.Haruna Iddrisu نے حاضرین سے خطاب کیا۔ آپ نے احباب کو جناب صدر مملکت گھانا کا سلام پہنچایا اور مکرم امیر صاحب کا ڈاکٹرز کی ہڑتال ختم کرانے میں مؤثر کردار پر شکریہ ادا کیا۔ آپ نے کانفرنس کے Theme پر اظہار خیال کرتے ہوئے لوگوں کو انتخاب کے دوران اور اس سے قبل امن اور سکون کی فضا قائم کرنے پر زور دیا۔ آپ نے سٹیج پر بیٹھے ہوئے NPP اور NDC کے دو سرکردہ احمدی سیاستدانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ دو مختلف سیاسی پارٹیوں سے تعلق رکھتے ہیں مگر اس دینی اجتماع میں اکٹھے بیٹھے ہیں۔ یہ وہ عملی تصویر ہے جو ہمیں دین سکھاتا ہے۔

آج جمعۃ المبارک کا روز تھا اور مکرم عبدالوہاب بن آدم امیر و مبلغ انچارج گھانا نے اسلام میں مذہبی رواداری کے موضوع پر ہی خطبہ دیا۔ اس کے بعد سب احباب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست سنا۔

رات کے سیشن میں تلاوت اور نظم کے بعد مکرم مولوی منصور احمد زاہد صاحب مبلغ سلسلہ نے ''آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات'' کے عنوان پر تقریر کی۔

اس کے بعد احباب کو ربوہ میں قائم طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ کے تعارف پر مبنی ویڈیو دکھائی گئی۔

جلسہ کا آخری دن

7؍جنوری بروز ہفتہ جلسہ کا آخری دن تھا۔ جماعتی روایات کے مطابق اس دن کا آغاز بھی خدا کے حضور تہجد کی عاجزانہ دعاؤں سے ہوا۔ اس کے بعد مکرم حمید اللہ ظفر صاحب پرنسپل جامعۃ المبشرین نے ''وقف زندگی کی برکات'' کے موضوع پر درس دیا۔ نماز فجر کے بعد مکرم Alfa Dr. Mohammad Musheibu نے ''صحتمند زندگی کیسے برقرار رکھی جائے'' کے عنوان سے درس دیا۔

☆ صبح کے سیشن میں تلاوت و نظم کے بعد مولوی محمد یوسف یاسن صاحب نائب امیر اوّل نے گھانا کے ابتدائی احمدیوں کی قربانیاں'' کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ گھانا آنے والے پہلے مبلغ سلسلہ کے کرایہ پر 300 پاؤنڈ کی رقم خرچ کرنا تھی۔ اس لئے گھانا کے پہلے احمدی چیف مہدی آپا نے اپنا فارم 100 پاؤنڈ میں بیچا اور پھر دوسرے احباب نے چندہ اکٹھا کر کے 300 پاؤنڈ کی خطیر رقم جمع کی تا کہ مبلغ سلسلہ کے گھانا آنے کا کرایہ پورا ہو سکے۔ آپ نے مولانا عبدالوہاب بن آدم امیر و مشنری انچارج گھانا کی والدہ محترمہ کا ذکر خیر کیا کہ اس نیک خاتون نے اس وقت اپنے خرچ پر اپنے بیٹے کو ربوہ بھیجا تا کہ وہ دین کی تعلیم حاصل کر سکے۔ آپ نے اپنی تقریر میں 'وا' (Wa) کے امام صالح صاحب کا بھی ذکر خیر کیا جنہیں احمدیت قبول کرنے کی پاداش میں ڈسٹرکٹ کمشنر نے مقامی لوگوں کے کہنے پر Wa سے جلاوطن کر دیا۔

☆ اگلی تقریر مکرم الحاج محمد بن ابراہیم صاحب سابق ریجنل ڈائریکٹر آف ہیلتھ سروسز کی تھی جس کا عنوان ''جماعت احمدیہ گھانا کی سماجی خدمات'' تھا۔ آپ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ اس وقت احمدیہ مسلم ایجوکیشنل یونٹ کے تحت 99 کنڈرگارٹن سکول، 125 پرائمری سکول، 60 جونیئر سکول اور 7 سیکنڈری سکول اور ایک ٹیچر ٹریننگ کالج کام کر رہا ہے۔ یہاں جامعۃ المبشرین قائم ہے جہاں مبلغین سلسلہ تیار کئے جاتے ہیں۔ مدرسۃ الحفظ بھی یکم مارچ 2005ء سے قائم ہے جس میں سے آج تک 23 بچے قرآن مجید حفظ کر چکے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ جماعت کے تحت کام کرنے والے 7 ہسپتال اور دو ہومیو کلینکس کامیابی سے کام کر رہے ہیں۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ جماعت کے خرچ پر گھانا کے 20 ڈینٹل سرجن ایک سال کے لئے فری

ٹریننگ لیں گے۔علاوہ ازیں آپ نے احمدی اطبّاء کی تیارکردہ مشہور عام ادویہ کا ذکر کیا اور بتایا کہ اس طرح بے شمار احمدی اطبّاء صحت کے میدان میں ملک کی خدمت کررہے ہیں۔

☆ اس کے بعد گھانا کے شعبہ انتخابات کے چیئرمین Dr. Kwadwo Afari Gyan نے حاضرین سے خطاب کیا۔آپ نے تفصیل کے ساتھ سیاسی پارٹیوں، میڈیا اور عام پبلک کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی جو اس الیکشن کے دوران ان پر عائد ہوتی ہیں۔

آخری سیشن

آخری سیشن کی صدارت جماعت احمدیہ کے ایک بزرگ، سابق ممبر کونسل آف اسٹیٹ الحاج حسن بن صالح صاحب نے کی۔ اجلاس کے آغاز پر تلاوت مولوی یوسف بن صالح صاحب مبلغ سلسلہ ایسٹرن ریجن نے کی۔مکرم ڈاکٹر محمد ظفراللہ صاحب انچارج طاہر ہومیو کمپلیکس نے حضرت مسیح موعودؑ کی اردو نظم ’’ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے‘‘ کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔

☆ جماعت کے سینئر سرکٹ مبلغ مکرم ڈاکٹر محمد یوسف ایڈوسئی صاحب نے ’’اسلام میں شادی‘‘ جیسے اہم موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم مولوی محمد بن صالح صاحب نائب امیر ثانی نے ’’مالی قربانیاں۔ روحانی ترقی کی کلید‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔

☆ مکرم احمد سلیمان اینڈرسن صاحب، جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ گھانا نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔ آپ نے بتایا کہ اس وقت کماسی میں نومبائعین کی تربیت کا ایک کورس ہو رہا ہے جو چھ ماہ تک جاری رہے گا۔اس میں 40 افراد شریک ہیں۔آپ نے حاضرین کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید اور وقف جدید کے چندہ جات کی ادائیگی میں افریقہ بھر میں گھانا اوّل رہا۔الحمدللہ۔آپ نے بتایا کہ Wa میں گھانا کی جماعت کی سب سے بڑی مسجد کی تعمیر شروع ہو چکی ہے۔آپ نے بتایا کہ حضور انور ایدہ اللہ کے ارشاد پر کینیڈا سے چھ مبلغین ٹریننگ کے لئے گھانا آئے ہیں جو چھ ماہ یہیں رہ کر تبلیغ اور تربیت کا کام کر چکے ہیں۔آپ کو ملک کے مختلف شہری اور دیہاتی جماعتوں میں بھجوایا گیا تھا۔ان کے اسماء یہ ہیں: 1۔مکرم امتیاز احمد بسرا صاحب، 2۔مکرم زاہد احمد عابد صاحب، 3۔مکرم فرحان احمد اقبال صاحب، 4۔مکرم محمد داؤد خالد صاحب، 5۔مکرم سلمان طارق صاحب، 6۔مکرم شیخ احمد سلیمان صاحب۔

آپ نے یہ بھی بتایا کہ ’’باغ احمد‘‘ میں آغاز سے اب تک ہونے والی ڈیویلوپمنٹ میں قریباً 1.2 ملین گھانین سیڈیز خرچ ہو چکا ہے۔

اس جلسہ کی اہم بات یہ ہے کہ اس میں مندرجہ ذیل مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے احمدی احباب نے شرکت کی ۔ انڈیا، آسٹریلیا، جرمنی، امریکہ، کینیڈا، جمیکا، سوازی لینڈ اور دوبئی۔جلسہ میں کینیڈا سے آنے والے چھ مربیان نے شرکت کی ۔ نیز ہیومینٹی فرسٹ کے تحت گھانا میں کام کرنے والے امریکہ سے آئے ہوئے والنٹیئرز نے بھی شرکت کی۔مکرم امیر صاحب نے ان سب غیر ملکی مہمانوں کی خدمت میں جماعت احمدیہ گھانا کی طرف سے شائع شدہ کیلنڈر 2012ء کی ایک ایک کاپی بطور تحفہ پیش کی۔ ٹیچی مان (Techiman) سے دو احمدی نوجوان سائیکلوں پر سفر کر کے اس جلسہ میں شامل ہوئے۔(یہ سفر قریباً 450 کلومیٹر کا ہے۔) مکرم امیر صاحب نے ان کو بھی جماعت احمدیہ گھانا کا کیلنڈر بطور تحفہ دیا۔ بورکینا فاسو کے تین طلباء جو جامعہ احمدیہ گھانا میں تعلیم پا رہے ہیں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی نظم ’’خدام احمدیت‘‘ کے چند اشعار بڑی خوبصورتی سے پڑھے۔ ان فرانسیسی زبان بولنے والوں کی زبانی خوش الحانی سے اردو نظم سن کر حاضرین پر عجیب روحانی کیفیت طاری تھی۔گلشن احمدیت کا یہ بہت پیارا رنگ تھا جسے لفظوں میں بیان کرنا ناممکن ہے۔

☆ آخر پر مکرم مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب، امیر جماعت احمدیہ گھانا نے اپنی اختتامی تقریر میں کہا کہ ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے جماعت احمدیہ گھانا کو ایک جلسہ کے موقع پر ایک پیغام بھیجا۔ اس پیغام میں آپ نے اپنے ایک کشف کا ذکر فرمایا جس میں آپ نے دیکھا کہ زمین و آسمان کا ہر ذرہ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ورد کر رہا ہے۔اس پر مکرم مسعود جمال جانسن صاحب نے کلمہ طیبہ پر مشتمل ایک Song تیار کیا جو جلسوں پر پڑھا جانے لگا۔یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔

مکرم امیر صاحب نے اس بات پر زور دیا کہ ہم مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ آپس میں مفاہمت اور مشترک اقدار کی بات کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے پروگراموں میں شریک ہوتے ہیں ۔سیاسی پارٹیوں کے لئے بھی یہی پیغام ہے کہ وہ بھی اسی طرح ملک میں اتحاد کی فضا قائم کر سکتے ہیں۔

آپ نے گھانا کے احمدیوں میں قربانی کی روح پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا: اس ’’باغ احمد‘‘ میں ہم نے خلافت جوبلی کا جلسہ کرنا تھا۔یہ جگہ ’اکرا‘ (Accra) سے 60 میل دور ہے۔مکرم وکیل التبشیر صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ کیا حضور انور روزانہ ’اکرا‘ سے باغ احمد آیا کریں گے۔؟ مَیں نے عرض کی کہ ’اکرا‘ میں جس قسم کی سہولیات میسر ہیں ہم ویسی ہی سہولیات یہاں بھی مہیا کریں گے۔ انشاء اللہ۔ چنانچہ ایک فرد واحد نے حضور انور ایدہ اللہ کی رہائشگاہ، دفتر، پرائیویٹ سیکرٹری کا دفتر اور ملاقات کے ہال وغیرہ بنانے کا وعدہ کیا۔ دوسرے شخص نے وکیل التبشیر اور پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی رہائشگاہ تعمیر کرنے کا عہد کیا۔تیسرے شخص نے ایم ٹی اے کے کارکنان کے لئے رہنے کی جگہ بنانے کی حامی بھری۔ اُس وقت اس جگہ پر کوئی سڑک نہ تھی۔ایک شخص نے مین روڈ سے یہاں تک سڑک بنانے کا وعدہ کیا جبکہ ایک اور شخص نے Pomadze گاؤں سے اس جگہ آنے کے لئے سڑک تعمیر کرنے کی حامی بھری۔کسی نے بجلی لگانے کا خرچ اٹھایا تو کسی نے پانی کی فراہمی اپنے ذمہ لی۔ ایک احمدی نے ٹریکٹر خرید کر دیا تا کہ اس وسیع و عریض جگہ کی Bush صاف کی جاسکے۔الغرض خدا کے فضل سے دیکھتے ہی دیکھتے یہ جگہ قابل استعمال بن گئی اور یہاں خلافت جوبلی کا پہلا کامیاب جلسہ ہوا جسے ایم ٹی اے کی آنکھ سے ساری دنیا کے احمدیوں نے دیکھا۔الحمدللہ۔

گھانا میں عیسائیوں نے Jesus is coming soon کے Bill Boards لگائے ہیں ۔ایک مخلص احمدی نے دو قد آور Bill Boards تیار کر کے دو اہم شاہراہوں پر لگائے جن پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک بڑی تصویر لگی ہے اور نیچے لکھا ہے ’’وہ مسیح آ چکا جس کا مدتوں سے انتظار تھا‘‘۔ اس احمدی نے جماعت کو ایک گاڑی بطور عطیہ دی ہے جس میں کتابیں رکھنے کے لئے شیلف ہیں۔اس میں LCD سکرین، VCR اور جنریٹر وغیرہ موجود ہیں۔ اس گاڑی کو احمدیہ موبائل انفارمیشن سروس کا نام دیا گیا ہے۔ یہ گاڑی جگہ جگہ جا کر احمدیت کی تبلیغ کا کام کرے گی۔ اس پر 45 ہزار سیڈیز کا خرچ آیا ہے جو قریباً 26 ہزار امریکن ڈالرز بنتا ہے۔

مکرم امیر صاحب نے اس ایمان افروز تقریر کے بعد اختتامی دعا کروائی جس کے ساتھ جماعت احمدیہ گھانا کا یہ جلسہ بخیر و خوبی اپنے اختتام کو پہنچا۔الحمدللہ علیٰ ذلک۔

جلسہ پلاننگ کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق حاضرین کی تعداد 75 ہزار رہی۔

قارئین الفضل کی خدمت میں جملہ کارکنان جلسہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

......☆......☆......☆......

جلسہ سالانہ ڈنمارک 2012ء کا کامیاب انعقاد

(رپورٹ: نعمت اللہ بشارت۔ مبلغ سلسلہ)

امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ڈنمارک کا بیسواں جلسہ سالانہ مورخہ 30؍جون و یکم جولائی 2012ء بروز ہفتہ و اتوار مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن میں منعقد کیا گیا۔مکرم محمد زکریا خان صاحب امیر و مشنری انچارج ڈنمارک کی زیر ہدایات و نگرانی جلسہ کی تیاریاں چند ماہ قبل ہی شروع کر دی گئی تھیں۔ اور متعدد وقار عمل کے ذریعہ مسجد نصرت جہاں، لجنہ ہاؤس اور ارد گرد کے ماحول کی رنگارنگ پھولوں سے تزئین و آرائش کی گئی۔

پہلا روز

جلسہ سالانہ کی تقریبات کا آغاز مورخہ 30؍جون کی صبح ہوا۔جلسہ سالانہ کے افتتاحی اجلاس کی کارروائی مکرم محمد زکریا خان صاحب امیر و مشنری انچارج ڈنمارک کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم اور آیات کریمہ کے اردو و ڈینش ترجمہ سے شروع ہوئی۔پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پیش کیا گیا۔ ازاں بعد مکرم امیر صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے جلسہ سالانہ ڈنمارک کے موقع پر موصول ہونے والا خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا اور احباب جماعت کو حضور انور کی جملہ ہدایات پر کماحقہٗ عمل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔مکرم امیر صاحب نے افتتاحی تقریر میں ذکر الٰہی اور نماز کی فضیلت و اہمیت کے موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔آپ نے تمام احباب جماعت کو بالعموم اور نوجوان نسل کو پنج وقتہ نمازوں پر کاربند ہونے کی بالخصوص توجہ دلائی۔ نیز آپ نے ذکر الٰہی کی مجالس میں شمولیت کی برکات و فیوض کے ضمن میں احادیث مبارکہ پیش کرتے ہوئے احباب جماعت کو جلسہ سالانہ اور دیگر تمام جماعتی جلسوں اور تربیتی اجلاسات میں شمولیت اور بیعت کی حقیقت کو سمجھنے اور تمام شرائط بیعت پر حقیقی معنوں میں عمل پیرا ہونے کی طرف توجہ دلائی۔آپ نے مالی قربانی کی طرف بھی توجہ دلائی نیز جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کے حق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں پڑھ کر سنائیں۔اجتماعی دعا کے ساتھ اس اجلاس کی کارروائی اختتام کو پہنچی۔

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد جلسہ کے دوسرے اجلاس کی کارروائی خاکسار نعمت اللہ بشارت کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ آیات کریمہ کے اردو اور ڈینش ترجمہ کے بعد نظم پیش کی گئی جس کے بعد ڈینش زبان میں تین تقاریر ہوئیں۔مکرم سید فاروق احمد شاہ صاحب نے سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ مکرم منصور احمد طارق صاحب نے تربیتی امور پر تقریر کی۔اجلاس کی آخری تقریر خاکسار نے انفاق فی سبیل اللہ کے موضوع پر کی۔ یہ اجلاس شام 4 بجے اختتام کو پہنچا۔

کھانے کے وقفہ کے بعد شام چھ بجے ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں مکرم محمد زکریا خان صاحب امیر و مشنری انچارج ڈنمارک، مکرم محمد الیاس منیر صاحب مبلغ سلسلہ جرمنی اور خاکسار نعمت اللہ بشارت نے احباب جماعت کے سوالوں کے جواب دئے۔الحمدللہ کہ یہ مجلس بہت دلچسپ رہی۔

دوسرا روز

جلسہ سالانہ کے دوسرے روز کا آغاز نماز تہجد سے ہوا جو 2 بج کر تیس منٹ پر ادا کی گئی۔مکرم مولانا محمد الیاس منیر صاحب مبلغ جرمنی نے نماز تہجد پڑھائی اور نماز فجر کی ادائیگی کے بعد درس قرآن کریم دیا۔

امسال جلسہ سالانہ ڈنمارک کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مکرم مولانا محمد الیاس منیر صاحب کی بطور مہمان مقرر منظوری عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ آج کا پہلا اجلاس مولانا موصوف کی زیر صدارت ساڑھے گیارہ بجے صبح شروع ہوا۔جس میں سب سے پہلے تلاوت، اس کا ترجمہ اور نظم پیش کی گئی۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم محمد طلحہ مجوکہ صاحب نے کی۔ موصوف نے اپنی تقریر میں نوجوانوں کو اپنے اوقات خدمت دین میں صرف کرنے کی طرف نہایت احسن رنگ میں توجہ دلائی۔پھر ایک نظم ہوئی اور ازاں بعد مکرم مولانا محمد الیاس منیر صاحب مبلغ سلسلہ جرمنی نے تربیت اولاد کے موضوع پر نہایت جامع، مفصل اور علمی تقریر فرمائی۔آپ نے قرآن کریم، آنحضرتؐ کے اسوہ حسنہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور واقعات کی روشنی میں نہایت مؤثر رنگ میں احباب جماعت کو تربیت اولاد کے حوالہ سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ یہ اجلاس ایک بجے اختتام پذیر ہوا۔

اختتامی اجلاس مکرم امیر و مشنری انچارج ڈنمارک کی صدارت میں نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد شروع ہوا۔ تلاوت، ترجمہ اور نظم کے بعد محترم امیر صاحب نے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور انور کی طرف سے موصول ہونے والا پیغام جو حضور نے ازراہ شفقت واشنگٹن سے احباب جماعت ڈنمارک کے نام بذریعہ فیکس ارسال فرمایا تھا ایک بار پھر پڑھ کر سنایا اور احباب جماعت کو حضور انور کی ہدایات پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ حضور انور کے اس پیغام کا ڈینش ترجمہ خاکسار نعمت اللہ بشارت نے پیش کیا۔ ازاں بعد مکرم مولانا محمد الیاس منیر صاحب مبلغ سلسلہ جرمنی (جنہیں ساہیوال کیس کے ضمن میں ایک جھوٹے مقدمہ کی وجہ سے دس سال اسیر راہ مولیٰ ہونے کا شرف حاصل ہوا) نے اس جھوٹے مقدمہ کی اصل حقیقت اور زمانہ اسیری کے دوران نازل ہونے والی خدائی تائید و نصرت، افضال و انعامات کا ایمان افروز تذکرہ فرمایا۔ نیز خلیفہ وقت کی معجزانہ قبولیت دعا کے بعض واقعات پیش کیے۔اس کے بعد محترم امیر و مشنری انچارج ڈنمارک نے اختتامی تقریر میں احباب جماعت کو نہایت مؤثر رنگ میں بیعت کی حقیقت اور اس پر کماحقہٗ عمل پیرا ہونے، اپنے نفسانی جذبات کو بکلی چھوڑ کر تقویٰ کی راہوں پر چلنے، اطاعت نظام خلافت، برکات خلافت اور باہمی ہمدردی و اخوت جیسے امور پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے روح پرور اور ایمان افروز اقتباسات پڑھ کر سنائے۔آخر میں آپ نے اجتماعی دعا کروائی۔

اس جلسہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرد و خواتین کی حاضری قریباً ساڑھے تین صد تھی جس میں جرمنی، ناروے، سویڈن اور پاکستان سے بھی چند مہمانان کرام جلسہ میں شامل ہوئے۔

دعا ہے کہ تمام شاملین جلسہ اس جلسہ کی برکات سے ہمیشہ مستفیض ہوتے رہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت دعاؤں کے وارث بنیں۔آمین۔

......☆......☆......☆......

الحمدللہ کہ آج جامعہ احمدیہ یوکے (UK) کی پہلی شاہد کلاس میدانِ عمل میں جانے کے لئے تیار ہے

اپنے خدا سے ایسا دل لگائیں کہ جس کی کوئی مثال نہ ملتی ہو۔ دعاؤں کی طرف تو انشاءاللہ تعالیٰ آپ کی توجہ رہے گی لیکن اس کے لئے نمازوں کی پابندی کی طرف توجہ رکھیں۔ اپنی دعائیں، اپنی نمازوں اور نوافل میں مانگیں۔ کوشش یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حضور انتہائی عاجزی سے جھک کر اور فنا کی کیفیت پیدا کر کے نمازیں پڑھی جائیں۔

کبھی اپنے آپ کو کامل نہ سمجھیں۔ کبھی اپنے آپ کو کسی بھی علم میں ماہر نہ سمجھیں۔ perfection کبھی کسی میں نہیں پیدا ہوسکتی۔ ہاں اُس کی تلاش ہمیشہ رہتی ہے۔

خلافتِ احمدیہ سے ہمیشہ وفا کا تعلق رکھیں۔ یاد رکھیں آپ نمائندے ہیں خلیفہ وقت کے، جماعتوں میں، جس میدان میں بھی آپ ہیں، جس جگہ بھی آپ کو لگایا گیا ہے۔ اور اس نمائندگی کا حق تبھی ادا ہوسکتا ہے جب آپ اپنے ہر عمل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنائیں گے۔ ہر عمل میں انصاف کو مدّنظر رکھیں گے۔ ہر عمل میں تقویٰ کو مدّنظر رکھیں گے۔

ہر اُس شخص کو جو جامعہ احمدیہ سے کامیاب ہو کے نکل رہا ہے، ہر اُس شخص کو جو جامعہ احمدیہ میں پڑھ رہا ہے، ہر اُس مربی کو، ہر اُس مبلغ کو جو میدانِ عمل میں ہے تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنا چاہئے تاکہ ان راستوں پر چلتے ہوئے پھر آپ دنیا کی رہنمائی بھی کر سکیں۔

اس طرف آپ کو ہمیشہ توجہ دینی چاہئے کہ تبلیغی میدان میں کس طرح آپ نے نئے نئے راستے تلاش کرنے ہیں اور کس طرح لوگوں سے رابطوں میں وسعت اختیار کرنی ہے اور دنیا کو حق کا پیغام پہنچانا ہے۔

جامعہ احمدیہ یوکے سے فارغ التحصیل ہونے والی پہلی شاہد کلاس کے طلباء کی جامعہ احمدیہ کی نئی بلڈنگ میں منعقد ہونے والی پہلی تقریب تقسیم اسناد کے موقع پر سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا زرّیں نصائح پر مشتمل نہایت اہم خطاب۔

(فرمودہ 9/جون 2012ء بروز ہفتہ بمقام Haslemere)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۔ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔
اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ۔

الحمدللہ کہ آج جامعہ احمدیہ یوکے (UK) کی پہلی شاہد کلاس میدانِ عمل میں جانے کے لئے تیار ہے۔ ہمیشہ یاد رکھیں، اس علم کے بعد جو آپ نے سات سال جامعہ احمدیہ میں رہ کر حاصل کیا ہے، اُس علم کے حصول کی ابتدا ہوئی ہے جو آپ نے اپنی زندگی میں اب حاصل کرتے چلے جانا ہے۔ یہ سات سال کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ کی تعلیم کی انتہا نہیں ہوئی، بلکہ اس تعلیم کی اب ابتدا ہوئی ہے۔ اور اب میدانِ عمل میں جا کے جہاں آپ نے عملی زندگی کا آغاز کرنا ہے وہاں آپ نے علم کو بھی اب آگے بڑھاتے چلے جانا ہے۔ اس ابتدا کو انتہا تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو دعا سکھائی ہے، اُس کو ہمیشہ یاد رکھیں اور وہ ہے رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰه:115)۔ پس اللہ تعالیٰ سے عاجزی اور انکساری کے ساتھ اُس کے حضور جھکتے ہوئے یہ دعا مانگتے رہیں گے تو آپ کے علم میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ آپ کے ذہنوں کو بھی مزید جلا بخشے گا۔ آپ کی طاقتوں میں بھی اضافہ ہوگا۔ آپ کے وقت میں بھی برکت پڑے گی جس سے آپ کو مزید علم حاصل کرنے میں آسانیاں پیدا ہوتی رہیں گی۔ پس اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اس مقصد کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔

جامعہ احمدیہ کے طلباء اللہ تعالیٰ کے فضل سے دینی علم بھی رکھتے ہیں، قرآن بھی پڑھا ہے، حدیث بھی پڑھی، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام بھی پڑھا، میرے خطبات بھی سنتے رہے اور جہاں تک مجھے علم ہے، جہاں تک میں نے assess کیا ہے، پرکھا ہے، دیکھا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے شوق سے اس طرف توجہ رہی ہے، اور آپ جانتے ہیں کہ ان تمام باتوں کا محور یہی رہا ہے کہ اپنے خدا سے ایسا دل لگائیں کہ جس کی کوئی مثال نہ ملتی ہو۔ اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ میں سے بہتوں نے اس کی کوشش کی ہے اور کر رہے ہیں یا کی ہوگی اور کر رہے ہوں گے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ سے دل لگائے بغیر ہماری کوئی کوشش کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی۔

اور دعا کی قبولیت کے لئے آپ سب جانتے ہیں کہ بہترین ذریعہ نماز ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی فرمایا کہ جب بھی کوئی مسئلہ سامنے آتا تھا، جب بھی کوئی مشکل سامنے آتی تھی تو آپؐ ہمیشہ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے اور اُس میں دعا مانگتے تھے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد پنجم صفحہ 93۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس دعاؤں کی طرف تو انشاءاللہ تعالیٰ آپ کی توجہ رہے گی لیکن اس کے لئے نمازوں کی پابندی کی طرف توجہ رکھیں۔ اپنی دعائیں، اپنی نمازوں اور نوافل میں مانگیں۔ نوافل کی طرف توجہ رکھیں اور اپنے علم کے حصول کے لئے بھی جب اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہوں تو صرف زبانی دعائیں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہو کر باقاعدہ اہتمام کے ساتھ اس کے لئے دعا مانگیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ذہنوں کو جلا بھی بخشے گا اور اس سے علم میں وسعت بھی پیدا ہوگی۔ انشاءاللہ تعالیٰ

نمازوں کے معیار کیا ہونے چاہئیں؟ یہ آپ نے پڑھا بھی ہے اور یہ علم تو آپ کو حاصل ہو گیا اور بعض بچوں کو مَیں جانتا ہوں، بعض لڑکوں کو مَیں جانتا ہوں جو اس معیار کے حصول کے لئے کوشش بھی کرتے ہیں۔ لیکن میدانِ عمل میں آ کر آپ کو اس کے لئے مزید کوشش کرنی ہوگی اور اُس معیار اور اُس اُسوہ کو ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے رکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک موقع پر فرمایا۔ نماز جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے، ویسے پڑھو۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد دوم صفحہ 191۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)۔ اور وہ نماز کیا تھی؟ اُس کی خوبصورتی اور لمبائی کے بارے میں حضرت عائشہؓ نے فرمایا: کچھ نہ پوچھو وہ کیا تھی۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 20 مسند عائشۃ حدیث:24574 عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس ان نمازوں کی طرف آپ کی توجہ رہے گی، نوافل کی طرف آپ کی توجہ رہے گی تو اللہ تعالیٰ سے ایک تعلق بھی قائم رہے گا اور یہ تعلق ہی ہے جو پھر آپ کو میدانِ عمل میں ہر لحاظ سے کامیابیاں بھی عطا فرمائے گا۔

پس ہمیں اُن نمازوں کی تلاش کرنی چاہئے جس کا نمونہ ہمارے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا اور کوشش یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حضور انتہائی عاجزی سے جھک کر اور فنا کی کیفیت پیدا کر کے نمازیں پڑھی جائیں۔ میدانِ عمل میں آ کے جتنی ذمہ واریاں آپ پر پڑنے والی ہیں، اُن کے لئے تو بہت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ مدد مانگیں اور اُس کے حضور جھکیں۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھیں تاکہ آپ کو قدم قدم پر آسانیاں مہیا ہوتی رہیں۔ قدم قدم پر اللہ تعالیٰ آپ کی ہدایت کے سامان فرماتا رہے۔

جب آپ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (الفاتحۃ: 6) کی دعا مانگیں تو ہدایت کے اُن تمام راستوں کو اپنے سامنے رکھیں جو آپ کے لئے بھی ضروری ہیں اور جن کی ہدایت کا سامان آپ نے بننا ہے، اُن کے لئے بھی ضروری ہیں۔ پس اب آپ کا میدانِ عمل میں آنا اور آپ کی اپنی اصلاح صرف اپنے لئے نہیں بلکہ آپ کے نمونے اب دوسروں کے لئے بھی راہِ ہدایت کا باعث بننے والے ہیں۔ پس اس بات کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں۔ اُن راستوں کی تلاش کریں جو خدا تعالیٰ کو پسند ہیں۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا تو ہم مانگتے ہیں لیکن شیطان نے بھی یہی کہا تھا کہ میں صراطِ مستقیم پر ہی بیٹھوں گا۔ پس صراطِ مستقیم کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کو ایک ہدایت مل گئی، سیدھے راستے پر چل پڑے تو اب کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ شیطان ہر قدم پر آپ کے لئے اُسی رستے پر بیٹھا ہوا ہے۔ نفس میں بگاڑ پیدا کرنے کے لئے بیٹھا ہوا ہے۔ بعض لوگوں کو علم حاصل کر کے یہ خیال ہو جاتا ہے کہ شاید ہمارے اندر اتنی علمی قابلیت پیدا ہو گئی ہے کہ اب ہم اپنے آپ کو ماہر سمجھنے لگ گئے ہیں یا دوسروں کا منہ بند کرا سکتے ہیں۔ یہ سب خیالات ترقی کی راہ میں روک ہیں۔ یہ وہ خیالات ہیں جو شیطان نفس میں پیدا کرتا ہے۔ پس کبھی اپنے آپ کو کامل نہ سمجھیں۔ کبھی اپنے آپ کو کسی بھی علم میں ماہر نہ سمجھیں۔ perfection کبھی کسی میں نہیں پیدا ہوسکتی۔ ہاں اُس کی تلاش ہمیشہ رہتی ہے۔ کامل انسان دنیا میں ایک پیدا ہوا اور وہ کامل انسان ہمارے لئے اُسوۂ حسنہ ہے۔ اُس کے قدموں پر چلنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ اُس کی عاجزی کی بھی مثالیں دیکھیں تو انتہا کو چھو رہی ہیں۔ اُس کی عبادات کی مثالیں دیکھیں تو انتہا کو چھو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآنِ کریم نازل فرمایا تو علم و عرفان کی انتہا ہونی ہی تھی لیکن پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں کہا کہ میرے اُسوہ پر چلو، بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس رسول کی پیروی کرو گے تو تب ہی میرے سے تعلق بھی پیدا ہوگا۔ (آل عمران:32)

پس یہ نمونے ہمارے سامنے ہیں اور اس زمانے میں آپ کے عاشقِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نمونے ہمارے سامنے ہیں۔ ان باتوں کی ہمیشہ جگالی کرتے رہیں تو سیدھے رستے پر قائم رہیں گے، چلتے رہیں گے۔ اور اُن رستوں پر شیطان جتنی بھی روکیں ڈالے گا اُس سے بچ کر انشاءاللہ تعالیٰ گزرتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک شعر میں فرمایا۔

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اِسی سے دخل ہو دارالوصال میں

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد21 صفحہ 18)

پس اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کے لئے اپنی عاجزی کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔ جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں، کبھی یہ خیال نہ آئے کہ علم و معرفت کے کوئی ایسے دروازے ہم پر کھل گئے ہیں کہ اب ہم ہر ایک کا منہ بند کرا سکتے ہیں۔ یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ تیرے ماننے والے علم و معرفت میں ترقی حاصل کریں گے اور منہ بند کرائیں گے۔ (ماخوذ از تجلیات الٰہیہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409)۔ لیکن اپنے دل میں، اپنے خیال میں، اپنے زُعم میں کبھی یہ نہ سمجھیں کہ ہم اس انتہا کو چھو گئے ہیں۔ ہاں ہر دفعہ، ہر مرتبہ، ہر میدان میں جب اللہ تعالیٰ آپ کو کامیابی عطا فرمائے تو مزید جھکتے چلے جائیں۔ حقیقی علم وہی ہے جو عاجزی پیدا کرتا ہے۔ اور یہ عاجزی پھر علم و عرفان میں مزید آگے بڑھاتی چلی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتیں مربیان کو، مبلغین کو بڑی عزت اور احترام دیتی ہیں۔ جب آپ فیلڈ میں جائیں گے، میدانِ عمل میں جائیں گے تو یہ عزت و احترام آپ کو ملے گا۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ عزت و احترام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے ہے۔ اُس محبت کی وجہ سے ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جماعت کو ہے۔ اُس محبت کی وجہ سے ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور خدا تعالیٰ کے لئے پیدا کی ہے۔ پس کسی بھی بات کو اپنی بڑائی کا ذریعہ نہ سمجھیں۔ کوئی قدم جس سے آپ کی تعریف ہو اُس کا کریڈٹ کبھی اپنے پر لے کر نہ جائیں بلکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا اور اُس کی نعمتوں کی وجہ سے ہے۔ اس لئے ہمیشہ اس بارے میں بھی عاجزی اختیار کرتے چلے جائیں اور اسی طرف توجہ رکھیں۔

خلافتِ احمدیہ سے ہمیشہ وفا کا تعلق رکھیں۔ یاد رکھیں کہ جماعتوں میں، جس میدان میں بھی آپ ہیں، جس جگہ بھی آپ کو لگایا گیا ہے آپ خلیفہ وقت کے نمائندے ہیں۔ اور اس نمائندگی کا حق تبھی ادا ہو سکتا ہے جب آپ اپنے ہر عمل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنائیں گے۔ ہر عمل میں انصاف کو مدّنظر رکھیں گے۔ ہر عمل میں تقویٰ کو مدّنظر رکھیں گے۔ آپ کیونکہ علم حاصل کر چکے ہیں، دینی علم کے لئے اپنے آپ کو آپ نے پیش کیا، کچھ سال جامعہ میں رہ کے اُس کو حاصل کیا اور اب مزید زندگی میں بھی اس کو حاصل کرنا ہے۔ اس لئے کوئی سطحی یا موٹے موٹے تقویٰ کی راہیں نہیں جو آپ نے اپنانی ہیں بلکہ ہر اُس شخص کو جو جامعہ احمدیہ سے کامیاب ہو کے نکل رہا ہے، ہر اُس شخص کو جو جامعہ احمدیہ میں پڑھ رہا ہے، ہر اُس مربی کو، ہر اُس مبلغ کو جو میدانِ عمل میں ہے تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنا چاہئے تا کہ ان راستوں پر چلتے ہوئے پھر آپ دنیا کی رہنمائی بھی کر سکیں۔ آپ کے اپنے نمونے ہی ہیں جو دنیا کو راہِ راست پر لانے والے ہیں۔ پس ان نمونوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی کوشش کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور الہام بھی ہے جو جامعہ کے اکثر طلباء کو یا بعضوں کو جب وہ مجھے ملتے ہیں تو میں نے باتوں میں، نصیحتوں میں کہا بھی ہے کہ "تیری عاجزانہ راہیں اُسے پسند آئیں"۔ (تذکرہ صفحہ 595 ایڈیشن چہارم شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

پس ان عاجزانہ راہوں کی تلاش کرتے رہیں کہ کہاں ملتی ہیں۔ کبھی کوئی اَنانیت آپ میں پیدا نہ ہو۔ کہیں مقابلہ پیدا نہ ہو۔ پھل لگتے ہیں تو جو ثمر دار شاخیں ہوتی ہیں وہ جھکتی ہیں۔ آپ کو پھل لگیں گے تو مزید جھکتے چلے جائیں۔ آپ کے علم و عرفان میں اللہ تعالیٰ اضافہ فرمائے گا تو مزید جھکتے چلے جائیں۔ اور یہ عاجزی ہی ہے جو پھر آپ کو اونچا کرے گی۔ یہ عاجزی ہی ہے جو آپ کے ہر عمل میں وہ مٹھاس اور شیرینی پیدا کرے گی جو دنیا کو محسوس ہو گی اور یہ پھل ایسا نہیں جو پیٹ میں گیا اور ہضم ہو گیا اور بس دنیاوی لذت حاصل کر لی بلکہ یہ پھل ایسا ہے جو پھر روح کی تازگی کا باعث بنتا ہے اور روح کی تازگی سے یہ اُن لوگوں کو جو آپ سے فائدہ اُٹھائیں گے خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے والا ہے۔ اُس مزہ کا صرف احساس نہیں بلکہ وہ مزہ دلوں میں پیدا کرنے والا ہو گا جو پھر آپ کے ذریعے سے اُن لوگوں میں پیدا ہو گا جن کا تعلق خدا تعالیٰ سے قائم ہو گا۔ پس یہ باتیں ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک مربی، ایک مبلغ کا ہر عمل ایسا ہونا چاہئے جو دوسرے کو بھی فائدہ پہنچانے والا ہو۔

مَیں جب بھی لندن میں ہوا تو جامعہ احمدیہ کے طلباء سے عموماً روزانہ ہی ملاقات کرتا رہا۔ روزانہ تین طالب علم میرے پاس ملاقات کے لئے آتے ہیں اور مقصد یہی تھا کہ اُن سے ذاتی تعلق بھی پیدا ہو اور اُن کی رہنمائی بھی ہوتی رہے۔ بعد میں بعض دفعہ میں ناغے بھی کر دیتا تھا۔ لیکن مَیں نے یہ شروع بھی اس لئے کیا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی ایک بیٹی (پہلے بھی مَیں ذکر کر چکا ہوں) میر محمود احمد صاحب کی اہلیہ نے ایک خواب دیکھی تھی کہ ایک جہاز ہوا میں اُڑ رہا ہے، ساتھ وہ بھی بیٹھی ہیں، حضرت مصلح موعودؓ اُس میں تشریف فرما ہیں اور وہ جہاز فضا میں چلتا چلا جا رہا ہے اور نیچے جامعہ احمدیہ کی عمارت ہے، وہ بھی ساتھ ساتھ چلتی چلی جا رہی ہے اور ختم ہی نہیں ہو رہی۔ گویا کہ یہ جامعات دنیا میں ہر جگہ پھیلنے والے ہیں اور دوسرے یہ کہ جامعہ احمدیہ سے فارغ ہونے والے دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے طلباء اب دنیا میں پھیلتے چلے جائیں گے اور خلافت کی براہِ راست نگرانی میں یہ رہیں گے۔ اس لئے ملنا ضروری تھا اور اس کے واسطے میں نے خاص طور پر یہ انتظام کر دیا تا کہ جن طلباء جامعہ احمدیہ سے مَیں کچھ نہ کچھ ذاتی تعلق بھی قائم کر سکتا ہوں تو کروں۔ اور اس کو لوگوں نے بھی محسوس کیا۔ جامعہ احمدیہ کینیڈا کے سابق پرنسپل مجھے ملے اور کہنے لگے کہ میں نے جامعہ احمدیہ ربوہ کے طلبا بھی، کینیڈا کے بھی، یہاں کے بھی دیکھے ہیں۔ اور یہاں کے طلبا میں دوسروں سے جو ایک فرق ہے، وہ مَیں الفاظ میں تو بیان نہیں کر سکتا لیکن مجھے لگتا ہے کہ یہ دوسروں سے مختلف ہیں۔ اور اگر یہ ہے تو یہ بڑی خوشی کی بات ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ پھر میرا ان سے ملاقاتوں کا مقصد بھی پورا ہو گیا کہ آپ لوگوں میں دوسروں سے ایک امتیازی شان ہے۔ اور یہ امتیازی شان صرف جامعہ میں رہتے ہوئے نہیں رہنی چاہئے، میدانِ عمل میں جا کے بھی پہلے سے بڑھ کر اُبھرنی چاہئے۔ جب یہ ابھرے گی انشاء اللہ تعالیٰ، تو پھر آپ حقیقی طور پر جیسا کہ مَیں نے کہا اُس نمائندگی کا حق ادا کر سکیں گے جو خلیفۂ وقت کی نمائندگی ہے اور جو اپنے اپنے دائرہ عمل میں آپ کے سپرد کی گئی ہے۔ جہاں بھی آپ ہوں، اُس دائرہ کے اندر آپ نمائندے ہیں اور اس کو آپ کو پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔

مختلف ممالک سے آئے ہوئے طالب علم جامعہ احمدیہ میں پڑھ رہے ہیں، کچھ پڑھ کے فارغ التحصیل ہوئے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ سلطانِ نصیر عطا فرمائے ہیں جن کو زبانوں کا کوئی مسئلہ نہیں۔ پہلے ہمیں یہ فکر رہتی تھی کہ جامعہ احمدیہ کے فارغ طالب علموں کو کہاں کہاں بھیجنا ہے اور اُن کو کون کونسی زبانیں سکھانی چاہئیں، کس طرح زبانیں سکھانی چاہئیں۔ کس حد تک زبان سکھانی چاہئے کہ اُن میں اتنی perfection پیدا ہو جائے کہ آسانی سے ترجمہ کر سکیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام فرما دیا ہے۔ یہاں جرمنی کے طالب علم بھی ہیں، بیلجیئم کے بھی ہیں، فرانس کے بھی ہیں۔ بیلجیئم میں دو زبانیں بولی جاتی ہیں، اُن کے ماہر بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی زبان میں اچھے ہیں اور مزید پالش کرتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سامان مہیا فرمائے ہیں کہ فرنچ میں، جرمن زبان میں، نارویجین میں، سکینڈے نیویا کی دوسری زبانوں میں، ڈچ میں، انگریزی میں۔ اب آسانی سے ان ملکوں میں ان کی زبان میں اسلام کا پیغام پہنچایا جا سکے۔ لٹریچر کے ذریعے سے تو پہنچ ہی رہا ہے۔ اس میں اب زبانی تبلیغ کے ذریعے سے بھی مزید وسعت پیدا کی جائے۔ ابھی تو ابتدا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ جب مزید طالب علم یہاں جامعہ میں آتے جائیں گے اور پاس ہو کے میدانِ عمل میں جاتے جائیں گے تو اُس میں وسعت پیدا ہوتی چلی جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا تھا اور یہ نظم میں پڑھا گیا ہے کہ: "آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج"۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 131)۔ تو اس مزاج کے مطابق اُن کی زبان میں اُن کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا، حق کا پیغام پہنچانا، اسلام کا پیغام پہنچانا یہ ہمارا کام ہے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا، اللہ تعالیٰ نے اب اس دَور میں یہ آسانی پیدا فرما دی ہے کہ علاوہ اور ذرائع کے، مختلف لٹریچر اور میڈیا کے، اب ہمیں مبلغین بھی عطا فرمانا شروع کر دیئے ہیں جو اُن لوگوں کی اپنی زبان بول سکتے ہیں۔ اُن کی زبان میں اُن کو پیغام حق پہنچا سکتے ہیں۔ گہرائی میں اُن زبانوں کے مطالب کو سمجھ کر پھر اُن کو سمجھا سکتے ہیں۔ پس یہ ایک بہت بڑا احسان ہے جو اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرمایا ہے اور یہ بھی وہ پیشگوئی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی تھی کہ احرارِ یورپ کا مزاج اب اس طرف آ رہا ہے پس ان کو سمجھائیں۔ اور اس کو سمجھانے کے لئے آپ پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ پہلا ردّ عمل ان کا یہ ہوا کہ مذہب سے ہٹ گئے۔ دوسرا ردّ عمل یہ ہوا کہ مذہب سے ہٹنے کے بعد خدا تعالیٰ کے وجود کے انکاری ہو گئے کیونکہ ان کو وہاں چین اور سکون نہیں تھا۔ یہ چین اور سکون مہیا کرنے کے لئے ان کو راستے میسر نہیں تھے۔ ان کو بتانے والا کوئی نہیں تھا۔ اب یہ راستے دکھانے والے آپ لوگ ہیں جنہوں نے پہلے ان کو خدا تعالیٰ کے وجود سے اور پھر مذہب کی ضرورت سے آگاہ کرنا ہے۔ اور پھر اسلام کی خوبصورت تعلیم کا بتانا ہے تا کہ ان لوگوں کو پھر اُس نقطہ پر جمع کیا جائے جو خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے والا نقطہ ہے جس کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے تھے۔ پس اس طرف آپ کو ہمیشہ توجہ دینی چاہئے کہ تبلیغی میدان میں کس طرح آپ نے نئے نئے راستے تلاش کرنے ہیں اور کس طرح لوگوں سے رابطوں میں وسعت اختیار کرنی ہے اور دنیا کو حق کا پیغام پہنچانا ہے۔

پس یہ انعامات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر کئے ہیں۔ ایک بہت بڑا انعام یہ ہے کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو، یورپ میں رہنے والے لوگوں کو، اپنے مسیح و مہدی کے اُن غلاموں کے طور پر چنا ہے جنہوں نے اُن سفید پرندوں کو پکڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے اور توحید پر عملدرآمد کرتے ہوئے خدائے واحد کے حضور جھکنا ہے۔ پس یہ جو انعام ہے یہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں یورپ میں رہنے والے اُن لڑکوں کو، اُن افرادِ جماعت کو، اُن نوجوانوں کو عطا فرمایا ہے جنہوں نے دین کی خاطر اپنے آپ کو وقف کیا یا واقفینِ نَو میں سے وہ جن کے والدین نے اپنے بچوں کو وقف کیا تا کہ وہ خادمِ دین بنیں۔ اور پھر آپ نے ان کے اس عہد کو، اپنے والدین کے عہد کو نبھاتے ہوئے خود بھی اس کی تجدید کی اور اس میدان میں آئے۔ پس اس انعام کی قدر کریں اور اس مقصد کے حصول کے لئے اپنی بھرپور کوشش کرتے چلے جائیں اور اس دنیا میں، ان ممالک میں، مغربی ممالک میں جہاں دہریت پھیلتی جا رہی ہے، ان لوگوں کو خدائے واحد کے حضور جھکنے والا بنائیں۔ اور یاد رکھیں کہ اس مقصد کے حصول کے لئے مسلسل دعاؤں اور کوشش میں لگے رہیں۔ اپنی تمام تر طاقتوں اور استعدادوں اور استطاعتوں کے ساتھ اس کام کو سرانجام دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ پہلا Batch جو جامعہ احمدیہ سے فارغ ہو کر میدانِ عمل میں آ رہا ہے، اللہ کرے کہ یہ لوگ وہ مثالی مبلغین اور مربیان ہوں جن کے نقشِ قدم پر چلنے والے پھر اَور بھی پیدا ہوتے چلے جائیں۔

پہلے بھی مَیں نے آپ کو کہا تھا کہ جامعہ احمدیہ یوکے کے طلباء میں سے آپ لوگ pioneer ہیں، اور جو شروع کے ابتدائی لوگ ہوتے ہیں وہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے نقشِ قدم پر دوسرے بھی چلتے ہیں۔ پس پیچھے رہنے والے طلباء کے لئے جو مثالیں قائم کرنی ہیں وہ آپ نے کرنی ہیں۔ پچھلے لوگوں کی بھی اور باقی آپ کے پیچھے آنے والے طلباء جو پیچھے کلاسوں میں ہیں ان کی بھی آپ پر نظر رہے گی۔ پس جس پہلو سے بھی آپ دیکھ لیں آپ کے اوپر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آپ نے اپنے ساتھیوں کے لئے جو جامعہ میں پڑھ رہے ہیں اور ان افرادِ جماعت کے لئے جہاں آپ کو بھیجا جائے گا، جہاں آپ نے کام کرنے ہیں، اور اس معاشرہ کے لئے، دنیا والوں کے لئے جن کو خدا تعالیٰ سے دوری پیدا ہو گئی ہے، اُن کو خدا تعالیٰ کے قریب لانے کے لئے نمونہ بننا ہے۔

پس ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو آج آپ پر عائد ہو رہی ہے۔ شاہد کا امتحان آپ نے پاس کر لیا۔ اچھے نمبروں سے پاس کر لیا۔ کچھ نے درمیانے نمبر لئے۔ لیکن بہرحال آپ سب مربی بن گئے، مبلغ بن گئے۔ لیکن اصل امتحان اب زندگی میں شروع ہونے ہیں جس کے نمبر یہاں دنیاوی طور پر نہیں لگنے۔ جس کے نمبر خدا تعالیٰ نے لگانے ہیں۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ اپنے اُس عہد کو جو آپ نے کیا ہے آپ نے اس طرح نبھانا ہے کہ جب خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں تو آپ اُن لوگوں میں شامل ہوں جن کے عہد کے بارے میں یہ نہ پوچھا جائے کہ تم نے عہد کیوں نہیں نبھائے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشنودی کا اظہار ہو۔ پس ہمیشہ اس بات کو ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔ (دعا)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت سیدہ صالحہ بیگم صاحبہؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 7 دسمبر 2009ء میں مکرم مرزا وحید اقبال مغل صاحب کے قلم سے حضرت سیدہ صالحہ بیگم صاحبہؓ (المعروف امّ داؤد) کی سیرۃ پر مضمون شامل اشاعت ہے۔ آپؓ کے بارہ میں قبل ازیں 3 نومبر 1995ء اور 3 اپریل 2009ء کے شماروں کے اسی کالم میں بھی مضامین شائع ہوچکے ہیں۔

یہ بچی جس کا نام صالحہ جان رکھا گیا 12 جنوری 1897ء کو دارالمسیح قادیان میں پیدا ہوئی۔ آپؓ کی والدہ کا نام محمدی بیگم اور والد کا نام حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ تھا جو حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کے بیٹے تھے جو لدھیانہ کے علاقہ کے بہت بڑے ولی تھے اور ہزاروں لوگ آپ کے مرید تھے۔ لیکن جب اُن کی ملاقات حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے (قبل از بعثت) ہوئی تو آپ نے حضورؑ کی پاک سیرت کی بنا پر دُور اندیشی کی وجہ سے یہ اندازہ کرلیا کہ حضورؑ ہی اس زمانہ کے مصلح اور مسیح موعود ہوں گے اور اس بات کی تائید میں ایک رسالہ نکالا۔ اس میں ایک نظم بھی لکھی جس کا ایک شعر یہ تھا:

سب مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی بیوی حضرت صغریٰ بیگم صاحبہؓ حضرت پیر منظور محمد صاحب کی سگی بہن تھیں اس رشتہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ حضرت سیدہ صالحہ بیگم صاحبہؓ کے پھوپھا لگے۔

قاعدہ ''یسرنا القرآن'' کو لکھنے والے سیدہ محترمہ کے والد حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ تھے جنہوں نے حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ اور اپنی بیٹی صالحہ بیگم کو قاعدہ پڑھانے کے لئے لکڑی کے بلاک بنائے اور ان کے ذریعے اردو کے حروف کی پہچان کروائی اور ایک نئی طرز کی بنیاد ڈالی۔ جس کی تعریف حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی ایک نظم میں بھی کی ہے۔

آپؓ کی پرورش دارالمسیح قادیان میں ہی ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ میاں محمد اسحٰق پسر حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ اور صالحہ بیگم بنت صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحبؓ کی شادی ہورہی ہے۔ چنانچہ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے حضرت اقدسؑ کی موجودگی میں فروری 1906ء میں مسجد اقصیٰ قادیان میں نکاح کا اعلان کیا۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ''ہمارا نکاح شعائراللہ میں سے ہے''۔

حضرت صالحہ بیگم صاحبہؓ کی شادی 1911ء میں ہوئی اور آپ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کی بہو بن کر دارالمسیح میں آگئیں۔ اس موقعہ پر حضرت مصلح موعودؓ نے ایک نظم کہی جس کا ایک شعر یوں ہے:

میاں اسحٰق کی شادی ہوئی ہے آج اے لوگو
ہر اک منہ سے یہی آواز آتی ہے مبارک ہو!

حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کا جماعت احمدیہ میں ایک خاص مقام ہے۔ آپ حضرت اماں جان نوراللہ مرقدھا کے سگے بھائی تھے۔ آپ نے حضرت اماں جانؓ کا دودھ بھی پیا ہوا تھا اور اس طرح آپ حضرت اماں جان کے رضاعی بیٹے اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے دودھ شریک بھائی تھے۔ چنانچہ حضرت سیدہ صالحہ بیگم کو حضرت امّاں جانؓ کی بھابھی اور بہو ہونے کا دوہرا شرف حاصل ہوا۔

حضرت سیدہ صالحہ بیگم صاحبہؓ کو علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے بھی آپؓ کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی۔ گھر کے کاموں کے علاوہ آپ پڑھائی کے لئے بھی وقت نکال لیتی تھیں۔ خود بھی پڑھتیں اور دوسری عورتوں کو بھی پڑھاتیں۔ آپ کے مزاج میں یہ بات تھی کہ ہمیشہ کچھ سیکھتی رہتیں۔ شادی کے بعد اپنے شوہر سے قرآن مجید اور حدیث کی کتابیں پڑھیں۔ آپ کو قرآن مجید سے بہت محبت تھی۔ درسوں میں باقاعدگی سے شامل ہوتیں۔ اپنے قرآن مجید کے ہر صفحہ کے ساتھ درس میں نوٹس لینے کے لئے سفید کاغذ لگوائے ہوئے تھے۔ جس بات کا علم نہ ہوتا اس کو پوچھ لینے میں ہرگز عار محسوس نہ کرتیں۔ جب آپ کے جڑواں بچے پیدا ہوئے (جو بعد میں فوت ہوگئے) تو آپؓ ان دو ننھے بچوں سمیت بھی قرآن مجید کا درس سننے مسجد جایا کرتی تھیں۔

آپؓ کی وفات پر حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ نے ایک مضمون میں لکھا: ''آپ کی سیرت کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ آپ بفضلہٖ تعالیٰ ایک قابل صد رشک مربیہ تھیں اور یہ بات آپ سے تربیت یافتہ لوگوں کے اعلیٰ اخلاق اور دینداری کو دیکھ کر ان آنکھوں پر بھی روشن ہوجاتی ہے جنہوں نے آپؓ کو دیکھا نہ تھا۔ وہ مقدّس اور پاکیزہ ماحول جو آپؓ نے اپنے گھر میں پیدا کر رکھا تھا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں اس ماحول میں پلنے کا موقع ملا۔ تربیت کے ہر پہلو پر آپ کی نظر رہتی تھی۔ اگر ایک طرف آپؓ کے قلوب میں دین کی محبت کے شعلے بھڑکاتی تھیں تو دوسری طرف آپ دماغوں میں طلب علم کی بھڑکی لگا دیتی تھیں اور کیوں نہ ہو آپ خود بھی تو علم کا ایک بحرِ ذخار تھیں''۔

1914ء کا جلسہ سالانہ اس لحاظ سے پہلا جلسہ تھا جس میں عورتوں نے بھی جلسہ کے پروگرام میں مردوں سے علیحدہ حصہ لیا۔ حضرت صالحہ بیگم صاحبہؓ نے بھی زنانہ جلسہ گاہ میں اپنا لکھا ہوا مضمون پڑھا۔

آپؓ کو دینی خدمت کا بے حد شوق تھا۔ شادی کے بعد ابتدائی زمانہ تو علم سیکھنے میں گزارا۔ اور پھر لجنہ اماءاللہ کے قائم ہوتے ہی آپ نے لجنہ کے ہر کام میں حصہ لیا۔ ہر خدمت کے لئے سب سے پہلے تیار ہوتیں۔ پھٹے پرانے، میلے کمبلوں اور کپڑوں کو قومی ضرورت کی خاطر پیوند لگاتیں اور جب تک تمام کام ختم نہ ہوجاتا آرام کی نیند نہ سوتیں۔ اپنے شوہر کی طرح غرباء اور یتیموں کی مدد کرتیں۔ آپ میں یہ بہت بڑی خوبی تھی کہ جب کام ختم ہوجاتا تو پوچھنے پر کبھی فخریہ طور پر اپنا ذکر نہ کرتیں بلکہ حد درجہ عاجزی سے ہمیشہ اپنی ساتھی عورتوں میں سے کسی کا نام بتا دیتی تھیں۔ اس سے آپ کا مقصد دوسروں کی حوصلہ افزائی تھی اور انکساری بھی انتہا درجہ کی تھی۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ اپنے مضمون میں مزید فرماتے ہیں کہ: ''جلسہ سالانہ کے دنوں میں دوبار مجھے آپ کے ساتھ کام کرنے کا حسین اتفاق ہوا ہے اور کئی کئی روز، دن کا اکثر حصہ انتظامات کے سلسلہ میں آپ کے ارشادات کی تعمیل میں گزارنے کا موقع ملا ہے اس لئے میں شاہد ہوں کہ اور سچ سچ کہتا ہوں کہ انتظامی قابلیت کے لحاظ سے آپ کے پائے کا انسان ملنا مشکل ہے۔ اپنے ماتحت ہمراہیوں سے آپ کی درشتی شاذونادر مگر عین باموقع، البتہ محبت کا سلوک اکثر رہتا تھا۔ آپ دن رات انتھک کام کرنے والی تھیں اور آپ کے ساتھی تھک تھک کر منزلوں پیچھے رہ جاتے تھے جلسے کی خنک راتوں میں روزانہ کے کام کے اختتام کی بھی عجب کیفیت ہوتی ہے۔ دن رات کا کھانا کھلانے کے بعد دن بھر کے تھکے ہارے کارکن ایک ایک کرکے رخصت ہوجاتے تھے مردوں میں سے بھی اور عورتوں میں سے بھی۔ مرد کارکنوں کا خیمہ زنانہ رہائش گاہ کے دفتر سے بالکل ملحق ہوتا ہے اور ہم سنتے تھے کہ شور اور ہنگامے کی آواز دھیمی پڑتی پڑتی آخر خاموشیوں میں ڈوب جاتی تھی۔ ہاں! کبھی کبھی ممانی جان کی آواز ان کی موجودگی اور بیداری کا پتہ دیتی تھی۔ آپ اپنی چند خاص کارکنات کے ساتھ رات کی آخری گاڑی اور پھر اس کے آخری مہمان کی راہ دیکھتی ہوئیں راتوں کا اکثر حصہ دفتر میں ہی گزارتی تھیں۔ آپ کی صحت کمزور تھی اور جسم ناتواں مگر ہمت بہت...... بہت بلند تھی''۔

دسمبر 1922ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے لجنہ اماءاللہ کی بنیاد رکھی۔ پہلے دن چودہ خواتین اس کی ممبر بنیں جن میں ساتویں نمبر پر حضرت سیدہ امّ داؤد کا نام ہے۔ حضرت سیدہ امۃ الحیّ صاحبہؓ کی وفات پر آپؓ کچھ عرصہ جنرل سیکرٹری کے طور پر خدمات بجالائیں۔ بعد میں نائبہ جنرل سیکرٹری کے طور پر تقرر ہوا۔ حضرت سیدہ امۃ الحیّ بیگم صاحبہ کی یادگار ''امۃ الحیّ لائبریری'' قائم کرنے کی تحریک و تجویز بھی آپؓ کی طرف سے پیش کی گئی تھی۔

1947ء میں آپؓ نے قادیان کی مہاجر ممبرات کی صدر کے طور پر لاہور میں اس شوق سے خدمت کی کہ مقامی لجنہ لاہور میں بھی بیداری کی لہر دوڑ گئی۔

قیامِ پاکستان کے بعد احمدی لاہور آکر رتن باغ اور اس سے ملحقہ عمارتوں میں رہنے لگے۔ درویشانِ قادیان اور مربیان کے بیوی بچے بھی قادیان سے خالی ہاتھ لاہور پہنچے اور حضورؓ کی خاص شفقت کے نتیجہ میں ان عمارتوں میں ٹھہرے۔ یہ لوگ اکتوبر 1947ء سے اپریل 1950ء تک حضرت مصلح موعودؓ کی سرپرستی کا لطف اٹھاتے ہوئے یہاں مقیم رہے۔ ان میں کچھ معذور عورتیں اور بچے بھی تھے۔ 1949ء کا جلسہ سالانہ اپریل میں ہوا تو حضورؓ نے ان سب کو ربوہ منتقل کرنے کا فیصلہ فرمایا اور ریل گاڑی کے ذریعہ اپنی خاص نگرانی میں ان لوگوں کو ربوہ پہنچوایا۔ حضرت سیدہ صالحہ بیگم صاحبہؓ باوجود طبیعت خراب ہونے کے ان لوگوں کے ساتھ تشریف لے گئیں۔ اور ربوہ سٹیشن پر اس وقت تک موجود رہیں جب تک ہر ایک اپنی اپنی جگہ کے لئے روانہ نہیں ہوگیا۔ ربوہ میں بھی آپؓ ان لوگوں کا خاص خیال رکھتی رہیں۔

آپؓ نے 20 ستمبر 1948ء کو ربوہ کی بنیاد رکھتے وقت عورتوں اور بچیوں کو وہ اشعار یاد کروائے جو مدینہ کی عورتوں نے ہجرت مدینہ کے بعد پڑھے تھے اور اس طرح حضورؓ کا استقبال کیا گیا۔

جوانی میں ہی آپؓ کو گلے کی بیماری ہوگئی اور اس وجہ سے طبیعت اکثر کمزور رہتی۔ لیکن آپ نے کبھی اپنی بیماری کو کام نہ کرنے کا بہانہ نہیں بنایا۔ بہت ہمت و بہادری کے ساتھ بیماری کا مقابلہ کیا اور جماعتی کام انتہائی توجہ، محنت لگن، جوش اور جذبہ سے کرتیں کہ دیکھنے والی ہر آنکھ آپ کی بلند ہمتی، قوت ارادی اور سلسلہ کے ساتھ محبت پر حیران رہ جاتی۔ گلے کی تکلیف کبھی کم ہوجاتی لیکن کچھ دیر بعد پھر دوبارہ بڑھ جاتی۔ ایک وقت آیا کہ کھانے کی نالی بند ہوگئی تو آپریشن کروانا پڑا اور آٹھ ماہ مسلسل بستر پر گزارے۔ آخر 8 ستمبر 1953ء کو لاہور میں آپ کی وفات ہوگئی۔ جنازہ ربوہ لایا گیا اور تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔

آپؓ اپنی تمام ذمہ داریوں کے باوجود سیر و تفریح اور کھیل کود کیلئے بھی وقت نکالا کرتی تھیں۔ آپ نے بہت سے شہروں کے سفر کئے۔ سائیکل بھی چلا لیتی تھیں اور بیڈمنٹن کھیلنا پسند کرتی تھیں۔ تمام رشتہ داروں میں ہردلعزیز تھیں۔ خصوصیت سے حضرت اماں جانؓ تو آپ سے بہت محبت کرتیں اور آپ کا خیال رکھتیں۔

حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کی وفات کے بعد خاندان میں کسی کی شادی تھی۔ حضرت امان جانؓ دلہن کو مہندی لگوا رہی تھیں کہ اُن کی نظر حضرت سیدہ صالحہ بیگمؓ پر پڑی تو فرمایا: ''صالحہ! تم بھی مہندی لگاؤ''۔ آپؓ نے عرض کی کہ ''مَیں تو بیوہ ہوں''۔ حضرت اماں جان نے نہایت محبت سے فرمایا: ''تم آؤ اور مہندی لگاؤ، تم تو سدا سہاگن ہو، تم نے یہ کیوں سوچا کہ تم اکیلی ہو''۔

آپؓ خلیفہ وقت کا بہت احترام اور اطاعت کرتی تھیں۔ آپؓ کی بڑی صاحبزادی سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ صرف 17 سال کی تھیں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اُن کے لئے حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ (جن کے پہلے 3 بچے تھے اور عمر میں کافی بڑے تھے) کا رشتہ بھیجا تو آپؓ نے خوشی سے منظور فرمالیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو تین بیٹوں اور چار بیٹیوں سے نوازا۔ تینوں بیٹوں کو خدمت دین کی نمایاں توفیق ملی یعنی حضرت میر داؤد احمد صاحب، محترم سید میر مسعود احمد صاحب اور محترم سید میر محمود احمد صاحب۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 5 ستمبر 2009ء میں شامل اشاعت مکرم طارق بشیر صاحب کے کلام سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

تم گل ہو یا گلنار ہو تم کون ہو
حسن کا شہکار ہو تم کون ہو
شش جہت میں ظلمتوں کے درمیاں
نُور کا مینار ہو تم کون ہو
چار سُو ہیں نفرتوں کی آندھیاں
پیار کا اظہار ہو تم کون ہو
چلچلاتی دھوپ ہے یاں چار سُو
سایۂ دیوار ہو تم کون ہو

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

2nd November 2012 – 8th November 2012

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 2nd November 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Yassarnal Qur'an: An educational programme presented by Qari Muhammad Aashiq.
01:20	Huzoor's Tours: Tour of Burkina Faso
02:30	Japanese Service
02:50	Tarjamatul Qur'an Class
04:05	MTA Variety
04:55	Liqa Ma'al Arab
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Qur'an
06:45	Huzoor's Tours: Tour of Burkina Faso
07:55	Siraiki Service
08:25	Rah-e-Huda
10:00	Indonesian Service
11:00	Fiq'ahi Masa'il
11:40	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:00	Seerat-un-Nabi (saw): an Urdu programme on the topic of the Holy Prophet Muhammad (saw) and his preparations for war.
13:00	Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V.
14:15	Yassarnal Qur'an
14:35	Bengali Reply to Allegations
15:45	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal ba Sal
16:20	Friday Sermon
17:35	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Tours: Burkina Faso [R]
19:25	Real Talk: An English discussion programme
20:30	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:10	Rah-e-Huda [R]

Saturday 3rd November 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:30	Yassarnal Qur'an
00:50	Huzoor's Tours: tour of Burkina Faso
02:00	Friday Sermon: recorded on 2nd November 2012
03:15	Rah-e-Huda: An interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community.
05:00	Liqa Ma'al Arab: recorded on 28th May 1998
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel
07:00	Jalsa Salana UK 2011: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 24th July 2011.
08:25	International Jama'at News
09:00	Question and Answer Session
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on 2nd November 2012 [R]
12:15	Tilawat
12:25	Story Time: An Islamic based story time program for children.
12:40	Al Tarteel
13:10	Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme
14:10	Bangla Shomprochar
15:10	Kuch Yaadein, Kuch Baatein
16:00	Live Rah-e-Huda: a live interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	MTA World News
18:20	Jalsa Salana UK 2011 [R]
19:40	Faith Matters
20:40	International Jama'at News
21:15	Rah-e-Huda [R]
22:45	Story Time
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday 4th November 2012

00:00	MTA World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:00	Al-Tarteel
01:30	Jalsa Salana UK 2011
02:55	Friday Sermon
04:05	Kuch Yaadein, Kuch Baatein
05:00	Liqa Ma'al Arab
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Qur'an
06:45	Children's Class
07:50	Faith Matters
08:55	Question and Answer Session: recorded on 21st June 1996.
10:05	Indonesian Service
11:05	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 23rd March 2012.
12:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:40	Yassarnal Qur'an
13:00	Friday Sermon [R]
14:10	Bengali Service
15:15	Children's Class [R]
16:20	Kasauti [R]
16:50	Kasre Saleeb
17:35	Kids Time
18:05	Yassarnal Qur'an
18:30	MTA World News
18:55	Children's Class [R]
20:00	Beacon of Truth
20:45	Discover Alaska: An English documentary
21:10	Kasauti
21:40	Friday Sermon
22:50	Question and Answer Session [R]

Monday 5th November 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Qur'an
01:05	Children's Class
02:10	Discover Alaska: An English documentary
02:35	Friday Sermon: Recorded on 2nd November 2012
03:50	Real Talk
05:00	Liqa Ma'al Arab
06:05	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi (saw)
06:35	Al-Tarteel
07:05	Huzoor's Tours: Tour of Burkina Faso
08:20	International Jama'at News
08:55	Rencontre Avec Les Francophones: French Mulaqat. Recorded on 14th February 1999.
10:00	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 10th August 2012.
11:15	Jalsa Salana Speeches
12:00	Tilawat & Dars
12:25	Al-Tarteel
12:55	Friday Sermon
14:05	Bangla Shomprochar
15:05	Jalsa Salana Speeches [R]
16:00	Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Tours: Burkina Faso [R]
19:30	Real Talk
20:35	Rah-e-Huda [R]
22:10	Friday Sermon [R]
23:20	Jalsa Salana Speeches [R]

Tuesday 6th November 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:30	Insight
00:50	Al-Tarteel
01:20	Huzoor's Tours: Tour of Burkina Faso
02:35	Kids Time
03:05	Friday Sermon: recorded on 12th January 2007
04:15	Jalsa Salana Speeches
04:55	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 4th June 1998.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Jalsa Salana UK: Concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V on 24th July 2011.
08:25	Insight: recent news in the field of science
08:15	Australia: Macadamia Nuts
08:55	Question and Answer Session: recorded on 21st June 1996.
10:05	Indonesian Service
11:05	Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon, delivered on 14th October 2011.
12:05	Tilawat & Insight
12:30	Yassarnal Qur'an
13:00	Real Talk
14:00	Bangla Shomprochar
15:10	Spanish Service
16:00	Ahmadiyya Medical Association
16:35	Seerat-un-Nabi (saw): A discussion about the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw)
17:05	Le Francais C'est Facile
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:20	Jalsa Salana UK 2011 [R]
19:40	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 2nd November 2012.
20:45	Insight: recent news in the field of science
21:05	Ahmadiyya Medical Association
21:55	Australia: Macadamia Nuts
22:20	Seerat-un-Nabi (saw)
22:50	Question and Answer Session [R]

Wednesday 7th November 2012

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an
01:20	Jalsa Salana UK 2011 Address
02:45	Le Francais C'est Facile
03:10	Australia: Macadamia Nuts
03:30	Ahmadiyya Medical Association
04:15	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
04:55	Liqa Ma'al Arab: recorded on 9th June 1998
06:00	Tilawat & Dars
06:30	Al-Tarteel
07:00	Atfal Ijtema: An address delivered by Huzoor on the occasion of Atfal Ijtema, Germany. Recorded on 17th September 2011.
08:10	Real Talk
09:15	Question and Answer Session
10:15	Indonesian Service
11:15	Swahili Service
12:20	Tilawat & Dars
12:50	Al-Tarteel
13:20	Friday Sermon: Recorded on 26th January 2007
14:20	Bangla Shomprochar
15:25	Fiq'ahi Masa'il
15:55	Kids Time
16:25	Faith Matters
17:25	Maidane Amal Ki Kahani: A programme looking at the lives and experiences of Waqfe Zindagi.
18:10	Al-Tarteel
18:40	MTA World News
19:00	Atfal Ijtema [R]
20:10	Real Talk [R]
21:15	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:45	Kids Time [R]
22:15	Maidane Amal Ki Kahani [R]
23:00	Friday Sermon [R]

Thursday 8th November 2012

00:20	MTA World News
00:40	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an.
01:00	Al-Tarteel
01:30	Atfal Ijtema
02:35	Fiq'ahi Masa'il
03:00	Mosha'airah: an evening of poetry
03:50	Faith Matters
05:00	Liqa Ma'al Arab: recorded on 10th June 1998
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:40	Yassarnal Qur'an
07:00	Huzoor's Tours: Tour of Burkina Faso
08:00	Beacon of Truth
08:45	Tarjamatul Qur'an class
10:00	Indonesian Service
10:50	Pushto Service
11:35	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:10	Yassarnal Qur'an
12:30	Beacon of Truth [R]
13:20	Friday Sermon
14:25	MTA Variety
14:50	Maseer-e-Shahindgan: A persian programme
15:25	Tarjamatul Qur'an class [R]
16:35	Yassarnal Qur'an [R]
17:15	MTA Variety
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Tours [R]
19:10	Faith Matters
20:15	MTA Variety [R]
21:00	Tarjamatul Qur'an class [R]
22:00	MTA Variety
23:00	Beacon of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 19 | Friday 26 October, 2012 | Issue No. 43

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{ماہ جون 2012ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات}

(طارق حیات۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

(چوتھی قسط)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یادرکھو، لغزش ہمیشہ نادان کو آتی ہے۔ شیطان کو جو لغزش آئی وہ علم کی وجہ سے نہیں، بلکہ نادانی کی وجہ سے آئی۔ اگر وہ علم میں کمال رکھتا تو لغزش نہ آتی۔ قرآن کریم میں علم کی مذمت نہیں، بلکہ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:29) ہے اور نیم ملاں خطرہ ایمان مثل مشہور ہے۔ **پس میرے مخالفوں کو علم نے ہلاک نہیں کیا، بلکہ جہالت نے۔**...... مختصر یہ کہ یادرکھو کہ ساری زہریں نادانی میں ہیں۔ جہالت سچ مچ ایک موت ہے۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ:223، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

ذیل میں پاکستان سے موصول ہونے والی ماہانہ Persecution Report بابت ماہ جون سے ماخوذ چند المناک واقعات درج کئے جاتے ہیں۔

مسجد کو دھماکہ خیز مواد سے اڑانے والوں کا تازہ کارنامہ

ہیلاں، ضلع کوٹلی آزاد جموں کشمیر، مئی جون: یہ وہ گاؤں ہے جہاں وہ انہونی کی گئی تھی کہ قلم ساتھ نہیں دے رہا ہے۔ حکام نے یہاں زیر تعمیر احمدیہ مسجد کو دھماکہ خیز مواد نصب کرکے زمین بوس کردیا تھا۔ 6 جون 2008 کو یہ ناقابل برداشت ''خدمت اسلام'' بجا لا کر انتظامیہ نے متعدد احمدیوں کو امتناع قادیانیت کے کالے قانون کے تحت زیر حراست لے لیا تھا۔ احمدیت مخالف عناصر یہاں ایک مرتبہ پھر سرگرم ہیں۔ جس کی تازہ مثال ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

تب چودہ احمدیوں پر پاکستان پینل کوڈ کی دفعات 298 بی اور سی کے تحت مقدمہ بنایا گیا تھا، یہ معصوم احمدی حسب ضابطہ تب سے عدالت میں باقاعدگی سے حاضر ہوتے رہے۔ رواں سال ماہ فروری میں معاندین احمدیت کو طیش آیا یا ان کے آقاؤں نے مزید ایندھن فراہم کیا کہ مقامی جماعت کے صدر مکرم محمد فاروق صاحب کے خلاف تازہ وارنٹ گرفتاری جاری کروایا گیا لیکن خوش نصیبی سے صدر صاحب بروقت ضمانت قبل از گرفتاری حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے اور دشمنوں کی ایک سکیم ناکام ہوگئی۔ لیکن تب سے مخالفین آپ کا سکون برباد کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگارہے ہیں۔ آپ کا گاؤں میں ایک پرائیویٹ سکول ''ناصر پبلک سکول'' کے نام سے قائم ہے۔ دین مُلّاں فساد فی سبیل اللہ کے حوالہ سے معروف مولویوں نے اس سکول کو بند کروانے کی ٹھان لی ہے اور مکرم فاروق صاحب کو کھلم کھلا دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ متعدد فون کالز میں پیغام دیا جارہا ہے کہ خود ہی سکول بند کردو ورنہ ہم تمہیں اغوا کرلیں گے۔ مکرم فاروق صاحب نے فون کرنے والوں کی مکمل تفاصیل پولیس کو مہیا کرکے مناسب کارروائی کی استدعا کی لیکن احمدیوں کی ایسی درخواستیں پاکستانی حکام کے سامنے صدا بصحرا ہی ثابت ہوتی ہیں۔ مکرم فاروق صاحب کی فکر اور تشویش میں کمی کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی ہے۔

احمدی ڈاکٹر نشانے پر

گجرات، 13 جون: مکرم ڈاکٹر مرزا نصیر احمد صاحب کا یہاں پرائیویٹ کلینک ہے۔ ایک دن ایک نجی کمپنی کا نمائندہ بنام سلیمان آپ کے پاس آیا اور پوچھا کہ تم قادیانی ہو؟ اور پھر خود ہی مفتی اسلام کا عہدہ سنبھال کر حتمی فتویٰ بھی جاری کردیا کہ قادیانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ ہیں۔ نیز جماعت احمدیہ کے خلاف محض جہالت سے بعض سنے سنائے بے بنیاد الزامات دہرائے۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے جماعتی تعلیم اور روایت کا پاس رکھا اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا لیکن یہ کارندہ تو باقاعدہ تیاری سے آیا تھا وہ مسلسل جماعت احمدیہ کے خلاف بدزبانی اور الزام تراشی کرتا ہی چلا گیا۔ آخر تنگ آکر ڈاکٹر صاحب نے پوچھا کہ جناب آپ کی تشریف آوری کا کوئی مقصد بھی ہے یا محض بدزبانی ہی کرتے چلے جاؤ گے؟ کہنے لگا کہ تمہیں جلد پتہ چل جائے گا۔ اسی دوران اس شخص کو موبائل پر کال آئی جس میں اس نے اپنے کسی ساتھی شیطان کو بتایا کہ یہ ڈاکٹر قادیانی ہی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

کلینک سے نکل کر یہ فسادی سیدھا تھانے گیا اور درخواست کی کہ احمدی ڈاکٹر کے خلاف توہین کا مقدمہ درج کیا جائے اور یہ عذر تراشا کہ دوران بحث مَیں نے کہا تھا کہ خاتم النبیین کا مطلب ہے آخری نبی۔ لیکن ڈاکٹر نصیر نے مجھے ٹوکا کہ خاتم النبیین کا مطلب ہے نبیوں کی مہر۔ اور اس احمدی ڈاکٹر کے اس جواب سے میرے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ تھانیدار نے دونوں کو اپنے پاس بلایا اور فریقین کا بیان سن کر تھانیدار نے کہا کہ تمہارا الزام بے بنیاد معلوم ہوتا ہے جس پر مفسد شخص نے سوچنے کا وقت مانگ لیا۔

اطلاعات کے مطابق ایک مقامی گجراتی پیر ساری شرارت کی جڑھ اور فتنہ کا بانی ہے۔ اور یہ شخص اس کا مرید اور چیلا ہے جو اپنی فدائیت میں ایک احمدی کا سکون اور ذریعہ معاش برباد کے لئے آلہ کار بنا ہوا ہے۔ جو بھی ہو ایک احمدی کے لئے شدید خطرہ کا مقام ہے۔ کتنا آسان ہے پاکستان میں توہین کے قانون کا ناجائز استعمال!!

دفتر الفضل کی یادیں

ربوہ: جماعت احمدیہ کا مرکز ہونے کی وجہ سے یہاں سے احباب جماعت کے لئے متعدد رسائل اور روزنامہ الفضل شائع کیا جاتا ہے۔ گزشتہ صدی کے ربع آخر میں احمدیہ پریس اور اس کے کارکنان نے حکومتی مظالم کی زد میں نہایت کڑا وقت دیکھا ہے تب کئی کئی سال کیلئے الفضل کی اشاعت جبراً روک دی جاتی تھی۔ اس دور میں اخبار الفضل کے ایڈیٹر، پرنٹر اور پبلشر کو محض مذہبی دشمنی کی بنا پر فوجداری مقدمات کے مصائب بھی جھیلنے پڑے۔ اب بھی وقفے وقفے سے ان معصوموں کو تنگ کیا جاتا ہے، پابندیاں لگائی اور ہٹائی جاتی ہیں، بغیر کسی نوٹس کے کوئی بھی سزا تجویز کردی جاتی ہے، آئے روز جواب طلبی ہوتی رہتی ہے۔

1980ء اور 1990ء کی دہائیوں میں احمدیہ پریس اور الفضل اخبار پر جو بیتی وہ اب رفتہ رفتہ تاریخ کا حصہ بن رہی ہے۔ ان مظالم کا سامنے کرنے والے یا تو عمر رسیدہ ہوچکے ہیں یا ایک ایک کرکے اس دنیا سے رخصت ہورہے ہیں۔ حال ہی میں، 1990ء سے 1998ء تک بطور کارکن کام کرنے والے مکرم مرزا محمد اقبال صاحب کی یادوں پر مشتمل مضمون الفضل کے 18 جون 2012ء کے شمارہ کی زینت بنا۔ اس عینی شاہد کا بیان ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

''اب کچھ تکلیف دہ اور دلآزاری پر مبنی ایسے واقعات کا ذکر ہوجائے جنہیں مجھے دیکھنا پڑا۔ مثلاً امتناع قادیانیت آرڈیننس جو 1984ء میں صدر مملکت ضیاء الحق نے محض ذاتی مذہبی نفرت وتعصب اور مخالف علماء کے کہنے پر جماعت احمدیہ کے خلاف جاری کیا تھا۔ اس کا عملی نفاذ میں نے دیکھا کہ مکرم قاضی منیر احمد صاحب جو الفضل کے پرنٹر تھے۔ مکرم آغا سیف اللہ صاحب جو پرنٹر اور پبلشر تھے۔ مکرم نسیم سیفی صاحب ایڈیٹر الفضل۔ ان تینوں بزرگوں پر آئے روز پولیس کی طرف سے مختلف مقدمات بنتے رہتے تھے۔ نتیجتاً یہ تینوں نہایت پریشان رہتے تھے اور گرفتاری سے بچنے کے لئے نامعلوم مقامات پر روپوش ہوجاتے تھے مگر سادہ کپڑوں میں ملبوس پولیس دفتر الفضل اور گھروں پر چھاپے مارتی رہتی تھی اور گرفتار کرنے میں کامیاب ہوجاتی تھی۔ وہ نہ عمر دیکھتی تھی اور نہ رمضان المبارک کے تقدس کا کوئی خیال رکھتی تھی۔ غرض حالات یہ تھے کہ ان تینوں بزرگوں کو گرفتار کیا انہیں کبھی تھانہ ربوہ کی چاردیواری میں مقید رکھا جاتا اور کبھی چنیوٹ کے حوالات میں نظر بند رکھا جاتا۔ مَیں نے ان تینوں کو چنیوٹ کے حوالات میں رمضان المبارک میں سلاخوں کے پیچھے نظر بند دیکھا۔ قصور صرف یہ تھا کہ بقول اکبر الٰہ آبادی کہ ؎

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

صعوبتیں اور تکالیف برداشت کرنے کے 4 سال بعد مکرم سیفی صاحب تو 19 مارچ 1999ء کو وفات پاگئے۔ اور دوسرے دونوں بزرگ خدا تعالیٰ کے فضل سے ملک سے باہر جانے میں کامیاب ہوگئے''۔

حال ہی میں تخت لاہور پر براجمان پنجاب کے حاکموں نے خواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے مخصوص رسالہ مصباح کی بندش کا حکم نامہ جاری کیا، اور اخبار الفضل کو ''اظہار وجوہ کا نوٹس'' جاری کردیا۔ اس ظالمانہ فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کرنے پر ایک جج نے ''حکم امتناعی'' جاری تو کردیا ہے لیکن مشکلات اور تنگیاں وارد کرنے کا سلسلہ جاری وساری ہے جس میں سرفہرست قومی ادارہ ڈاک کے توسط سے اخبار الفضل وغیرہ کی پاکستان بھر میں ترسیل عملاً ختم ہی ہوچکی ہے۔ قصہ کوتاہ کہ احمدیہ پریس آج کے دور میں بھی جبر مسلسل کا کہنہ مشق بنا ہوا ہے۔

سچا کون؟

کراچی، 3 جون: مکرم ناصر احمد گوندل صاحب مقامی احمدیہ مسجد میں نماز فجر کی ادائیگی کے لئے تشریف لارہے تھے کہ پیچھے سے ایک لڑکا آیا اور آپ پر کوڑا کرکٹ اور چھوٹے چھوٹے پتھروں سے بھرا ایک شاپر پھینک دیا۔ اس شیطان نے اپنی طرف سے وہ کوڑا مکرم ناصر صاحب کے سر پر پھینکا تھا لیکن خوش قسمتی کہ وہ لفافہ کندھے پر آن گرا۔ یہ لڑکا ''تم مرزائی ہو'' کا نعرہ لگا کر بھاگ گیا۔

آخری زمانہ میں سیدھی راہ اور درست گروہ کی بابت پوچھنے والوں کو صادق وامین حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی آسان نشانی بتائی تھی! ''مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِی''۔ تاریخ مذاہب عالم کا ادنیٰ سا طالب علم ہوتے ہوئے راقم الحروف کو تاریخ اسلام میں کسی ایک بھی صحابی یا حقیقی مسلمان کی کسی ایک بھی کافر پر کوڑا پھینکنے کی روایت تاحال نہیں ملی ہے۔ اگر کسی مدرسے کو کلاشنکوف چلانے کی تربیت دینے سے فرصت ملے تو ضرور ایسی روایات تلاش کرکے عام کریں۔ **(باقی آئندہ)**

تنزانیہ کے سالانہ میلہ میں جماعتی بکسٹال

تنزانیہ میں امسال بھی یکم اگست تا 8/اگست Nane Nane کے میلے کا انعقاد ہوا۔ اس میں تین صد سے زائد اسٹال لگائے گئے۔ ان میں زراعت کے شعبے کی بھی نمائش کی گئی۔ دس ہزار سے زائد لوگوں نے اس نمائش کو وزٹ کیا۔ اللہ کے فضل واحسان سے جماعت کو بھی کتب کا اسٹال لگانے کی توفیق ملی جس کی ایڈوانس Booking کروائی گئی تھی اور 12X12 فٹ کا پلاٹ کرایہ پر لیا گیا جس پر اسی سائز کا ٹینٹ لگا کر اسے اسٹال کے طور پر سجایا گیا۔

خدا کے فضل سے ہمارے اسٹال پر آنے والے افراد کی تعداد پانچ ہزار سے زائد تھی جن کا تعلق جرمن، انگریزی، فرنچ اور مختلف افریقین قوموں سے تھا۔ ہر آنے والے کو جماعتی تعارف پر مبنی پمفلٹ دیا گیا۔ گزشتہ سال سات لاکھ شلنگز کی کتب فروخت ہوئی تھیں جبکہ امسال 8 لاکھ 23 ہزار شلنگز کی 582 کتب فروخت ہوئیں۔ کئی آنے والوں نے احمدیہ مشن ہاؤس آنے کا بھی وعدہ کیا۔

خاکسار کے ساتھ تین مقامی معلمین سٹال پر موجود رہے اور ماہ رمضان میں صبح سے شام تک اسٹال پر کھڑے ہوکر لوگوں کو جماعت کا تعارف کرواتے اور سوالوں کا جواب دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ اس بکسٹال کو ان کی ہدایت کا ذریعہ بنادے اور ہماری کوششوں کو قبول فرمائے۔ آمین۔

(رپورٹ: خواجہ مظفر احمد مبلغ اروشا، تنزانیہ)